

ہمارا کاری

عبدالستار

کچھ نئے



۲۱۰۲۵۰ ع م ف

عماد سیرتیر ۲۱

ہمارا کاری

حصہ دوم

منظہر کلیم ایم اے

پاک گیٹ
مستانے

یوسف برادرز

نادان ہے ایسے مجرم اور ایسے پلاٹ پیسٹ کرے جو عام دگر سے بٹ
ہوتے ہوں۔ تھے جنہوں نے کہے تھے کہ اب کا سر ہے افکار
ہوتا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ میرے ہمیشہ تھے چہرے تھے تھے
کا میاں رہتے ہیں۔

"ہاں کار ہے" مجھے اس میدان میں ایک تھے چہرے تھے
انوکھا پلاٹ قنوع کردار اسے کہانی کے خوبیاں میرے اور
مجھے یقین ہے کہ میں نے نادانوں کے کتبے طرح یہ نادانیت مجھے آپ سے
داد ضرور وصول کرے گا۔

والسلام

منظہر کلیم ایم اے

اجالک تیز روشنی ہونے سے گونا گونا کی وقتی طور پر بینائی چلی گئی تھی
مگر اس کے مضبوط اعصاب اور فوری فیصلے کی قوت پر ظاہر ہے اس کا
کیا اثر ہوتا تھا۔ جیسے ہی اسے احساس ہوا کہ پھر دیوالور پیدا اس پر گولیاں
چلانے والے ہیں۔ وہ فرش پر لیٹے ہی لیٹے زور سے اٹھلا اور اس نے
انداز سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے دیوالور سے ایک نشانہ لے لیا۔ گولی
ٹھیک جگہ پر پڑی اور اس آدمی کی کمر ناک صحن سے گھرے گونج اٹھا۔
دو آدمیوں کی گولیاں اس کے اچھلنے کی وجہ سے اس کے پیٹ کے بالکل
نیچے سے ہو کر گزر گئیں تھیں۔ اچھلنے کے بعد جیسے ہی ٹائیگر دوبارہ زمین پر گرنا۔
اس نے تیز می سے دو کروٹیں لیں اور اس دوران اس کے دیوالور سے دو
اور گولیاں نکلیں اور گھرے میں دو اور چھین گونج گئیں۔ ٹائیگر تین آدمیوں کو
نشانہ بنا چکا تھا۔ اور اب ٹائیگر کی آنکھوں میں بینائی دوبارہ عود کر آئی تھی۔
وہ ابھی تک فرش پر کسی پھر تلے سانپ کی طرح لہراتا ہوا کروٹیں بدلتا جا
رہا تھا۔ تاکہ اس کا صحیح نشانہ لے لیا جاسکے اور ایک بار پھر گھرے میں گھپ
اندھیرا چھا گیا۔ ٹائیگر نے اندھیرا ہوتے ہی ایک بار پھر اپنی جگہ سے ہچکناک
لگائی اور تقریباً اٹھنا ہوا اس کوٹنے کی طرف چلا گیا۔ جہاں موجود آدمی کو اس

نے پہلی بار نشانہ بنایا تھا چلانگ لگانے کے بعد نیچے گرنے میں اس نے
حتی اوج کوشش کی کہ اس کے گرنے سے کم سے کم آواز پیدا ہو تاکہ باقی
تین حملہ آوروں کو اس کی صحیح پوزیشن کا علم نہ ہو سکے اس کی اس کوشش
میں حملہ آوروں نے بھی غانا کر دار ادا کیا کیونکہ جیسے ہی اس کے پیر زمین
پر گئے اسی لمحے ایک وقت تین دھماکے ہوئے اور ان دھماکوں میں اس
کے گرنے سے جو آواز پیدا ہوئی تھی وہ بھی دب گئی تھی۔ اور گولیاں تو کام
ہے اسی جگہ کا نشانہ لے کر چلائی گئی تھیں۔ جو وہ ایک لمحہ پہلے ہی چور چکا
تھا۔ اس لئے ٹائیگر ان کی زد میں کیسے آسکتا تھا۔

اب ٹائیگر ٹھیک اس جگہ کھڑا تھا۔ جہاں اس کے قدموں میں ایک
حملہ آور کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ ٹائیگر کو یقین تھا کہ تینوں حملہ آور بھی اس
دوران اپنی جگہ بدل چکے ہوں گے۔ وہ گھپ اندھیرے میں ریواوروں سے
نکلنے والے شعلوں سے ان کی جگہ کا اندازہ لگا سکتا تھا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ
اس پوزیشن میں گولی چلانے والا فائر کرنے کے بعد کبھی بھی ایک لمحے کیلئے
اسی جگہ پر موجود نہیں رہ سکتا۔ یہ تو لڑائی کا ابتدائی سبق تھا۔ اور ایک اچھا
لڑاکا اس ابتدائی سبق کو کیسے نظر انداز کر سکتا تھا۔

ٹائیگر خاموش کھڑا تھا۔ ریواوروں اس کے بارے میں موجود تھا اور وہ یہ
اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ تینوں حملہ آور اس وقت کہاں
موجود ہیں۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ ان تینوں حملہ آوروں کو ایک ہی
جگہ میں تین فائر کر کے ختم کر دے۔ کیونکہ اسے احساس تھا کہ جتنے آدمی کم
ہوتے جا رہے تھے اتنی ہی لڑائی زیادہ خطرناک ہوتی جا رہی تھی۔ کیونکہ اب
وہ آسانی سے نشانہ بنایا جاسکتا تھا۔ چنانچہ وہ اس حملے کو جتنی جلدی ہو

کے ختم کرنا چاہتا تھا۔ اب اس کی آنکھیں اندھیرے میں بخوبی دیکھ رہی تھیں۔
اور پھر اس کی تیز نظروں نے ایک حملہ آور کی پوزیشن کو بھانپ لیا۔ جب کہ
باقی دو ابھی تک محسوس نہیں ہو رہے تھے۔ ٹائیگر نے ایسا نشانہ ممکن حد تک
بھانپ لیا اور پھر ریواوروں کا رخ اس حملہ آور کی طرف کر کے ٹریگر دیا۔ اس انداز
میں کسی کا صحیح نشانہ لینا نشانہ بازی کا سب سے مشکل مرحلہ تھا۔ مگر ٹائیگر کو
اپنے نشانے پر مکمل اعتماد تھا۔ اس لئے جیسے ہی اس نے ٹریگر دیا۔ اس کے
ریواوروں سے شعلہ نکلا اور اسی حملہ آور کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے بڑی
بھرتی سے ہاتھ پھینچ لیا۔ اس کے ریواوروں سے شعلہ نکلتے ہی کمرے میں دو اور
شعلے جھلکے اور دونوں گولیاں ٹھیک اسی جگہ آکر ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔
جہاں ایک لمحہ پہلے اس کا ریواوروں موجود تھا۔ اس کے متقابل بھی قابل فخر نشانہ
باز تھے لیکن شاید ان کے سانسے ہی کوشش میں تھے کیونکہ وہ ٹائیگر کے
اس سہری سے ڈانچ میں آچکے تھے۔

ان کے ریواوروں سے شعلے نکلتے ہی ٹائیگر نے بڑی تیزی سے دوبارہ
ٹریگر دیا۔ اور چاک بھٹکنے میں وہ باقی دو کو بھی نشانہ بنا چکا تھا۔ کیونکہ ان
دونوں کی آنکھیں بھی اس کے کالوں نے سن لی تھیں۔ اس کے باوجود وہ
ٹائیگر کے فوراً بعد اپنی جگہ غیر محسوس انداز میں تبدیل کر چکا تھا کیونکہ
یہ نہیں بھی ڈانچ دینے کے لئے مار رہی جاسکتی تھیں۔ چند لمحوں تک خاموشی رہی
اور پھر گیم کمرے میں ایک بار پھر روشنی کا سیلاب آگیا۔

ٹائیگر تیزی سے فرش پر کروٹ بدل گیا۔ مگر چند لمحوں بعد ہی اسے احساس
ہو گیا کہ وہ ان چھ حملہ آوروں کو ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہو چکا ہے کیونکہ
کمرے میں ان چھ کی لاشیں پڑی صاف نظر آرہی تھیں۔ ٹائیگر نے ایک طویل

ساتس لی اور اس کے تھے ہوئے اعصاب قدسے ڈھیلے پڑ گئے۔ کچھ بکریاں
جان لیوا جنگ اس کی زندگی کی سب سے خطرناک جنگ تھی۔ اور وہ ایک ہی
گولی سانحے کے بغیر اس میں سرخرو ہو چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ابھی دیوالور میں
سات گولیاں باقی موجود ہیں اسی لئے اسے احساس تھا کہ ابھی یہ جان لیوا
امتحان ختم نہیں ہوا۔ مگر کم از کم ڈرائے کا ایک سین تو ڈراپ ہو ہی چکا تھا۔
اور ٹائیگر آئندہ سین کے لئے بھی تیار تھا۔ اس کی تیز نظریں گھرے میں چاروں
طرف گھوم رہی تھیں اور محاورے کے مطابق وہ اس وقت اپنے سائے
تک سے چوکتا تھا۔

اچانک اس نے دیکھا کہ گھرے کی وہ دیوار جس کے مقابل وہ کھڑا تھا۔
تیزی سے دائیں بائیں سمٹی پل گئی اور اب گھرے کی دوسری طرف اسے
ایک جھوم سا نظر آیا۔ جس کے درمیان میں ایک کڑی کا مجسمہ موجود تھا جس
کا قد باقی جھوم کے قدوں سے ادھماچند اونچا بڑا تھا۔ اور وہ مجسمہ مسلسل دھ
ادھر مل رہا تھا۔ جھوم جیتے جگتے آدمیوں کا تھا۔ اور دیوار جیسے ہی بے شمار
آدمی ہاتھوں میں دیوالور سنبھلے اس کی طرف اٹھ پڑے۔ ٹائیگر ایکسے
کے لئے یہ منظر دیکھ کر بول بھلا گیا۔ کیونکہ اس کے دیوالور میں تو سات گولیاں تھیں
اور اس کی طرف جو مسلح آدمی دوڑے چلے آ رہے تھے ان کی تعداد کم از کم
پچاس سے زیادہ ہی ہوگی اور ان صوب کے انداز سے یوں محسوس ہوتا تھا۔
جیسے وہ کسی بھی لمحے ٹائیگر پر گولیاں چلائے ہی والے ہیں۔ ٹائیگر زیادہ سے
زیادہ ان میں سے سات کو ختم کر سکتا تھا وہ سوچنے لگا کہ یہ کیسا امتحان ہے
یہ تو صریحاً خودکشی ہے۔ اچانک اس کے کان میں ایک سرگوشی سی ابھری۔

”ٹائیگر جلدی کر دو تم نے اس پتلے کی گھوڑی کو نشانہ بنانا ہے اور

اپنے آپ کو بھی بچاؤ۔
سرگوشی کرنے والے کا لہجہ جیکال کا تھا۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہ ہی اس کی
آزمائش کی ایک کڑی ہے کہ آیا وہ جھوم میں موجود کسی آدمی کو اتنے خطرات
کے دوران میں طور پر نشانہ بنا سکتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ٹائیگر گٹ کا اندازہ ہوتے
ہی ٹائیگر نے دیوالور سیدھا کیا اور اسی لمحے اس کی طرف دو ڈکڑے آنے
والے حملہ آوروں نے بھی دیوالوروں سے اس پر فائر کھول دیئے۔ بلا مباغہ
بیسویں گولیاں ایک وقت موت بن کر اس کی طرف پھینکیں اور چونکہ وہ
مختلف سمتوں سے چلائی گئی تھیں اس لئے ٹائیگر کے سینے کی لپٹا ہر کوئی بھی
گولیاں باقی نہیں رہی تھی۔

اپنی طرف پلکتی ہوئی گولیوں کی اس بارش کے باوجود ٹائیگر نے اپنے
حواس بجا رکھے اور اس نے بڑی پھرتی سے مانتے ہوئے مجسمے کے سر کا
نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ اور پھر ایک جھکے میں وہ اس تیزی سے اپنی جگہ
سے اٹھا جیسے اس کے پیروں میں طاقت ور سیرنگ لگ گئے ہوں گھرے
گھرے اس کا یہ عجیب تقریباً اس کے قد سے بھی اونچا تھا۔

چنانچہ جب وہ دوبارہ نیچے گرا تو اس وقت کے دوران بیسیوں
گولیاں اس مجسمے سے پیدا ہونے والے غلامیں تیر گئیں۔ نیچے گرتے ہی
ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے پیروں کو اس انداز میں جھکا دیا کہ اس کا جسم
راؤنڈ ہو کر کمان سے نکلتے ہوئے تیر کی طرح پہلے چند فٹ دائیں طرف گیا
اور پھر خود بخود ٹرن کر کے بائیں طرف کئی فٹ دور تک چلا گیا۔ اس
راؤنڈ سے ایسا محسوس ہوتا تھا۔ جیسے ٹائیگر کسی سرکس میں کوئی شعبہ
دکھانا ہو۔ بائیں کونے میں پہنچتے ہی وہ جیسے ہی دکھا اس نے دیکھا کہ

اب دورانے والے رک گئے تھے اور ہجوم کے درمیان میں موجود کھیر نہیں
پر پڑا تھا۔ اس کے سر میں گولی کا نشان صاف نظر آ رہا تھا۔ اسی لمحے
ساتھ کی آواز سے کمرے کی دیوار دوبارہ برابر ہو گئی۔ اور وہ ہجوم اور
حملہ آور دیوار کی دوسری طرف رہ گئے تھے۔ ٹائیگر نے طویل سانس لی
وہ ایک اور امتحان میں بھی سرخرو ہو چکا تھا۔ اور ابھی تک اس کے دیوار
میں یہ گولیاں موجود تھیں۔ ٹائیگر سوچنے لگا کہ یہ امتحان تو شیطان کی آیت
کی طرح طویل ہوتا جا رہا ہے۔ بچانے کب یہ تیر گولیاں بھی ختم ہوں اور کب
اس صبر آزما امتحان سے اس کی جان چھوٹے مگر دوسرے لمحے کمرے کا ایک
دردانہ کھلا اور ٹائیگر نے دیوار کا رخ ادھر کر لیا۔ وہ ٹرکیر دہانے ہی والی
تھا کہ اس نے جیکال کو اندر آتے دیکھا۔ اس نے ٹرکیر پر چلنے والی انگلی
کو ٹرکیر دہانے سے ہٹا لیا۔ جیکال سکڑا رہا تھا۔
"گولی سب چلا نا۔ ٹائیگر تیار امتحان ختم ہو چکا ہے۔ دھمکی تم قابل
فخر نشانہ باز ہو۔"



جونی کو ختم کرنے کے بعد جیک زبردستی ایک اپ دم میں
جا کر اپنے آپ پر جونی کا پیٹل ٹیک اپ کیا اور پھر اس کا اترا ہوا لباس
پہن لیا۔ اس نے اسے خٹ آگئے تھے کیونکہ قد و قامت کے لحاظ سے وہ
موت سے مشابہ تھا جونی کا میک اپ کرنے کے بعد وہ دانش منزل سے
بہرہ اور پھر ٹیکسی کر کے وہ سیدھا چیت کالونی کے ہنگر نمبر ایک سو بارہ
پہن گیا۔ اس نے ٹیکسی ملے سے ایک چوک پہلے ہی رکوا دی تھی۔ اور پھر خود
بیل چل کر ملے کے گیٹ تک پہنچا۔ ہنگر کے گیٹ پر ایک چوکیدار بیٹھا ہوا
تھا۔ جونی کو دیکھتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ جیک زبردستی اس کی نظروں میں
شامانی کی جھلک دکھائی دے گئی تھی۔ اس نے وہ ٹھہر کر ہو گیا تھا۔
کوڑے چوکیدار نے جونی کے قریب آ کر سر کو شیانہ لیے میں پوچھا۔
"مارا کاسی؟" جیک زبردستی جواب دیا۔

"تمہارا نمبر؟" چوکیدار نے دوسرا سوال کیا۔

"نمبر تیرہ گینگ وہ؟" جیک زبردستی نے جونی سے معلوم کیا ہوا نمبر بتلادیا۔

جیکال نے ہاتھ کے اشارے سے اسے گولی چلانے سے منع کرتے ہوئے
"ٹھکر یہ جیکال مگر ابھی میرے دیوار میں چو گولیاں موجود ہیں؟"
ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ تو قابل فخر بات ہے کہ تمہاری ایک گولی بھی ضائع نہیں ہوئی ہے۔
تم جانتے ہو کہ اگر تمہاری پچھسات گولیاں ضائع ہو چکی ہوتیں تو اس وقت
تم اس دنیا میں موجود نہ ہوتے۔ جبکہ اس خطرناک امتحان میں چھسات تو
ایک طرف رہیں دس بارہ گولیاں ضائع ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔
جیکال نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر سکڑا دیا۔

وہی وہ محتاط بھی تھا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ جوتی نے اسے غلط نمبر بتلا دیا ہوگا۔ اس کا نمبر سننے ہی جو کیدار کے چہرے پر اطمینان کے آثار پیدا ہوئے اور اس نے بلیک زیرو کو باقاعدہ سلام کیا اور ایک بیٹن دبا کر کوٹلی کا گیٹ کھول دیا۔ بلیک زیرو گیٹ کھٹے ہی تیز تیز قدم اٹھاتا اندر چلا گیا۔

جیسے ہی وہ کوٹلی کے پورچ تک پہنچا۔ اچانک برآمدے سے ایک آدمی جس نے ہاتھ میں مشین گن پکڑی ہوئی تھی اچھل کر اس کے سامنے آیا۔ اور اس نے مشین گن کی نال بلیک زیرو کے سینے پر کھٹے ہوئے بڑے بڑے ٹخو ٹخو مار لیجے میں کہا۔

”کون ہو تم اور یہاں کیوں آئے ہو؟“
”پرسنل نمبر تیرہ گنگ ڈو۔ ایمر جیسی“ بلیک زیرو نے پوچھنے پر بغیر بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ حرکت بھی کون سے ہی ایک حقتہ تھی۔

”اد کے سیدھے پاس کے پاس جاؤ۔“ اس آدمی نے مشین گن اس کے سینے سے ہٹاتے ہوئے اس بار نرم لیجے میں کہا۔

بلیک زیرو سر ہلاتے ہوئے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ سامنے ایک بند دروازہ تھا۔ بلیک زیرو نے بند دروازے پر ہاتھوں انداز میں تھپ تھپ دھکی اور دوسرے لمبے دروازے پر ہاتھ دھک دیا۔ بلیک زیرو اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا مہرہ تھا۔ جس کا اور کوئی بندہ نہیں تھا۔ اور اس کے اندر داخل ہوتے ہی وہ دروازہ بھی خود بخود بند ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو دھکیے میں رکے بغیر آگے بڑھا اور پھر اس نے سوچ بوجھ کو دو دو تلوں سے پکڑ کر دائیں طرف ٹھسکا دیا۔ اب سوچ

بورد کے نیچے دیوار میں ایک سوراخ نمودار ہو گیا تھا۔ بلیک زیرو نے اس میں ہاتھ ڈالا اور اس میں موجود ایک چابی نکالی۔ چابی نکال کر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کے آٹھ گیٹ لاک میں چابی ڈالی اور پھر اسے دوبارہ دائیں طرف تین بار۔ بائیں طرف اور پھر ایک بار دائیں طرف گھمایا۔ آخری بار گھومتے ہی ایک کلک کی آواز سنائی دی اور پھر کمرے کے مقابل کی دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ بلیک زیرو نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے چابی لاک سے باہر نکالی اور اسے دوبارہ خلا میں ڈال کر سوچ بوجھ بورد برابر کر دیا۔ اور خود سامنے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مجرموں نے داخلے کے لئے بڑا پیچیدہ نظام بنایا ہوا ہے۔ اتنے پیچیدہ نظام میں ناواقف آدمی کا کہیں نہ کہیں پکڑا جانا لازمی بات تھی۔ اور اب تک بلیک زیرو دل ہی دل میں جوتی کی سچائی کا اقرار کر رہا تھا کہ اس نے سب کچھ صحیح صحیح بتلا دیا تھا۔ ورنہ وہ اسے ڈراگ دے سکتا تھا اور ظاہر ہے بلیک زیرو کا پکڑا جانا لازمی امر تھا۔ دروازے سے اوپر کی طرف سیڑھیاں جارہی تھیں۔ بلیک زیرو تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کا اختتام مولڈرٹے ہی ایک بند دروازے پر ہوا۔ دروازے کے اوپر سرخ لمب جلی رہا تھا۔ جیسے ہی وہ دروازے پر دکا۔ اچانک دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور ایک مسلح آدمی آگے بڑھا۔

”آؤ جوتی۔ اسسٹنٹ پاس نے تمہیں سکرین پر چیک کر لیا ہے۔“ اس آدمی نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ مسلح آدمی اس کے ساتھ تھا۔ ایک بند دروازہ پر مسلح آدمی نے دھک دھکی۔

جونی کو اندر بھیج دو۔ ایک گونجدار آواز آئی اور اس کے ساتھ
اسی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ایک زبرد اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک سپر
کمرو تھا۔ جس میں چاروں طرف سکرینیں فٹ تھیں۔ چار مسلح آدمی برقی
گنیں اٹھائے ایک طرف کھڑے تھے۔ اور درمیان میں ایک بہت بڑی
میر کے پیچھے ایک بڑی مٹی ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی
طاہر سی تھی۔ سوائے ایک بڑی سکرین کے باقی تمام سکرینیں تاریک تھیں۔
اس بڑی سکرین پر ایک ٹال کا منظر نظر آ رہا تھا۔ ایک زبرد نے ایک
لمبے کے لئے اس سکرین پر نظر س ڈالیں اور وہ سمر کے لمحے وہ جو تک بڑا
گر اپنی موجودہ پوزیشن کا احساس کرتے ہی اس نے اپنے آپ پر غور
طوریہ کا بولیا۔ ٹال میں گول ستونوں سے چوری سیکرٹ سروس
سے بندھی جونی تھی۔ دیوار کے ساتھ تقریباً جس مشین کو برادر کھڑے تھے
وہ غیر ملکی عمران کے سامنے کھڑے تھے۔

جونی تم جیڈ کواد ٹو سے کیے جاتے۔ کار کہاں ہے اسسٹنٹ
نے جونی سے مخاطب ہو کر قدمے سخت لہجے میں پوچھا۔
باس جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک گھر سے میں بند تھا اور ایک
انقاب پوش مجھے گھور رہا تھا۔ اس نقاب پوش نے اپنے آپ کو ایکسٹرنل
ٹیک زبرد نے اپنی کہانی بیان کرنی شروع کر دی۔
”کیا کہا ایکس ٹو۔ ایکسٹو اس عمارت میں موجود تھا۔ میز پر بیٹھا جو
اسسٹنٹ باس ایکسٹو کا نام سنتے ہی اچھل پڑا۔

”جی ہاں باس اس نے اپنے آپ کو ایکسٹو سی بتایا تھا۔ میں
کہہ رہا سی ریڈیو ویژن کا یہی موجود ہوگی۔ اس لئے کسی بھی ٹیک

عمارت پر حملہ کر دے گا۔ مگر جب ایکسٹو نے بتلایا کہ ریڈیو ویژن کا نظام
انہوں نے تباہ کر دیا ہے تو میں نے فرار ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ ایکس ٹو نے
مجھے راز اگلنے کی بڑی دھمکیاں دیں۔ مگر میں خاموش رہا۔ پھر وہ مجھے
دھمکیاں دے کر کمرے سے چلے گئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ تالا کھولتے ہیں
پھر سے بڑا ہر کون ہو گا۔ میں نے دروازے کا آڈیٹک لاک کھولا اور۔
عمارت سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ دہان سے سیدھا یہاں آ رہا
ہوں۔

ایک زبرد نے مختصر لفظوں میں تفصیل بتلائی۔
جونی تباہا بیان مشکوک ہے۔ سیکرٹ سروس کے جیڈ کواد ٹو سے
یوں آسانی سے فرار ہو جانا ہی تمہارے جیال کو مشکوک بناتا ہے۔
اسسٹنٹ باس جو اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ اس کا بیان سننے
کے بعد بولا۔

باس آپ یقین کریں۔ میں دہان سے فرار ہو کر آیا ہوں۔
جونی نے اپنے بیان پر زور دیتے ہوئے کہا۔
”ٹیک ہے میں تمہیں ٹیکاک روم میں بھیج دیتا ہوں تاکہ ہمارا شک
دور ہو جائے۔“

اسسٹنٹ باس نے اس کی آنکھوں میں بغور دیکھتے ہوئے کہا۔
”میں تیار ہوں باس۔“
ایک زبرد نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیا اسے اپنے
ٹیک اب پر لو۔ پھر وہ ہٹا۔

باس نے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور پھر ایک زبرد اس آدمی کے

ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس نے اٹھتے ہوئے سکرین پر ایک ایسی جگہ نظر ڈالی۔ ایک لمحے کے لئے وہ پھر چونک پڑا کیونکہ اس نے دیکھا کہ کمرے کی رسیاں کھولی جا رہی تھیں۔ اس کمرے سے نکلنے کے بعد وہ وہاں کمرے کے رابڈریوں سے گزرنے کے بعد ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے۔ جس میں بے شمار مشینیں موجود تھیں۔ اور ایک غیر ملکی بھی موجود تھا۔ ایک لڑکے کے ساتھ آنے والے اس نے اس غیر ملکی کو جونی کی چکنگ کا حکم سنایا۔ اور غیر ملکی نے سگراتے ہوئے جونی کو ایک نظر دیکھا اور پھر اسے ایک برقی مشین پر بیٹھنے کا حکم دیا۔

بلیک زیرو بڑے اہمیت سے چلتا ہوا اس مشین پر بیٹھ گیا۔ ساتھ اس نے والد آدمی بلیک زیرو کو جھوڑ کر دیکھا تھا۔ اب کمرے میں صرف غیر ملکی باقی رہ گیا تھا۔ بلیک زیرو کے مشین پر بیٹھنے کے بعد وہ نے مشین کا بٹن دبایا اور بلیک زیرو کے پورے جسم پر ٹیسٹ کا ایک ٹور چڑھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی سامنے ایک بڑی سی سکرین پر مشین کی حرکتیں ملنے لگیں۔ بلیک زیرو کی طرف بغور دیکھتے ہوئے مشین کا ایک اور بٹن دبایا اور دوسرے لمحے سکرین پر وہ شنی کی لکیریں تیزی سے ابھرنے اور مشین گھمیں کافی دیر تک سکرین پر لکیروں کا جال بنتا اور مٹتا رہا۔ پھر سکرین پر صاف ہو گئی۔ غیر ملکی نے آگے بڑھ کر سکرین کے نیچے لگی ہوئی ایک مشین کا بٹن دبایا اور پھر ایک کارڈ اس میں سے باہر نکل آیا۔ کارڈ پر پھر ڈالنے ہی غیر ملکی بری طرح چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے گھوم کر بلیک زیرو کی طرف دیکھا اس کی نظروں سے شے کی شعاعیں نکل رہی تھیں اور بلیک زیرو سمجھ گیا کہ اس کا راز فاش ہو گیا ہے۔ ہو سکتا ہے مشین میں صرف ایک آپ

ایک چیک نہ کیا گیا ہو۔ بلکہ اور علامات بھی چیک کی گئی ہوں۔ کیونکہ ٹیسٹ کا غلاف صرف اس کے منہ پر آنے کی بجائے پورے جسم کے گہرے چرے طایا گیا تھا۔ لیکن اب بلیک زیرو بے بس ہو چکا تھا۔ کیونکہ ٹیسٹ کے غلاف نے اسے حرکت کرنے سے بھی معذور کر رکھا تھا۔ بلیک زیرو کے دماغ میں اتنی ہیان سی چلنے لگیں۔

غیر ملکی قدم بہ قدم بلیک زیرو کی طرف آیا۔ وہ چند لمحوں تک بغور بلیک زیرو کو دیکھتا رہا۔ مگر بلیک زیرو نے اپنی آنکھوں کو پاٹ ہی رکھا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ بھی چکنگ کا کوئی نفاقی طریقہ ہو۔ اچانک غیر ملکی نے مشین کا ایک بٹن دبایا۔ اور پھر کہنے لگا۔

”کیا تم واقعی جونی ہو تمہارا تیرا“

بٹن دہانے سے بلیک زیرو کو اس کی آواز صاف سنائی دینے لگی تھی۔

”ہیں آپ کو کوئی شک ہے؟“ بلیک زیرو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”شک؟ اب تم جونی نہیں ہو۔ ہمارا جدید ترین کمپیوٹر تمہیں پہچان چکا ہے اور اب تمہاری موت ناگزیر ہو چکی ہے۔“

غیر ملکی نے غصے سے ڈھارسے ہوئے کہا۔

”کوئی غلطی ہو گئی ہوگی میں تو جونی ہی ہوں۔ آپ ایک بار پھر چیک کر کے تسلی کر لیں۔“

بلیک زیرو نے ایک بار پھر اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے اطمینان نے غیر ملکی کو بھی کشتش و تیج میں ڈال دیا وہ چند لمحوں تک کچھ

سوچتا: پھر اس نے یوں کندھے اچکائے جیسے کسی فیصلے پر پہنچ گیا ہو۔
ٹھیک ہے مسٹر جونی میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو نمبر ایک مشین
میں چیک کیا جائے نمبر ایک مشین کے چیک اپ کے بعد آپ کا قلم
نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔

غیر ملکی نے یوں کہا جیسے نمبر ایک مشین کا فیصلہ کسی صورت میں
غلط نہیں ہو سکتا۔

میں تیار ہوں آپ بے شک اپنا مکمل اطمینان کر لیں: بلیک زیرو
نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

اور غیر ملکی نے شیشے کا غلاف ہٹانے والا بن دیا۔
اس کیبن میں چلیں مسٹر جونی: غیر ملکی نے غلاف ہٹاتے ہی حسیب سے

دیوالی نکال کر اسے کور کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔
بلیک زیرو مشین سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے مسکراتی نظروں سے دیوالی

کو دیکھا اور پھر غیر ملکی سے مطالب ہو کر بولا۔
اس کی کیا ضرورت تھی میں غلط آدمی نہیں ہوں۔

تم کیبن میں چلو فیصلہ وہیں ہو گا۔ اگر تم صبح ہوئے تو میں اس کے
تم سے معافی مانگ لوں گا: غیر ملکی نے جواب دیا۔

اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا کیبن کی طرف بڑھنے لگا۔ مگر اب وہ اتنا
بے وقوف بھی نہیں تھا کہ اس منہ بے موقع سے فائدہ نہ اٹھاتا اور

کیبن میں داخل ہو کر اپنی موت کو اپنے پر لازم کر لیتا۔ اس نے دو قدم
بڑھائے اور پھر اچانک اس تیزی سے پٹا ۹ اور غیر ملکی کے دیوالی پر ہاتھ

ڈال دیا۔ دیوالی اور غیر ملکی کے ہاتھ سے ٹکرا جانے کے باوجود وہ آگے نہیں ہٹا

کھٹے کے عالم میں کھڑا کاکھڑا رہ گیا۔ شاید اس کے تصور میں بھی نہیں تھا
کہ بلیک زیرو اتنی پھرتی کا مظاہرہ کرے گا۔

بلیک زیرو نے دیوالی اور ایک ہاتھ میں پکڑتے ہی دوسرے ہاتھ
سے کھڑکی پر ہاتھ پوری قوت سے غیر ملکی کی گردن پر کیا کہ ایک ہی

دار میں غیر ملکی کی گردن ————— کی ہڈی چٹ کی آواز پیدا کرتی ہوئی
ٹوٹ گئی اور غیر ملکی فریض پر گر گیا۔

چند لمحے رپا اور پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ بلیک زیرو نے دیوالی اور حسیب میں
ڈالا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب حسیب کو ارڈر پر ماست حملے

کا وقت آ گیا تھا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے اس کا راز فاش ہو سکتا تھا۔ اور دوسری
بات یہ تھی کہ اس نے پوری سیکرٹ سروس کو ہال میں بندھا ہوا

دیکھ لیا تھا۔ وہ جلد از جلد یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ حالات کس کروٹ بیٹھتے
ہیں۔ چنانچہ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور پھر تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن

روم کی طرف بڑھنے لگا۔ آتے وقت چونکہ وہ راستہ دیکھ چکا تھا اس
نے اسے آپریشن روم تک جانے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ مگر آپریشن

روم کے قریب پہنچے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ اس نے آپریشن روم میں ایک
افراد کی کھڑکی دیکھا۔ مسلح افراد بڑی تیزی سے راہدار یوں میں بھاگتے

ہوئے آجائے تھے۔ بلیک زیرو تیزی سے آپریشن روم میں داخل ہو گیا۔
اسے احساس ہو گیا تھا کہ حالات کوئی نازک کروٹ لے چکے ہیں۔ آپریشن

روم کی یہ پوزیشن تھی کہ باس میز پر ٹرانسمیٹر کے تیزی سے اس کے مختلف
بن دیا تھا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اٹھ رہی تھیں۔

آپریشن روم میں موجود تمام افراد کے چہرے زرد تھے۔ کسی نے بھی

بلیک زیرو کی آمد پر توجہ نہیں دی۔
بلیک زیرو نے سکریں کی طرف دیکھا مگر سکریں بالکل تاریک تھیں۔
”کیا ہوا باس کیا ہوا۔“ بلیک زیرو نے بھی پریشان لہجے میں باس
سے پوچھا۔

”اوہ جونی غضب ہو گیا سیکرٹ سروس کے ممبران نے چیٹ باس اور
باس ٹام کو قتل کر دیا اور مال میں موجود تمام افراد کو ختم کر دیئے ہیں کامیاب
ہو گئے ہیں۔ انہوں نے دیشن کنٹرول بھی ختم کر دیا ہے۔“
اسسٹنٹ باس نے جونی کو دیکھ کر تیز لہجے میں کہا۔
اسے شاید پریشانی میں یہ یاد بھی نہ رہا تھا کہ ابھی جونی کے متعلق سیکرٹ
روس کے کوئی رپورٹ نہیں ملی۔

”یہ تو بہت بُرا ہوا باس اب کیا ہو گا؟“
بلیک زیرو نے پہلے سے زیادہ پریشان لہجے میں کہا اس طرح وہ ان
کے آئندہ اقدام کے متعلق معلوم کرنا چاہتا تھا۔
”فی الحال میں نے مال کا کنٹرول سسٹم جام کر دیا ہے۔ گریٹ باس سے
رابطہ قائم کر دیا ہوں۔ اسسٹنٹ باس نے کہا اور اس لئے ٹرانسمیٹر سے
ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتے لگیں۔ اسسٹنٹ باس نے چونک کر ایک جلی
دبایا اور پھر تیز لہجے میں کہنے لگا۔

”ہیلو اسسٹنٹ باس نمبر ایون گینگ نمبر دو۔ کوڈ مارا کار ہی اورو۔“
”گریٹ باس سیکرٹ رپورٹ اورو۔“

دوسری طرف سے ایک بجاری بھر کم آواز سنائی دی
”باس یہاں غضب ہو گیا ہے۔ ہم نے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو

گرفتار کر کے ہال میں ستونوں سے باندھ دیا تھا۔

باس ٹام نے چیٹ باس کو ان سے بات چیت کس لئے بلایا۔ مگر
انہوں نے چیٹ باس اور ٹام کو ختم کر کے مال میں موجود تقریباً بیس آدمیوں کو
بھی مار ڈالا ہے اور اس وقت مال ان کے قبضے میں ہے انہوں نے دیشن
کنٹرول بھی تباہ کر دیا ہے۔ میں نے فی الحال مال کا کنٹرول سسٹم جام کر
دیا ہے اب آپ کے مزید احکامات کا منتظر ہوں اورو۔“

اسسٹنٹ باس نے گریٹ باس کو تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔
”اوہ یہ بہت بُرا ہوا۔ بہر حال سیکرٹ سروس کی گرفتار سی جی ہائی
لے ایک بہت بڑی خوش خبری ہے۔ تم انہیں کسی طرح قتل کرنے یا گرفتار
کرنے کی کوشش کرو اورو۔“ وہ دوسری طرف سے گریٹ باس نے انتہائی
سخت لہجے میں کہا۔

”باس وہ لوگ سید چالاک ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ اگر وہ مال سے باہر
نکل جائیں تو وہ خود ختم ہونے کی بجائے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیں گے۔ اورو۔“
اسسٹنٹ باس نے لڑتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔
”کیا ایکسٹرو بھی ان میں شامل ہے اورو۔“

”وہ دوسری طرف سے گریٹ باس نے سوال کیا۔“
”ایکسٹرو اور سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا بھی
ہتہ چلا لیا ہے۔ اگر یہ صورت حال پیش نہ آتی تو ہم اب تک سیکرٹ سروس
کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر چکے ہوتے۔ اورو۔“

اسسٹنٹ باس نے چونک کر بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے پھر ایسا کرو تم سب باہر نکل جاؤ اور ہیڈ کوارٹر کو ڈسٹ

سے آزاد۔ اس طرح سیکرٹ سروس ختم ہو جائے گی۔ یہاں سے ہمارے
ہیڈ کوارٹر بمبروان پر پورٹ کر دے۔ ہتھاری پورٹ کی روشنی میں ہم سروس
سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پر پورٹ کر دیں گے۔ اور اینڈ آل۔
گریٹ پاس نے فیصلہ سنا دیا۔ اس نے سیکرٹ سروس کو ختم کرنے
کے لئے اپنے ایک ہیڈ کوارٹر کی تباہی منظور کر لی تھی۔

اسسٹنٹ پاس نے بات ختم ہوتے ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا
اور پھر سر اٹھا کر کمرے میں موجود لوگوں کو اسکانات دینے لگا۔ تمام لوگوں
کو باہر نکلنے کے آرڈر دے دو۔ میں ڈائنامیٹ کے ساتھ ٹائم بم فٹ
کر دیتا ہوں۔
یہ کہہ کر ایک مشین کی طرف بڑھتے لگا۔

مگر بیک ذیرو کس طرح اپنے ساتھیوں کی تباہی کو گواہ کر لیتا۔ اس
نے اچانک اپنے ساتھ کھڑے آدمی کی برین گن پر ہاتھ ڈال دیا۔ وہ سب
لٹے برین گن اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا۔ بیک ذیرو
کی برین گن نے جتنے لٹکے شروع کر دیئے۔ برین گن کی گولیوں کا پہلا ٹکڑا
اسسٹنٹ پاس بنا اور پھر اس سے پہلے کہ باقی افراد سنبھلے۔ موت ان
کے سروں پر ناپنے لگی۔ ریٹ ریٹ کی آوازیں چند لمحوں تک مسلسل بلند
ہوتی رہیں اور چند لمحوں بعد آپریشن روم میں موجود ہتھیار پھیل گئے۔ افراد
اسسٹنٹ پاس سمیت فرنٹ پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ ان کے ختم
ہوتے ہی بیک ذیرو نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیب سے
نقاب نکال کر اس نے بڑی تیزی سے اسے اپنے چہرے پر رکھ دیا اور پھر
اس نے برین گن اٹھائی اور آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔ ہتھیاروں میں

بعد ہیڈ کوارٹر میں موجود ہتھیار ہیں اور افراد کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔
بیک ذیرو اس وقت مکمل دندہ بنا ہوا تھا۔ جو بھی اس کی برین گن کے سامنے
آتا۔ موت کے گھاٹ اتر گیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی تباہی کی ایک فیصد گنجائش
بھی باقی نہیں رہنے دینا چاہتا تھا۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اب ہیڈ کوارٹر میں
مجرموں کا کوئی فرد زندہ نہیں باقی بچا تو اس نے اپنے ساتھیوں کی رہائی کے
مطلوبہ سوچنا شروع کیا۔ مگر اس کے ساتھ پرالمیم یہ تھا کہ اسے بال کاراستہ معلوم
نہیں تھا۔ اور نہ ہی اسے یہ معلوم تھا کہ بال کاراستہ کس قسم کا ہے۔ مگر ابھی
اس نے ایک مہرہ باقی رہنے دیا تھا۔ اس نے چہرے سے نقاب اتار دیا اور پھر کوٹھی کے
گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ پر چوکیدار موجود تھا۔

اس نے دور سے چوکیدار کو آواز دی اور اسے پرآمد سے میں آئے کے لئے
کہا۔ اس کی آواز سننے ہی چوکیدار ہتھیار بھاگتا ہوا پرآمد سے نکلتے لگا۔
یہ بات بے سروس چوکیدار نے سوال کیا۔

تمہیں پاس نے بلایا ہے۔

بیک ذیرو نے اس سے کہا اور چوکیدار حیرت سے آگے بڑھنے لگا۔
اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ اسے شاید خطرہ تھا۔ کہ پاس کے پاس طلسمی ضرور
اس کے کسی تصور کی وجہ سے ہوئی ہوگی۔ مگر قہر و دلش بر جان و دلش اسے
جانا تو تھا ہی

یہ اللہ فائرنگ کی آوازیں کسی آہی تھیں۔ چوکیدار نے آگے بڑھتے
بڑھتے بیک ذیرو سے سوال کیا۔ اس نے شاید گیٹ پر بیٹھے آوازیں سنی تھیں۔
”مجرموں کو سزا دی جا رہی تھی۔“

بیک ذیرو نے مسکراتے ہوئے دو معنی جواب دیا اور چوکیدار بھی جواب میں

سزا کرار کے متعلق تمام تفصیلات کا علم ہوگا۔
 شک ہے پھر تم میرے لئے بیکار ہو اس لئے چھٹی کرو۔ بلیک زبرد
 نے برین گن کی نال کا دباؤ اس کے سینے پر بڑھاتے ہوئے ٹریگر کی طرف
 اپنی انگلی بڑھائی۔ بلیک زبرد کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ چوکیدار فوراً بول پڑا۔
 ”میں کوشش کرتا ہوں۔ شاید معلوم ہو جائے۔“ اس کا لہجہ ابھی تک
 لاپرواہ تھا۔ بلیک زبرد اس کی بات سنتے ہی دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔
 ”جلدی تھکاؤ کنٹرولنگ سسٹم کہاں ہے۔“

بلیک زبرد نے سخت لہجے میں اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔
 اور چوکیدار سزا کر ایک مشین کی طرف بڑھنے لگا۔ جیسے ہی وہ مشین کی
 طرف بڑھا۔ بلیک زبرد نے برین گن کا ٹریگر دبا دیا اور برین گن کی نال سے
 نکلنے والی گولیوں کی بوچھاڑ چوکیدار کے قریب سے گزر کر فرش سے ٹکرائی۔
 چوکیدار خوف سے اچھل پڑا۔

”تم مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہو دوست اس لئے میں نے
 صرف وارننگ دی ہے۔ یہ کنٹرولنگ سسٹم کی مشین نہیں۔ بلکہ ڈائنامیٹ
 سسٹم ہے۔ بلیک زبرد نے سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ ادھر
 بلیک زبرد کی بات سنتے ہی چوکیدار کا چہرہ پہلے سے زیادہ زبرد گرد اور اصل
 بلیک زبرد ————— پہلے اسسٹنٹ باس کو اس مشین کی طرف بڑھتے
 دیکھ چکا تھا۔ اس لئے وہ چوکیدار کا منصوبہ سمجھ گیا تھا۔ وہ اپنی جان بچانے کے لیے
 جیڈ کو ارٹھر ہی اڑانا چاہتا تھا۔

اس کی بات سن کر چوکیدار چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ سزا کر اس
 مشین کے قریب موجود ایک اور مشین کی طرف بڑھنے لگا۔ بلیک زبرد برین

سزا کر کہنے لگا۔
 ”میرا بھی یہی خیال تھا سزا کر میں نے توجہ نہیں کی تھی۔“
 اچھا کیا مگر اب جلدی چلو۔

بلیک زبرد نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ اسے دبا دیا۔
 میں سے گزرتا ہوا آپریشن روم تک لے آیا۔ ان دبا دیاؤں میں کہیں بھی کوئی
 کوشش موجود نہیں تھی اس لئے چوکیدار کو آپریشن روم تک اصل صورت
 حال کا اندازہ نہ ہو سکا۔ مگر جیسے ہی وہ آپریشن روم میں داخل ہوا۔ حیرت
 سے اس کے چوہہ طبق روشن ہو گئے۔ وہ تیزی سے بلیک زبرد کی طرف
 سزا کر بلیک زبرد نے برین گن کی نال اس کے سینے سے نکال دی اور چوکیدار
 خوف سے کانپنے لگا۔

”مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو میں بے قصور ہوں۔“ اس نے خوف کی
 زیادتی سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ذمہ رہنے کی صرف ایک صورت ہے کہ تم یہ جگہ دو گھر
 مال کہاں ہے ادا اس کا کنٹرولنگ سسٹم کدھر ہے۔“
 بلیک زبرد نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا۔

”مم۔ مگر میں تو صرف چوکیدار ہوں جناب مجھے بھلا کیا معلوم کہ مال
 کدھر ہے اور کنٹرولنگ سسٹم کدھر ہے۔“ چوکیدار نے کانپتے ہوئے لہجے
 میں جواب دیا۔ اس کی بات بھی اپنی جگہ صحیح تھی۔ مگر بلیک زبرد اس کے
 لہجے سے پہلے ہی پہچان چکا تھا۔ کہ چوکیدار غیر ملکی ہے۔ اس نے مقامی چوکیدار
 کا میک اپ کیا ہوا ہے۔ کیونکہ جیڈ کو ارٹھر کے گیٹ کی نگرانی وہ عام چوکیدار
 کے سپرد نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ چوکیدار کو ضرور

راہداری نظر آئے تھی۔ جو ایک دیوار پر ختم ہو رہی تھی۔ اس دیوار کے اوپر
ایک سرخ ملبے جیسے لگا تھا۔
بیک زبرد نے ایک اور بٹن دبا دیا اور اس کا نتیجہ انتہائی خوشگوار رہا
کیونکہ بٹن دبتے ہی دیوار کا ایک مخصوص حصہ اپنی جگہ سے ہٹتا چلا گیا۔ اب
وہاں ایک بڑا سا دروازہ نمودار ہو چکا تھا۔ اب مشین پر صرف ایک بٹن
باقی رہ گیا تھا۔ بیک زبرد نے اسے بھی دبا دیا تھا۔ اور سکرین پر موجود
دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

بیک زبرد غماش کھڑا کھلے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ابھی وہ
کوئی فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ آیا یہ دروازہ اسی ہال کا ہے۔ جس میں سیکرٹ سروس
بنے یا یہ کوئی اور دروازہ ہے۔ کہ اچانک اسے دروازے سے مشین لگی
کی بوجھاڑ آتی نظر آئی اور بیک زبرد مسکرا دیا۔ اس نے مشین کا بٹن دوبارہ
دبا دیا۔ مشین کا بٹن دبتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اور پھر دوسرا بٹن
دلتے ہی دیوار بھی برابر ہو گئی۔ بیک زبرد نے مشین کا بٹن بند کیا اور
جیب سے آقاب نکال کر چہرے پر چڑھایا اور پھر بریں گن ہاتھ میں پکڑے
وہ تیزی سے آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔ وہ اس راہداری تک کے پہلے
مڑ کر چھان چکا تھا۔ اس نے سیر پھیاں کرتے ہی وہ اس راہداری تک پہنچ
گیا۔ اور پھر تیز قدم اٹھاتا اس دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دیوار کے قریب
پہنچ کر اس نے دیوار کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا تو دروازہ ایک بار
پر کھلتا چلا گیا۔ بیک زبرد دروازہ کھلتے ہی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔
اور پھر اس نے بلند آواز میں ایکسٹرو کے مخصوص جیسے میں پکارا۔
"عمران فائرنگ مت کرنا میں آ رہا ہوں۔"

گن اس کی طرف اٹھائے بڑے چوکے انداز میں کھڑا تھا۔ چوکیدار نے دو مہر کی
مشین کی طرف جاتے جاتے اچانک ڈائنامیٹ مشین کی طرف پھلانگ لگا
دی اور اس مشین پر لگا ہوا ہینڈل پکڑ کر نیچے کرنا چاہا۔ مگر اس سے پہلے کہ
ہینڈل نیچے ہوتا۔ بیک زبرد کی بریں گن سے گولیوں کی تیز بو بھڑکنی۔ اور
چوکیدار گولیوں کے زور پر اچھل کر چند فٹ دور جا کر اس سیکرٹ سروس آج
بال بال بھی تھی۔ اگر بیک زبرد کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو ہینڈل کھارٹر کے
ساتھ ساتھ وہ سب بھی تباہ ہو جاتے۔

راہداری کا ممبر اپنے اصول کے مطابق جان پر کھیل چکا تھا۔
اس کے مرنے کے بعد بیک زبرد خود آگے بڑھا اور پھر اس نے مشین
مشینوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ وہ بغور ہر ایک مشین کو دیکھ رہا تھا۔ اور پھر
وہ ایک مشین کے سامنے جا کر رک گیا۔ چونکہ وہ دانش مندر کے پیچیدہ ترین
سسٹم کو کنٹرول کرتا رہتا تھا۔ اس لئے اسے کسی حد تک اندازہ تھا۔ مگر وہ
صرف اندازے پر ہی کوئی قدم نہیں اٹھاتا تھا۔
کیونکہ اسے علم تھا کہ اندازے کی معمولی سی غلطی پوری سیکرٹ سروس
کے خاتمے پر منتج ہو سکتی تھی۔ اس لئے وہ چوکیدار کو پکڑ لیا تھا۔ مگر اب وہ
پکڑن لسی ہی بن گئی تھی کہ اسے اپنے اندازے پر اتنا اعتماد نہ تھا۔ وہ اپنے
لمحوں تک سش وچ میں مبتلا رہا۔ مگر پھر اس نے ایک لمحوں ساٹھ لپٹے جیسے
اس مشین پر لگا ہوا سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

اب اس کے سوا اور کوئی صورت بھی تو نہیں تھی۔
بٹن دبتے ہی مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی اور اس کے ساتھ ہی مشین
پر فٹ سکرین۔ روشن ہو گئی۔ اور دوسرے لمحے اس نے دیکھا کہ سکرین پر ایک

سورسی پاس میرا مطلب آپ کی توہین نہیں تھا۔ میں تو ذرا اپنی زبان کی کھلی مٹا رہا تھا۔ عمران نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔ اس کے چہرے سے بھی یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے خوف کی شدت سے وہ ابھی بے ہوش ہو جائے گا۔

سیکڑ سیکڑ سر دس کے ممبران جہوں نے ابھی ابھی عمران کو درندہ بنے دیکھا تھا۔ اس کے اس طرح خوفزدہ ہونے پر ایکسٹو کی عظمت کے ایک بار پھر قائل ہو گئے۔ وہ سوچ رہے تھے۔ جس سے عمران جیسے آدمی کی کئی دہائی ہے۔ اس کے سامنے بھلا ہماری کیا حیثیت ہے۔ یہی سوچتے ہوئے وہ سب ہال سے باہر نکل آئے۔

بلیک زیرو نے عمران کو دھیں دھک لیا اور باقی سب کو کونکھی سے قوت جانے کا حکم دے دیا۔ ان سب کے جانے کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”معافی چاہتا ہوں پاس آپ نے بات ہی ایسی کر دی تھی کہ مجھے غصے کا اظہار کرنا پڑا اور وہ دوسرے ممبروں خاص طور پر تنویر کو پریشان کرنے کا موقع مل گیا۔ بلیک زیرو کے لہجے میں تداہمت تھی۔

”ارے طاہر اس میں معافی کی کیا بات ہے۔ میں نے جان بوجھ کر ایسے فقرے کہے تھے کہ تم مجھ پر الٹ پڑو تاکہ کچھ عرصے کے لئے تنویر کے دماغ کے کیرے بھڑ جائیں۔“ عمران نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا۔

اور پھر وہ دونوں آپریٹنگ روم میں پہنچ کر وہاں کی تلاشی لینے میں مشغول ہو گئے۔

اداس کی آواز کا رد عمل فوری ہو گیا۔ کیونکہ ہال کے اندر یکدم ایکسٹو نعرہ بلند ہوا۔ شاید تمام ممبران خوشی سے اچھل پڑے اور پھر بلیک زیرو نے سے دروازے کے اندر داخل ہو گیا۔ سامنے ہی عمران ہاتھ میں مشین گولی کھڑا تھا۔ اور سیکڑ سر دس کے باقی ممبران بھی مشین گنیں اٹھائے اور ادھر بکھرے ہوئے تھے۔ ایکسٹو کو دیکھتے ہی ان کے چہرے مسرت سے مسرخ ہو رہے تھے۔

”الینان سے باہر نکلو۔ جیڈ کو ارد گرد میں اس وقت کوئی آدمی نہیں ہے۔ بلیک زیرو نے انہیں ہال سے باہر چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”آدمی نہیں ہے۔ پاس ہم آپ کو آدمی نظر نہیں آ رہے۔“ اسی لئے لاٹھیاں بے حیاہ تلک ہوتا ہے۔ اگر آپ ایسی باتیں نہ کریں تو آج تو یہ بھوک پر ہونے لگا۔ کرتا۔ عمران نے بڑے محسوس لہجے میں کہا۔

”یہ فضول باتوں کا موقع نہیں ہے کسی بھی لمحے مجرم جیڈ کو ارد گرد کو چیک کرنے آسکتے ہیں۔ اس لئے جلدی سے نکل چلو۔“

بلیک زیرو نے انتہائی سہولت لہجے میں سرزنش کرتے ہوئے کہا۔

”پاس اب جاگیرداروں کا دور گزر گیا ہے۔ اب آپ کو کادکوں کی فضول باتوں کو سننا پڑے گا۔ ورنہ ہم یونین بنا کر آپ کے خلاف عام احتجاج کا ووٹ پاس کر دیں گے۔“ عمران کی زبان ایک دفعہ پھر چل پڑی تو اب آسانی سے کہاں رکتی تھی۔

”میں کہتا ہوں بکواس بند کرو۔ جب دیکھو ٹیس ٹیس کرتے رہتے ہو۔ بلیک زیرو دھاڑا اس کے لہجے میں اتنا فضا تھا کہ سیکڑ سر دس کے تمام ممبران پوری جان سے لرز گئے۔

۲۱
سے رابطہ قائم کر کے تھے۔ دونوں کے ایک ایک یوں غائب ہو جانے پر وہ
بے حد پریشان تھے۔ ان کے دل میں عجیب عجیب دوسوے ابھر رہے
تھے۔ گودہ عمر ان کی قابلیت کے تہہ دل سے معترف تھے مگر وہ یہ بھی
جانتے تھے کہ عمران آخر انسان ہے کسی بھی وقت اس سے غلطی ہو سکتی ہے
اور یہ سوچ سوچ کر ان کا دل ہول رہا تھا کہ اگر اس نازک موقع پر عمران
کو کچھ ہو گیا تو کیا ہوگا۔

یہی سوچتے سوچتے انہوں نے ایک بار پھر ٹیلی فون کا ریسور اٹھایا
اور وائٹس منل کے خطیہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے دوسرے لمحے
رابطہ قائم ہو گیا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے چہرے پر چھائے
ہوئے پریشانی کے تاثرات یکدم غائب ہو گئے۔ اب ان کے چہرے پر
امینان بھری مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔

”ایکسو: دوسری طرف سے اکیس ٹو کی باوقار آواز سنائی دی
اور سر سلطان کو یوں محسوس ہوا جیسے سمندر میں بھٹکے ہوئے جہاز کو
روشنی کا جہاز نظر آ گیا ہو۔ ان کے دل سے تمام قدشات پانی بن کر بہہ
گئے تھے۔

”سلطان سپیکنگ عمران سے بات کراؤ یہ سر سلطان کے لہجے سے
خوشی ہوئی پڑ رہی تھی۔

”عمران ہی بول رہا ہوں جناب کیا بات ہے۔ آپ بے حد خوش معلوم
ہو رہے ہیں۔ کہیں دوسرے شادی کا فیصلہ تو نہیں کر لیا۔“

عمران کی چہکرا انہیں سنائی دی اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔
”تم بے حد بد تمیز ہو گئے ہو عمران۔“

مسلم سربراہوں کی کانفرنس کی تاریخ کا اعلان کیا جائیگا۔
پورے ملک میں تاریخ کا اعلان ہوتے ہی خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی
کیونکہ اس کانفرنس کا اعلان ہوتے ہی پورے ملک کا سرخسہ سے بلند ہو گیا
پورا ملک جانتا تھا کہ اس کانفرنس کے انعقاد سے ان کو نہ صرف سیاسی بلکہ
معاشی طور پر بھی بے پناہ فائدہ حاصل ہوں گے۔ اس لئے پورے ملک کے
عوام اس کانفرنس کے لئے چشم براه تھے۔

تاریخ کا اعلان ہوتے ہی حکومت کی تمام مشینری حرکت میں آئی
تھی۔ خطیہ طور پر انتہائی سخت حفاظتی اقدامات کئے جا رہے تھے۔ یہ اتنی
بڑی ذمہ داری تھی کہ حکومت سے تعلق رکھنے والے ہر شخص اپنی اپنی جگہ
پر بے حد پریشان تھا۔ ان کو معلوم تھا کہ دشمنوں نے ہر قیمت پر اس کانفرنس
کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کرنی ہے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ
اس کانفرنس کے دوران ایک معمولی سی غلطی کے انتہائی بھیاگ کا شکار
نکل سکتے تھے۔

سر سلطان صبح سے بار بار عمران کو ٹیلی فون پر کنگٹ کرنے کی کوشش
کر چکے تھے۔ مگر نہ ہی انہیں عمران مل سکا تھا اور نہ ہی وہ بلیک ٹریڈ

سر سلطان نے پیار بھرے لہجے میں اسے سرزنش کرتے ہوئے کہا۔
آپ کا بھی میرے متعلق یہی خیال ہے تو پھر بچاؤ سے ایکسٹو کا کیا فہم
میں خواہ مخواہ اس سے ناراض ہو کر ریوالور چھوڑا، ہسپتال کو لے کر پورہ گرام
بنائے بیٹھا ہوں۔ اس نے بھی ابھی ابھی تمام مجبوروں کے سامنے بے
بھاڑ دیا ہے۔ عمران نے جواب دیا اور سر سلطان اس کی ریوالور چھوڑ
ہسپتال کی اصطلاح پر بے اختیار قہقہہ مارنے پر مجبور ہو گئے۔

آپ جنس دے ہیں جناب اور میں یہاں یہ سوچ رہا تھا کہ سیکرٹ
سروس کی بجائے ایک مجرم تنظیم بنا کر ایک ٹو کے مقابلے میں آجاؤں تاکہ
ایکسٹو کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔ عمران نے اپنا خیال پیش کیا۔
”اگر اسے ایسا سوچتا بھی نہیں دہڑ پھر مجھے سر رحمان سے درخواست
کرنی پڑے گی۔ کہ فوراً ایک اور عمران پیدا کر کے ملک کے حوالے کرے۔
سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ان کے اس فقرے پر عمران بھی
بھینب گیا۔ مگر جھینپنے کے باوجود وہ جواب دینے سے باز نہ رہ سکا۔
”ڈیڈ می سے پہلا عمران ہی نہیں بگلتا جا رہا۔ وہ میرا عمران پیدا کر کے
انہوں نے پاگل ہونا ہے۔“

”اچھا اب مذاق بند کرو۔ مجھے بتلاؤ کہ تم اور بیک زید کہاں غائب
تھے۔ میں نے کئی بار رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی مگر کسی نے ریسپو
نسی نہیں اٹھایا۔“

سر سلطان نے جب محسوس کیا کہ اب مذاق حد سے گزرتا جا رہا ہے
تو انہوں نے فوراً موضوع بدل لیا۔

”ریسیور کون اٹھاتا پوری ٹیم تو مجبوروں کی گرفت میں تھی؟ عمران نے

سید کی سے جواب دیا۔
”مجبوروں کی گرفت میں تو کیا کوئی مجرم تنظیم کھل کر سامنے آگئی ہے مجھے
تفصیل بتلاؤ۔ سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔
”تفصیل کیا بتلائیں بس یوں سمجھئے کہ ستارے سی اچھے تھے کہ ہم بیچ
کر نکل آئے۔ دہڑ پوری سیکرٹ سروس ایک ہی قبر میں دفن ہو جاتی۔
عمران نے جواب دیا۔“

”پھر وہی مذاق میں تفصیل پوچھ رہا ہوں۔ وہ کون سی تنظیم ہے۔ اور اگر
تم بیچ کر نکل آئے ہو تو اس کا مطلب ہے کہ تنظیم ختم ہو چکی ہوگی۔
سر سلطان نے فہمائشی بے میں کہا۔“

”تنظیم تو ختم نہیں ہوئی البتہ اس کا ایک ہیڈ کوارٹر قبضے میں آگیا ہے۔
وہاں سے ضروری تلافی کے بعد میں نے ڈیڈ می کو اس کے متعلق اطلاع
دی تھی۔ اور اس وقت تو شاید سو پر فیاض مجبوروں کے ہیڈ کوارٹر میں تیس مار
خاں بنا کر رہا ہوگا۔ عمران نے جواب دیا۔“

”تنظیم کا کیا نام ہے اور تم اس تک کیسے پہنچے۔ یہ بتلاؤ۔“

سر سلطان نے اس بار غصے سے بھٹکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ابھی نہیں جناب آگے میرے اصول کا علم ہے جب تک میں کیس مکمل
نہ کر دوں۔ تمام تو ایک طرف رہا اس کے بجائے بھی نہیں بتلاتا۔
وہیے اتنا بتلا دیتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے کہ یہ دنیا کی خطرناک ترین اور
خوفناک ترین تنظیم ہے اور آج تک وہ اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں ہوئی۔
عمران نے اشارہ کرتا ہٹلایا۔“

”خدا کی پناہ عمران جلد از جلد اسے ختم کرنے کی کوشش کرو۔ کانفرنس کے

”پھر کب کس ختم کرنے کی خوشخبری سنا رہے ہو؟“ — سر سلطان نے سوال کیا۔

”جس دن دل دھڑکنا بند ہو گیا۔“ عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

”اور سر سلطان اس کے اس فقرے پر بے اختیار ہنس پڑے عمران سے باتوں میں جتنا کم از کم ان کے بس سے باہر تھا۔

”میرے خیال میں تم ناراض ہو گئے ہو اگر ایسی بات ہے تو میں تم سے کاشی ہلک لوں گا۔“ سر سلطان نے کہا۔

”اے اے ایسا کہتے ہیں جلد آپ سے ناراض ہو سکتا ہوں۔ ایسا صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب میرا دل دھڑکنا بند کر دے۔“

عمران اسی فقرے کی کمرہ کئے جا رہا تھا۔

اور سر سلطان سمجھ گئے کہ اب عمران سے مزید کچھ اگلو اٹانا ناممکن ہے۔

”یہ ابوں نے صرف اتنا کہہ کر کہ میں خوشخبری کا منتظر ہوں۔ ریسور۔“

دیے عمران کی بات سن کر انہیں کچھ تسلی ہو گئی تھی۔ کہ عمران تنظیم کی

پر عمل نکلا ہے۔ انہیں یقین تھا کہ وہ خوف ناک تنظیم چاہے اب تک اپنے

میں میں ناکام نہ ہوئی ہو مگر اس ملک میں ناکامی اس کا مقدر بن چکی ہے۔

بافت ظاہر تھا کہ وہ عمران پر اندھا اعتماد کرتے تھے۔ اور عمران بھائی اس

کی آج تک اس نے ان کے اعتماد کو ہلکی سی ٹھیس بھی نہیں پہنچنے دی تھی

سر سلطان نے یہ سوچتے ہوئے میز پر پڑھی فائل کھول لی اور اطمینان سے

اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

اتفاق میں بہت تھوڑے دن وہ گئے ہیں۔ اور تم جانتے ہو کہ اس کا نقصان

جائے تک کے روشن مستقبل کا انحصار ہے اگر یہ تنظیم اپنے مشن میں

کامیاب ہو گئی تو کیا ہوگا؟

سر سلطان کے لیے میں ہلکی سی لہزش نمایاں تھی۔

”آپ بے فکر رہیں جناب جب تک عمران کے جسم میں خون کا ایک

قطرہ بھی باقی ہے۔ دنیا کی کوئی تنظیم پاکیشیا کے خلاف ٹیڑھی آنکھ سے

دیکھ سکتی ویسے آپ پر اٹم منسٹر سے ذاتی طور پر کہہ دیں کہ وہ انتہائی سخت

حفاظتی اقدامات کا پیش حکم تمام محکموں کو جاری کر دیں۔“ عمران نے لہجہ

سنجیدگی سے کہا۔

”وہ تو پہلے ہی ایسے احکامات جاری کر چکے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ

کے اتحاد سے پہلے تم اس تنظیم کو ختم کر دو تاکہ کانفرنس کا دن پوری

طرح خیریت سے گزر سکے ورنہ ہر لمحہ دل دھڑکنا رہے گا۔“

سر سلطان کا لہجہ درخواست سے ہوتے تھا۔

”تو آپ کیا چاہتے ہیں دل دھڑکنا بند کر دے اگر ایسی بات ہے تو

عمران کی دعا مٹی وہ پھر بجھنے لگی تھی۔ مگر سر سلطان نے اس کی بات کھٹے

ہوتے کہا۔

”عمران خدا کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ۔ کانفرنس کے بعد جتنا چاہے مذاق

کر لینا۔“

”ایچھا جناب اگر میرے سنجیدہ ہونے سے دل دھڑکنا بند ہو سکتا

تو بچے میں سنجیدہ ہو گیا۔“

عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

تھوڑے عرصے کے بعد وہ ہی مارا گیا بلکہ گینگ نمبر دو کا ہر آدمی ختم ہو گیا۔
گینگ نمبر دو بھی مقامی اسٹیبلشمنٹ اور پولیس کے ہاتھ چڑھ گیا۔ یہ ہمارا
اہم اڈہ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ کو اس میں سے اہم عناصر مل گئے
ہوں۔ اس جیڈ کوآرڈر کی تباہی ضروری تھی۔
ایک ممبر نے ڈرتے ہوئے کہا۔

میں نے ممبر ایون کو جیڈ کوآرڈر تباہ کرنے کے احکامات دے دیے
تھوڑے عرصے کے بعد معلوم ہوا کہ جیڈ کوآرڈر تباہ ہونے کی بجائے وہاں پولیس
اسٹیبلشمنٹ گھومتی پھر رہی ہے۔ گینگ نمبر دو کا ایک آدمی بھی زندہ
پکڑا گیا۔ کم از کم معلوم تو ہوتا کہ وہاں کیا حالات پیش آئے۔ لیکن اصل
سچ یہ ہے کہ اگر ہم اسی طرح غلطی پر غلطی کرتے رہے تو اس کا انجام کیا ہو
گا۔ جنوں کا رکن ختم ہو چکے ہیں۔ ایک جیڈ کوآرڈر تباہ ہو چکا ہے۔
کے دو اہم ممبر مر چکے ہیں۔ مگر اس کا حاصل کچھ بھی نہیں۔ اب تک سیکرٹ
س کا ایک رکن بھی ہلاک نہیں ہوا۔ ایکسٹو کوآرڈر نہیں کیا جا سکا۔
ان کو ختم کرنا تو ایک طرف رہا اس کے جسم پر ایک خراش تک نہیں آئی۔
انفرنس کے انعقاد میں بہت متور سے دن رہ گئے ہیں حفاظتی اقدامات
بڑھاتے جاتے ہوئے ہیں۔ آخر ہم اپنے مشن میں
کامیاب ہوں گے۔

گریٹ پاس کی بھٹلا ہٹ اپنے عروج پر تھی۔
اس اہم کام سے پاس کافی وقت ہے۔ ہم چاہیں تو اس کا انفرنس کو
تیار کر سکتے ہیں مگر اس کے لئے ہمیں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنی پڑے گی۔
ممبر نے سر اٹھا کر پر اعتماد لہجے میں کہا۔

میں نے کہا ہوں آخر ہماری صلاحیتیں کہاں سو گئی ہیں کیا ہم
کا آخری وقت آ گیا ہے۔ ناکامی۔ ناکامی ہر قدم پر ناکامی۔ آخر
کیوں ہو رہا ہے۔
گریٹ پاس نے غصے اور بھینچا ہٹ سے دھارتے ہوئے
دور دراز مکتہ مار کر کہا۔
اور سامنے بیٹھے ہوئے پانچ وزیر ملکی اپنی نظریں نیچے کے غامض
تھے۔ خاموشی کے سوا ان کے پاس اور جواب بھی کیا تھا۔
گریٹ پاس چند لمحوں تک خود غور و نظر سے ان پانچوں
رہا پھر وہ دوبارہ بولا۔

پہلے گیمبر کو ناکامی کی وجہ سے خود کشی کرنی پڑی۔ اب ممبر
سروس کے ہاتھوں ختم ہو چکا ہے۔
آخر اس تنظیم کا کیا انجام ہو گا۔ کیا ہم سب اس طرح باری باری
جائیں گے۔

پاس سا برز نے پوری سیکرٹ سروس کو گردنہ کر لیا تھا۔
تھا کہ وہ خود انہیں گولی مار دیتا مگر وہ پوچھو گچھ کے چکر میں پڑ گیا۔
انہوں نے سر اٹھا کر پر اعتماد لہجے میں کہا۔

گریٹ باس نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ خوش حسرت سے مریخ پر دیا تھا۔ اور آنکھوں میں چمک اتنی بڑھ گئی تھی جیسے بجلیاں کوئی دہی ہوں۔

گھر سے میں موجود باقی ممبران حیرت سے گریٹ باس کی حالت دیکھ رہے تھے۔

گر باس یہ کیسے ممکن ہے۔ کا نفرنس ہال کے گرد سخت ترین پیر ہوا۔ غیر ملکی تو ایک طرف رہے وہاں مقامی آدمیوں کو بھی نزدیک نہیں ٹھکنے دیا جاتے گا۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ کا نفرنس ہال کو فضائی کور بھی دیا جائے گا۔ ایک ممبر نے ڈرتے ڈرتے بات کی۔ اور گریٹ باس چونک کر اس ممبر کو دیکھنے لگا۔ چند لمحوں تک اس کی نظر اس ممبر کے چہرے پر جمی رہیں پھر کچھ اس کے چہرے پر ناگوار ہی کے آثار چھپنے لگے۔

تم ناگوار ہی کی بات کر رہے ہو۔ فضائی کور سے گجرا رہے ہو۔ تم جو اراکار ہی کے بنیاد ہی ممبر ہو۔ اس مارا کار ہی کے جو ناممکن کو ممکن بنا دیتی ہے۔ تم ممکن ہو سکتے ہو۔ پھر میں بڑھ گئے جو۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا ذہن ایک آدمی ہو چکا ہے۔ تم مارا کار ہی کے لئے بے سود ہو چکے ہو۔

گریٹ باس نے ایک ایک لفظ بیاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے مد نہایت تھا۔ اس کی بات سننے ہی اس ممبر کا چہرہ یکدم تار یکم پڑ گیا۔ آنکھوں کی چمک مائل پڑ گئی اسے احساس ہو گیا کہ اس نے غلط بات کہہ دی اور گریٹ باس کا لہجہ بڑھ رہا ہے کہ وہ اس کی موت کا فیصلہ کر چکا ہے۔

میں معافی چاہتا ہوں باس میری بات کا یہ مقصد تو نہیں تھا۔ میں تو آپ کی بات کی ممکنہ وضاحت کر رہا تھا اور اس پر دگر ام پر عمل کرتے ہوئے

جیگر تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ کھل کر کہو۔ گریٹ باس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

باس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ ہم اپنے مرکزی پلان سے ہٹ کر ادھر ادھر کی کارروائیاں کرتے رہیں۔ جیگر نے جواب دیا۔

جیگر تمہیں معلوم ہے کہ اس وقت تم کسی سے مخاطب ہو کیا تم میرا حکم نہیں سنا کہ کھل کر بات کر دو۔ گریٹ باس نے فحش سے ہوتے کہا۔

سو رہی باس۔ میرا مقصد یہ تھا کہ اب ہمیں بالادہ میں کارروائیاں کرنا پڑیں گی۔ یا صوبہ قادیان میں سیاسی گڑبگڑ کرنے کی سوجھ بوجھ۔ کا نفرنس کے انعقاد کے خلاف کام کرنا چاہیے۔ اب ہمارے پاس باقی نہیں رہا کہ ہم سیکرٹ سرورس کو ختم کرنے یا ایکشن کو ٹریس کر اپنی صلاحیتیں ضائع کرتے رہیں۔ جیگر نے اپنی بات کھول کر بیان کی۔ تو تمہارا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی پوری طاقت دھڑے دھڑے پیچھے ہٹیں اور کا نفرنس منعقد ہو اس دن کا نفرنس ہال پر مبنی کر دیں۔

گریٹ باس نے بڑے طنز پر لہجے میں کہا کہ تم تو اس نے اس کی دہی گمروں سے لے کر اس کی آنکھوں میں تیز چمک لہرائے گی۔ اور اس کے لمحے کی خاموشی کے بعد وہ خود ہی بول پڑا۔

ویر می گڈ آئیڈیا۔ لطف آجائے گا۔ ایسا دھماکہ ہوگا کہ پورے دنیا میں زلزلہ آجائے گا۔ تمام دنیا کے مسلم سربراہوں کا بیک وقت دیر می گڈ۔ ویر می گڈ۔

حادثات سامنے آسکتے تھے۔ میں ان کا ذکر کر رہا تھا۔

اس مہم نے اپنے خوف پر قابو پاتے ہوئے زندگی بچانے کے لئے مار پیر مارتے ہوئے کہا۔ اس کے باوجود اس کے لیے میں لڑش صاف نمایاں تھی۔
باس چند لمحوں تک زہر بھری نظروں سے اسے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر غمی کے آثار پھیلنے لگے۔

”آئندہ احتیاط رکھنا۔“ اس نے جگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جگر کے چہرے پر زندگی کے آثار پھیلنے لگے۔

”یقیناً یو باس! جگر نے انتہائی ممنونانہ لہجے میں کہا۔
”آپ لوگوں کا اس پروگرام کے متعلق کیا خیال ہے۔ یہ آئندہ بہت خطرناک ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم اس موضوع پر کھل کر بات کر لیں۔
باس نے دوسرے ممبروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے جہاں تک ہماری سابقہ پالیسی کا تعلق ہے۔
اس کا وقت اب گزر چکا ہے۔ ہماری پہلے یہ کوشش تھی کہ کانفرنس منعقد ہی نہ ہو سکے مگر اب جبکہ کانفرنس کی تاریخ کا اعلان کیا جا چکا ہے۔
اب ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ کانفرنس کسی نتیجہ خیز فیصلے تک پہنچ سکے۔ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کانفرنس میں ہر ایک کسی اہم ترین ملک کے سربراہ کو قتل کر دیا جائے۔ تاکہ اس کی موت کانفرنس کی ناکامی کی وجہ بن جائے۔ یا دوسری صورت یہ کہ کانفرنس ہال کو ہی بم سے اڑا دیا جائے۔ دونوں صورتوں میں سے جو بہتر ہو وہ اختیار کر لی جائے۔
ایک ممبر نے تجویز پیش کی۔

”دونوں صورتیں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ مگر میرا ایک اور خیال ہے۔“

”یہ کہ جیسا کہ اعلان کیا گیا ہے۔ مسلم ممالک کے تمام سربراہ کانفرنس سے ایک دن پہلے شہنشاہی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کریں گے۔ وہاں جو کہ عام آدمیوں کا کثیر اجتماع ہوگا۔ اس لئے وہاں کسی بھی سربراہ کو شوٹ کر دینا زیادہ آسان ہوگا۔“

ایک اور ممبر نے نئی تجویز پیش کی۔

”میرے خیال میں باس مسجد والی تجویز درست نہیں ہے اس لئے کہ وہاں غیر ملکیوں کا داخلہ قلعی ممنوع ہوگا۔ اور مقامی آدمیوں پر ہم اعتماد نہیں کر سکتے۔ اگر کسی مقامی آدمی پر اعتماد کر بھی لیا جائے۔ تب بھی وہ کم از کم مسجد میں ہمارا مشن پورا نہیں کرے گا۔ یہ لوگ مذہب کے معاملے میں انتہائی بائیس العقیدہ واقع ہوئے ہیں۔“

دوسرے ممبر نے جواب دیا۔

”متمنار ہی بات درست ہے اس لئے اس آئیڈیے کو ڈراپ کر دیا جائے تو میرے اب باقی دو کے متعلق کیا خیال ہے۔“
باس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”میری نظر میں باس دونوں ہی صورتیں بے حد مشکل ہیں کسی سربراہ کو قتل کرنے کا جہاں تک تعلق ہے ایئر پورٹ پر بے حد کڑی سیکیورٹی ہوگی۔ غیر ملکیوں کو تو شایہ پورے دارالحکومت سے ہی نکال دیا جائے گا۔ اور کانفرنس ہال کو اڑانا البتہ ممکن ہو سکتا ہے۔ وہ بھی اس طرح کہ اگر اس میں کانفرنس سے پہلے ہی ٹائم بم فٹ کر دیا جائے یا وائر لیس بم سے اڑا دیا جائے۔“

ایک اور ممبر نے ڈرتے ڈرتے کہا اسے خطرہ تھا کہ باس پھر نہ بگڑ جائے۔

گڑیٹ باس چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا
ان دونوں صورتوں کے علاوہ اور کوئی صورت ہمارے کامیابی کی باقی
نہیں رہ گئی۔ اس لئے ہمیں ہر قیمت پر ان میں سے کسی ایک پر عمل پیرا ہونا
پڑے گا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنی تمام تر توانائیاں ان
دونوں صورتوں پر استعمال کرنا شروع کر دیں۔ ان میں سے جو بھی کامیاب
ہو جائے وہی ہمارے مشن کے لئے کافی ہے۔

”ٹھیک ہے باس اگر آپ فیصلہ کر چکے ہیں تو ہم آپ کو یقین دلاتے
ہیں کہ ہمارا کاروبار ہر قیمت پر کامیاب ہوگی۔
تمام ممبروں نے بیک وقت کہا۔

”ہمارا کاروبار کی ناکامی کا تو تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ چونکہ یہ دونوں
صورتیں بے حد اہم ہیں۔ اس لئے میں نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ان دونوں
صورتوں کا تمام تر کٹر دل میں ڈائریکٹ اپنے باس رکھوں گا اس کے متعلق
میں نے لائن آف ایکشن بھی سوچ لی ہے۔ جہاں تک آپ لوگوں کا کام ہے
آپ لوگ اب باقی سب کام چھوڑ کر صرف سیکرٹ سروس کے پیچھے لگ جائیں
سیکرٹ سروس ہی ان دونوں آئیڈیا میں کسی حد تک رکاوٹ بن سکتی
ہے۔ اس لئے اگر آپ لوگ کانفرنس سے پہلے ان پر قابو پائے ہیں کامیاب
ہو گئے تو پھر ہمارا کاروبار ہی کو کامیابی سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔
باس نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے باس۔ ہم سب مل کر سیکرٹ سروس کے پیچھے
لگ جاتے ہیں اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ کانفرنس سے پہلے آپ کو
خوشخبری سنا دیں گے۔ سب ممبروں نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے میں اب یاد رکھوں۔ آپ آپس میں بیٹھ کر اپنا آئندہ لائحہ عمل
تیار کر لیں۔ پھر حال مجھے کامیابی جائے۔ ہر قیمت پر۔
اس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور چاروں تیار تیار قدم اٹھاتا ہوا کمرے
سے باہر چلا گیا۔ اس کے بارے جاننے کے بعد وہ پانچوں نے ایک دوسرے کے ساتھ
مرحوم کو آئندہ لائحہ عمل مرتب کرنے میں مدد دینا شروع کر دیں۔



”عمران! کو مجرموں کے جیڈ کوآرڈر سے ایسی کوئی چیز نہیں ملی تھی جس سے
مجرموں کے میں جیڈ کوآرڈر کے متعلق اسے کوئی اشارہ مل سکتا۔ اس لئے
ایک بار پھر وہ اندھیرے میں تھا۔ اسے معلوم تھا کہ مجرم کا نفرنس کو ہر قیمت
پر ناکام بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ چاہتا تھا کہ کانفرنس کے انعقاد
سے پہلے ہی وہ مجرموں کے میں جیڈ کوآرڈر میں اس کے سرغٹوں پر ہاتھ ڈال دے
وہ نہ ہو سکتا ہے کہ مجرم کوئی وار کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور اسے اس
بات کا پوری طرح احساس تھا کہ مجرموں کا معمولی سا وار بھی اس کے ملک کے
مستقبل اور عزت کے لئے انتہائی بھیاں لگ ثابت ہو گا۔

وہ آپریشن روم میں بیٹھا کافی دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے میز پر بڑا
ہارٹیاں الیمینٹ اپنی طرف کھسکایا۔ اور پھر ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کر کے

اس نے ہٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر پر سرخ رنگ کا ایک بلب جلنے لگا۔ اور اس میں سے ایک مدہم سی سیٹی کی آواز ابھرنے لگی۔ چند لمحوں بعد یکدم سیٹی کی آواز آتی بند ہو گئی اور اس کے ساتھ سرخ بلب بجھ گیا۔ اور اب ایک اور سبز رنگ کا بلب تیزی سے جلنے لگا۔

عمران نے ایک اور ہٹن دبایا اور پھر بولا۔

”ہیلو ایکسٹریکٹنگ اور“

”ہیں جولیا سیکنگ دس اینڈ اور“ دوسری طرف سے جولیا کی آواز

سنائی دی۔

”میں جولیا تمام ممبرز کو آرڈر دے دو کہ دس بجے ایک آپ میں بولے شہر میں گشت کریں اور کسی بھی مشکوک بات یا آدمی کے متعلق مجھے فوراً اطلاع دیں۔ انہیں خود کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ صرف مجھے اطلاع دیں۔ اور“ عمران نے جولیا کو احکامات جاری کیے۔

”بہتر سر میں ابھی آرڈر دے دیتی ہوں۔ اور“ جولیا نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل“ عمران نے کہا اور پھر ہٹن آف کر دیا۔ اس نے صرف اندھیرے میں ایک تیر چلایا تھا کہ شاید اس طرح کوئی لائن آف ایکشن مل جائے۔

ٹرانسمیٹر آف کئے ابھی چند لمحوں ہی گزرے تھے کہ ایک ٹرانسمیٹر کا سرخ بلب دوبارہ جلنے لگا۔ اور سیٹی کی آواز دوبارہ ابھرائی۔ عمران نے چونک کر ہٹن دبایا اور جب اس کی نظر آٹو میٹک فریکوئنسی ڈائل پر پڑی تو وہ چونک پڑا۔ کیونکہ یہ فریکوئنسی ٹائیگر کے لئے مخصوص تھی۔

”ہیلو ٹائیگر عمران سیکنگ اور“ عمران اپنی اصل آواز میں بولا۔ عمران صاحب ہیں نے پہلے آپ سے رابطہ قائم کرنے کی بہتری کوششیں کی تھیں مگر آپ نہیں ملے اور“ ٹائیگر کی آواز ابھری۔

”میں ایک کام میں پھنسا ہوا تھا۔ کیا بات ہے اور“ عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”میر میں ٹاؤن کے ذریعے ایک غیر ملکی تنظیم ہاراکاری کے جیڈ کو آرڈر

بیم پہنچ گیا ہوں اور اب وہیں سے بول رہا ہوں اور“

ٹائیگر نے مودبانہ لہجے میں کہا اور ہاراکاری کا نام سننے ہی عمران ہڑدی طرح اچھل پڑا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ جیڈ کو آرڈر ہاراکاری کا ہے اور“ عمران نے

اشتباہ آمیز لہجے میں پوچھا۔

”ہیں سر اور“ ٹائیگر نے اعتماد سے پھر پوچھ لہجے میں جواب دیا۔ اور

عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیر گئی۔

”کیا تم جیڈ کو آرڈر کی نشاندہی کر سکتے ہو۔ اور“ عمران نے پوچھا۔

”سوری سرفی الحال میں خود اندھیرے میں ہوں۔ مجھے وہاں بند کار میں

لے جایا گیا ہے۔ ویسے میں کوشش کروں گا۔ کہ جلد از جلد آپ کو کوئی

نشاندہی کر سکوں اور“ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران دانستہ بھینچ کر رہ گیا۔

”تمہیں کس لئے کلکٹ کیا گیا ہے“ عمران نے دوسرا سوال کیا۔

”انہوں نے ٹاؤن سے ایک ایسا آدمی مہیا کرنے کے لئے کہا تھا۔ جو

بے مدام ترین کام میرا انجام دے سکتا ہو۔ کام کی اہمیت کا اندازہ اس

بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اس کے لئے دس لاکھ روپیہ معاوضہ

کیا ہے اور میرا ہیڈ کو آرٹری میں انتہائی سخت امتحان لیا گیا ہے۔ جہاں فی ٹرائی اور نشانہ بازی کا امتحان۔ میں اس امتحان میں کامیاب رہا ہوں۔ اور اب میرا خیال ہے وہ مجھ پر اعتماد کریں گے۔ میں ابھی ابھی امتحان سے فارغ ہو کر آیا ہوں اور انہوں نے مجھے ایک فصل کمرے میں آرام کرنے کی ہدایت کی ہے اس کمرے سے آپ کو کال کر رہا ہوں اور ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے جتنی جلد ہی ہو سکے ان کے ارادوں اور ان کے ہیڈ کو آرٹری کے متعلق پوزیشن سے مجھے آگاہ کر دو۔ ہم بالکل درست لوگوں کے درمیان پہنچ گئے ہوں۔ اسی تنظیم کے کیس پر کام کر رہا ہوں۔ اور۔۔۔“

عمران نے جواب دیا۔

”بہتر جناب میں کوشش کروں گا۔ کہ ان کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر سکے آپ کو جلد از جلد مطلع کروں گا اور۔۔۔“

ٹائیگر نے موڈ بانہ لگے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے جتنی جلد ہی یہ کام کر سکو اتنا ہی بہتر ہے اور دراصل۔۔۔“

عمران نے کہا اور پھر جی آٹ کر کے بالکل ختم کر دیا۔

اب اسے اطمینان ہو گیا تھا۔ کہ ٹائیگر ضرور کوئی نہ کوئی کیمرہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

اسی وقت بلیک زیرو و آپریشن روم میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر لپکڑا ہوا تھا۔ عمران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر میز پر رکھ دیا۔

”جون کی کار سے یہی ایک چیز کام کی ملی ہے۔“ بلیک زیرو نے کوئی پریشانی نہ کی۔

عمران نے اس ٹرانسمیٹر کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر بغور اس کا معائنہ کرنے لگا۔ ٹرانسمیٹر عام ساخت کے ٹرانسمیٹر سے قطعی مختلف تھا اور بظاہر ٹرانسمیٹر معلوم ہوتا تھا۔ مگر اس کے ڈائل پر موجود فریکوئنسی نشانات سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ٹرانسمیٹر ہے۔ عمران نے اس کے مختلف بٹن آن آف کرتے شروع کر دیے۔ مگر اس ٹرانسمیٹر میں زندگی کی کوئی رفتی ظاہر نہیں ہوئی۔ بلیک زیرو خاموشی سے بیٹھا یہ سب کا بدوائی دیکھ رہا تھا۔

عمران چند لمحوں تک بغور ٹرانسمیٹر کو دیکھتا رہا پھر اس نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں مشینری۔ بیکارڈ روم سے نوٹک کمپنی کی فائل نکال لاؤ۔ مجھے شک ہے کہ یہ ٹرانسمیٹر اسی کمپنی کا ہے۔ گو اس پر کوئی نشان وجود نہیں ہے مگر اس کی مخصوص ساخت بتا رہی ہے کہ یہ اسی کمپنی کا تیار کر دہ ہے۔“

اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھ کر آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔ دانش منزل میں عمران نے ایک مشینری بیکارڈ روم قائم کیا ہوا تھا جس میں دنیا کی ہر کمپنی جو ایک ونگ سامان تیار کرتی تھی۔ کالٹر بھیج رہا تھا گیا تھا۔

جب تک بلیک زیرو واپس آیا۔ عمران بغور اس ٹرانسمیٹر کو دیکھتا رہا۔ بلیک زیرو نے ایک ضخیم فائل لاکر عمران کے سامنے رکھ دی فائل پر ونگ کا مخصوص نشان موجود تھا۔ عمران نے فائل کھولی اور پھر اس کے صفحے پلٹے لگا۔

صفحے پلٹے پلٹے وہ اچانک رک گیا۔ اس نے فائل پرینے ہوئے ایک ٹرانسمیٹر کی تصویر پر نظریں گھاڑ دیں۔ بلیک زیرو نے بھی اس تصویر کو دیکھا اور پھر چونک پڑا۔ میز پر موجود ٹرانسمیٹر جو یہو اس تصویر سے ملتا تھا۔

عمران کا خیال صحیح نکلا تھا۔ یہ ٹرانسمیٹر ٹوٹا کیپٹی کا ہی تیار کردہ تھا۔ وہ پہلی
کی ایک مشہور کمپنی تھی۔ اس تصویر کے سامنے والے صفحے پر اس مخصوص
ماڈل کی تمام تر تفصیلات بڑی وضاحت سے درج تھیں۔ عمران کی نظر
اس وقت تیزی سے مطالعہ کر رہی تھیں۔

تمام تفصیلات پڑھنے کے بعد عمران نے فائل ایک طرف کھسکا دی۔
اب اس کی آنکھوں میں ایک پراسرار سی چمک ابھرا آئی تھی۔

”ظاہر الیکٹرونک کٹ لے آؤ“ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب
ہو کر کہا اور بلیک زیرو نے اٹھ کر المادی سے ایک چھوٹا سا ٹکس نکال کر عمران
کے سامنے رکھ دیا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر کے پیچ کھولنے شروع کر دیے اور تھوڑی دیر
بعد کسی باہر کینک کی طرح اس نے ٹرانسمیٹر کے ہر پڑے کو الگ الگ
کر دیا تھا۔

اس ٹرانسمیٹر کی مشینری بے حد پیچیدہ تھی۔ مگر عمران اس پر اس طرح
کام کر رہا تھا۔ جیسے تمام عمر وہ یہی کام کرتا چلا آیا ہو۔ تمام پڑے سے
کرنے کے بعد عمران نے ایک نظر پھر فائل پر ڈالی اور پرندوں کو دوبارہ
جوڑنا شروع کر دیا۔ بلیک زیرو جو بغور اس تمام کارروائی کو دیکھ رہا تھا
اس بار چونک پڑا کیونکہ عمران دوبارہ پڑے کسی اور ترتیب سے
جوڑ رہا تھا۔

”سہرا آپ غلط انداز میں سیٹ کر رہے ہیں۔“ بلیک زیرو سے رونا
گیا اس نے وہ بول پڑا۔

”تم دیکھتے ہاؤ؟“ عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا اور کام میں

دف رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹرانسمیٹر کے تمام پڑے دوبارہ جوڑ چکا
تھا۔ اب اس ٹرانسمیٹر کی شکل سی بدل گئی تھی۔ عمران نے ایک طویل
پہن لیتے ہوئے پیچ کش میز پر دکھا اور اس ٹرانسمیٹر کا بیٹن دبا دیا۔
اس نے ٹرانسمیٹر میں زندگی کی اہر دوڑ گئی اور ٹرانسمیٹر کے ڈائل پر موجود
سوئیاں تیزی سے مختلف سمتوں میں حرکت کرنے لگیں۔ حرکت کرتے کرتے
وہ لائن سوئیاں ایک مخصوص انداز میں رک گئیں۔

عمران نے ایک کاغذ پر سوئیوں کے مقابل درج ہندسے لکھ لئے اور
ٹرانسمیٹر کا ایک اور بیٹن دبا دیا۔

سوئیاں ایک بار پھر حرکت میں آگئیں اور جب وہ رکیں تو ہندسے
مختلف تھے۔ عمران نے وہ ہندسے جی نوٹ کر لئے اور ٹرانسمیٹر کا بیٹن
آف کر دیا۔ اب عمران کا نظریہ مختلف ہندسے یوں درج کرنے لگا جیسے
کوئی کوڈ مل کر رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کاغذ بھر دیا اور پھر آخر
میں اس نے چند ہندسے کھسے اور طویل ایک سانس لیتے ہوئے گہری سانس
لی۔

”ظاہر ان آخری ہندسوں کے مطابق اپنے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی سیٹ
رکے ٹرانسمیٹر آن کرو اور اگر کوئی جواب آئے تو جونی کی آواز میں ان سے
ات کرو؟“ عمران نے بلیک زیرو کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے کاغذ اٹھا کر ہندسے چیک کئے اور پھر ان کے مطابق
فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے بیٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر
اس طرح بلب تیزی سے چلنے لگنے لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی سیٹی کی آواز
کرتے ہیں گونجنے لگی۔

قریباً دو منٹ کے بعد اچانک سیٹی کی آواز آئی بند ہو گئی اور سب کی بجائے سبڑبب مچنے لگا۔ سبڑبب چلتے ہی دونوں چونک کر سیدھے ہو گئے۔

”جیلو جیلو ہوا زپینگ اور دوسری طرف سے ایک کرخت مرد آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔“

”پرسنل نمبر تیرہ گینگ نمبر دو جوئی سینگ دس اینڈ اور دس بیک زیدوے جوئی کے لیے میں گفتگو کا آواز کیا۔“

”کوڈ اور دوسری طرف سے وہی آواز ابھری۔ مگر مجھے سے صاف عیاں تھا کہ بولنے والا بڑی طرح چونکا ہے۔“

”یارا کار می! اور بیک زیدوے اطمینان سے پرہیز میں جواب دیا۔“

”گریٹ باس سینگ جوئی تم کہاں سے بول رہے ہو اور دوسری طرف سے کہا گیا۔“

”میں بے حد اشتیاق تھا۔ عمران نے بیک زیدوے خاموش بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بولنے لگا۔“

”باس میں مقامی سیکرٹ سروس کے جیلو کوارٹر سے پول بل بول رہا ہوں۔“

اس ریڈیو ویشن کا۔ میں موجود تھا۔ جس کے ذریعے سیکرٹ سروس کے جیلو کوارٹر کی نشاندہی کی گئی تھی۔ میں ابھی وہاں سے فرار ہونے میں ہوا ہوں۔ جیلو کوارٹر نمبر ۲ کو میں نے لکٹ کرنے کی بے حد کوشش کی مگر وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا۔ اس لیے میں نے ڈائریکٹ آپ

کال کیا ہے اور دوسری طرف سے عمران ہو ہو جوئی کے لیے میں بات کر رہا تھا۔ اس نے بیک زیدوے کو پہلے جوئی کے لیے میں اسی بات کرنے کے لیے کہا تھا کہ وہ جوئی

سے مخصوص لیجے سے آشنا ہو سکے۔ بیک زیدوے جوئی کی تمام کہانی اسے سنا چکا تھا اس لیے وہ اب جوئی کو استعمال کر رہا تھا۔

”جیلو کوارٹر نمبر ۲ تیار ہو چکا ہے تم فوراً سیکرٹ سروس کے جیلو کوارٹر کی نشاندہی کرو اور اس کا اندرونی محل وقوع تفصیل سے بتلاؤ اور دوسری طرف سے باس نے تمہارا نہ لیجے میں کہا۔“

اور دوسری طرف سے باس نے تمہارا نہ لیجے میں کہا۔ اور عمران نے زیدوے کے محل وقوع کے متعلق تفصیل سے بتانا شروع کر دیا۔ سروس کی تفصیلات بتانے کے بعد اس نے سنا تھا ہی یہ بھی بتایا کہ اس وقت جیلو کوارٹر میں صرف ایک ٹو موجود ہے۔

اس کے حفاظتی اقدامات کے متعلق اگر تم کچھ جانتے ہو تو بتلاؤ اور دوسری طرف سے باس نے سوال کیا۔

”باس اس جیلو کوارٹر کا حفاظتی نظام مکمل طور پر الیکٹرونک آلات پر مشتمل ہے جنہیں کور کرنا بے حد مشکل ہے۔ مگر میں نے یا سرنکلنے کے لیے جو استعمال کیا ہے اسی راستے سے ہم اس کے اندر داخل ہو سکتے ہیں۔“

اس عبارت کی پہلی ویلوار سے سو فٹ دور ایک گٹر کا دھانا ہے۔ یہ گٹر لائن ایک عمارت کے اندر تک چلی جاتی ہے۔ یہی ایک راستہ ہے جس سے اندر داخل ہو جاسکتا ہے۔ ابھی تک شاید انہیں میرے فرار کا علم نہیں ہو سکا اس لیے ان کو یہ کارروائی کی جانی چاہیے تو انہیں ٹوکوا کیا جاسکتا ہے اور دوسری طرف سے عمران نے پوری طرح جان بچاتے ہوئے کہا۔

”جیک ہے تم وہیں ٹھہرو آدھے گھنٹے بعد میرے آدمی پہنچ جائیں گے۔“

یارا کار می سی ہو گا۔ تم ان کے ساتھ اندر جا کر ایکس ٹو کے اعدائیں ان کے ساتھ لے کر آؤ اور اینڈ آل۔“

جیک ہے تم وہیں ٹھہرو آدھے گھنٹے بعد میرے آدمی پہنچ جائیں گے۔“

یارا کار می سی ہو گا۔ تم ان کے ساتھ اندر جا کر ایکس ٹو کے اعدائیں ان کے ساتھ لے کر آؤ اور اینڈ آل۔“

جیک ہے تم وہیں ٹھہرو آدھے گھنٹے بعد میرے آدمی پہنچ جائیں گے۔“

یارا کار می سی ہو گا۔ تم ان کے ساتھ اندر جا کر ایکس ٹو کے اعدائیں ان کے ساتھ لے کر آؤ اور اینڈ آل۔“

دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے بشن دبا کر ریلوے سٹیشن پر
کیوں کیسی رہی اب تم مجھ پر فوراً جونی کا میک اپ کرو اور خود ایک میک اپ
کو زیر و باؤس پہنچ جاؤ۔ میں باسیران کا انتظار کروں گا۔

نقوڑی سی کوشش کے بعد تم نے ان کے ہاتھوں اغوا ہو گیا۔
ہم ان کے میں حبیب کو اڑھائی بج چائیں۔ جوزف زیر و باؤس میں ہو گا۔
بلا کر سمجھا دینا کہیں وہ عین موقع پر داخل انداز سی کر کے پروگرام نہ غریب کرے
عمران نے میک اپ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”میک اپ ہے سر آپ نے اس مردہ ٹرانسمیٹر سے کام لے کر واقعی کمال
کیلئے۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔“

بیک زیر و باؤس اٹھتے ہوئے کہا اس کے لیے میں تمہیں کا حشر نمایاں
”میں مردوں سے کام لینے کا ایکسپٹ جوں تک چاہو تو تجربہ کر لوں گی۔“
جونی تمہیں گولی مار دوں گا۔ اور پھر ایک تباہی لاش سے کیا کام لیتے ہو۔
عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”نقوڑی بی بی چوڑا لٹوڑا ہی اچھا۔“ بیک زیر و باؤس ہنستے ہوئے کہا
دیا۔

”تو شک ہے تمہارا نام بیک زیر و باؤس کی بجائے لٹوڑا چوڑا لٹوڑا دیتے
میں کم از کم انفرادیت تو رہے گی۔“ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب
دیا اور پھر وہ میک اپ روم میں داخل ہو گئے۔ بیک زیر و باؤس عمران پر
جونی کا میک اپ کیا اور جونی کا لباس جسے وہ پہن کر حبیب کو اڑھائی بج چائیں
عمران کو پہنا دیا۔ مگر وہ لباس عمران پر بے حد تنگ تھا۔ اس لئے عمران نے
آقا دیا۔

”چوڑا باؤس گریت باس کو کیا معلوم کہ جونی نے اس وقت کون سا لباس
پہنا ہوا تھا۔“ عمران نے جواب دیا اور پھر الماری سے ایک اور لباس
منتخب کر کے پہن لیا۔

نقوڑی زیر و باؤس وہ دونوں کار میں بیٹھے تیزی سے زیر و باؤس کی طرف
بڑھتے چلے جاتے تھے۔ جلد ہی کار زیر و باؤس کے قریب پہنچ گئی عمران
زیر و باؤس کے قریب جا کر اتر گیا اور بیک زیر و باؤس کو زیر و باؤس کے
اندھینا چلا گیا۔ گریت جونی نے ہی کھولا تھا۔

رات ہو گئی تھی اس لئے زیر و باؤس کے اندر گر دغا صی ویرانی تھی۔

عمران زیر و باؤس کے میں گریت کے قریب میٹرک کے کنا سے ایک
درخت کی اوٹ میں چھپ گیا۔ اس نے مجرموں کو یہیں کا پتہ دیا تھا ابھی اسے
دال کر لے نکال رہی تھی ہی زیر و باؤس تھی کہ دور سے ایک سیاہ رنگ کی کار آہستہ
آہستہ رکتی ہوئی اس درخت کی طرف بڑھنے لگی۔ کار کی ہیڈ لائٹس بھی ہوئی
تھیں اور اندھیرے میں اس کا ہیڈ لائٹ نظر آ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ رکتی ہوئی
وہ اس درخت کے پاس آ کر رک گئی۔ نزدیک آنے پر عمران نے دیکھا کہ
اس میں تین آدمی موجود ہیں۔ ایک ڈرائیوگر سیٹ پر اور دو پچھلی سیٹ پر
ارکے رکتے ہی عمران درخت کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے کار کی پچھلی
کمر کی طرف بڑھ گیا۔

”کوڑا“ عمران نے جونی کے لیے میں سرگوشی کی۔
”مارا کار ہی“ اندر سے ایک کرخت آواز ابھری۔ اور اس کے ساتھ ہی
اس نے پوچھا۔

”تمہارا پرنسپل نمبر“

وہ دھکیلوں اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا جیسے وہ لوہے کی بجائے پلاسٹک کا بنا ہوا ہو۔

ان میں سے ایک نے عجیب سے ٹاپر نکال کر اس کی لائٹ گٹر میں ڈالی تو وہ لڑا تھا۔ ٹاپر والا ایک لمحے تک بغور گٹر کی تہہ میں بدبو دار مٹی میں ڈالا تھا۔ ٹاپر ان کے نیچے جسم پر ڈالی۔

لے پکڑ کر اس کی لائٹ گٹر میں مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ اس کے بیان عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ اس کے بیان کو جیک کر رہے ہیں۔ عمران کو بظاہر کتنا ہی احمق نظر آئے مگر گنوں کا تو پورا ہی تھا وہ اس بات کا انتظام پہلے سے ہی کر آیا تھا۔ اس کے گھٹنوں سے نیچے اور بوٹ پر سوکھے ہوئے کچھ کے نشانات صاف نظر آ رہے تھے۔ وہ جھانپ کر ان نشانات کو کیسے نظر انداز کر سکتا تھا۔ ٹاپر دالے نے عمران کے نیچے جسم پر کچھ کے نشانات دیکھ کر ایک طویل سانس لی اور پھر ٹاپر بچھا ہی۔

اس کے علاوہ ابھی میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا سر ہٹا کر اس کے بعد باقی تینوں بھی سر ہٹا کر اترتے چلے گئے۔ اور پھر ٹاپر کی بدوشی اور عمران کی رہنمائی میں وہ آگے بڑھتے رہے۔

جونی کیا تمہارے پاس ریو الور ہے؟
اسی ٹاپر دالے نے جو اس شیم کا انچارج معلوم ہوتا تھا پوچھا۔
"نہیں جناب ریو الور تو اکیسٹو نے پہلے ہی چھین لیا تھا۔"
عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔
"یہ اکیسٹو کیا بہت لچیم شیم اور طاقتور آدمی ہے؟"

"پرسنل نمبر تیرہ گینگ نمبر ۲۰ عمران نے جواب دیا۔

"کیا پتہ پڑا ہے جونی؟ اس آدمی نے سوال کیا مگر اس بار بوجہ نرم تھا۔
"ابھی تک مہارت سے کوئی آدمی نہیں نکلا۔ عمران نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے اکیس ٹوانڈر ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا۔
"جی ہاں۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم کار میں بیٹھو اور اس گٹر تک ہمیں لے چلو۔" حکم دیا گیا۔ اور عمران خاموشی سے ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر اس کی رہنمائی پر کار تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ لگے چوک سے ٹرن لے کر وہ ایک اور سڑک پر گھوم گئے۔ جونی بدبو دار دوس کی پشت کی طرف چلی جاتی تھی۔ ایک درخت کے نیچے جا کر عمران نے کار کو روک دیا اور انہیں نیچے اترنے کے لئے کہا۔ اس کے کہنے پر وہ تینوں کار سے نیچے اتر کر اس کے کمرے میں چلے گئے اور سب سے پہلے عمران کے کمرے میں چلے گئے۔ وہ تینوں نے عمران کے کمرے میں چلے گئے اور سب سے پہلے عمران کے کمرے میں چلے گئے۔ وہ تینوں نے عمران کے کمرے میں چلے گئے اور سب سے پہلے عمران کے کمرے میں چلے گئے۔

"یہ اس گٹر لائن کا دہانہ ہے۔ جو ہیڈ کوارٹر کے اندر تک چلی گئی۔ عمران نے دہانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ان تینوں نے ایک لمحے کے لئے دہانے کو دیکھا جس پر لوہے کا حصہ دھکنا پڑا ہوا تھا اور پھر ان میں سے ایک نے جھک کر دو لائن ہاتھوں سے

باقی دو میں سے ایک نے پہلی بار زبان کھولی وہ شاید ایکس ٹی کے قریب سے ہی خوفزدہ تھا۔
عام جماعت کا آدمی ہے جناب بس چہرے پر سیاہ رنگ کا نقار چڑھاتے دکھتے ہیں عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔ وہ دل میں مسکرا رہا تھا اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ ایکس ٹی کی رہنمائی میں ہی ایکس ٹی کو اغوا کرنے جا رہے ہیں تو کیا رہے۔
کمال ہے — یقین نہیں آتا۔ ایکس ٹی کے متعلق تو تمام دنیا میں عجیب کہانیاں پھیلی ہوئی ہیں اور وہ تمام دنیا کی سبکدوش سردستریوں سے زیادہ پیارا سرور کہتا ہے۔
اسی آدمی نے جس نے ایکس ٹی کے متعلق سوال کیا تھا۔ بڑا بڑا قسم کھاتا اور پھر وہ سب چلتے چلتے ایک موڑ ملے اور پھر گڑ کے ایک دہانے پہنچے جاکر عمران دگ گیا۔ یہاں بھی سیر حیاں اور پرہیزگاری تھیں۔
یہ دھانہ ٹھیک مہارت کے اندر برآمدے کے قریب کھتا ہے۔ عمران نے سرگوشیاں لہجے میں کہا۔ ادا انچارج نے سر ملایا اور پھر آہستگی سے سیر حیاں چڑھتا ہوا گیا۔
دلہنے کے قریب پہنچ کر اس نے سیر حیاں پر اپنے سر جھانکے اور دو لوں ہاتھوں سے ڈھکنا اٹھانے کے لئے زور لگایا۔ اٹھوڑتی سی کوشش کے بعد ڈھکنا اٹھنا پھلا گیا۔
انچارج نے بڑی آہستگی سے ڈھکنا ایک طرف کھسکا دیا۔ اس نے حتی الامکان کوشش کی تھی کہ ڈھکنا اٹھنے یا کھسکانے میں کوئی آواز پیدا نہ ہو۔ ڈھکنا ہٹنے کے بعد وہ چند لمحوں تک گڑ میں ہی دبکا رہا پھر اس نے

بڑی آہستگی سے اپنا سر باہر نکالا۔ سر باہر نکال کر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر نیچے کھڑے ہوتے اپنے ساتھیوں کو اوپر آنے کا اشارہ کرتا ہوا خود باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد عمران سمیت باقی دو بھی باہر نکل آئے انچارج گڑ سے نکل کر مہارت کی دیوار کے ساتھ چھٹا کھڑا تھا۔ وہ سب بھی آہستگی سے چلتے چلتے اس کے قریب پہنچ گئے۔ اب عمران کے علاوہ ان تینوں کے ہاتھوں میں سائیکس جے دیوالیہ تھے۔ عمران نے انہیں برآمدے کی طرف چلتے کا اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں آہستگی سے دینگے ہوئے برآمدے کی طرف چل دیئے ساتھی ہی زبردستی اس کا گیت نظر آ رہا تھا۔ جہاں جوزف دونوں پہلوؤں میں دیوالیہ نکالتے ایک ایک شرب کی بوتل کھڑے تھے۔ اس کا رخ گیت کی طرف ہی تھا۔ زبردستی اس تینوں سے جھگڑا رہا تھا۔ اس لئے کسی وقت جوزف کی نظر ان پر پڑ سکتی تھی۔ مگر عمران کو معلوم تھا کہ ایک زبرد جوزف کو ہدایات دے چکا ہو گا۔ وہ اب تک جوزف نہ جانے کیا کر چکا ہوتا۔
میں نے اس جھٹی چوکیدار کو ختم کر دیا چلتے۔
انچارج نے سرگوشیاں لہجے میں کہا۔
جیسے آپ کی خوشی و لیے میرا خیال ہے کہ ہم اس کو پھیرے بغیر ہیے ایکس ٹی کو لوہیں کر لیں ورنہ ہو سکتا ہے کوئی گڑ بڑ ہو جائے۔
عمران نے بھی سرگوشیاں لہجے میں جواب دیا۔
ٹھیک ہے اگر اس نے مداخلت کی تو پھر اس سے نمٹ لیں گے۔
انچارج کی سمجھ میں بات آگئی۔
اور پھر وہ دینگے ہوئے برآمدے تک پہنچ گئے پھر عمران نے سب سے پہلے تیزی سے زور لگائی اور برآمدے کے ایک ستون کے پیچھے چھپ گیا۔

باقی تینوں نے بھی اس کی پیروی کی۔
چند لمحوں تک وہ سب ستونوں کی اوٹ میں چھپے رہے۔ پھر عمران خاموشی
سے برآمد سے میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے صدا سے
کولہ تو سے دھکا دیا مگر دروازہ اندر سے بند تھا۔ عمران نے تیزی سے جیب
میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیب سے ایک تار نکال کر اس نے لاک میں ڈالا اور
دوسرے لاک سے کھٹک کی آواز نکلی اور اس بار دروازہ کھٹکا چلا گیا۔ عمران
نے ان کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر ان کے کمرے میں آجائے۔ پھر
عمران نے دروازہ بند کر دیا۔ آٹومٹک لاک دوبارہ بند ہو گیا۔ عمران کی رہنمائی
میں قدم پر قدم رکھتے ہوئے وہ تینوں آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہ ایک طویل سیڑھی
تھی۔ جس کے آخری کوٹے پر ایک دروازے کے سامنے عمران جا کر کھڑا
عمران نے اس دروازے کو دھکا سا دھکا دیا۔ دروازہ کھٹکا چلا گیا عمران اپنے
خاموشی سے کمرہ اس گن لیتا رہا۔ پھر وہ اندر داخل ہو گیا۔ کمرہ ہر قسم کے سانسوں
سے خالی تھا۔ ان تینوں کے اندر آجائے کے بعد عمران نے دروازہ بند کر دیا۔
اور جیب سے تار نکال کر لاک بند کر دیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ مڑا ان تینوں کے
دیوالوں کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔

”تم جاوے ساتھ دھوکا کر رہے ہو۔ ایکسٹو کہاں ہے؟“
انجارج نے انتہائی سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور عمران
نے جوٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر انتہائی دہلی
ہوئی آواز میں ان سے کہا۔

”میں نے باس کو رپورٹ دی تھی کہ یہاں ہر طرف ایکسٹو دنگ آلات لگے
ہوئے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ ایکسٹو کہاں ہوگا۔ اور ایکسٹو تک پہنچنے میں

بڑھانے میں کتنے مراحل طے کرنے پڑیں۔ ایکسٹو نے مجھے اس کمرے کے اندر
بند کیا ہوا تھا۔ آپ لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ تالے میرے لئے کوئی اہمیت
نہیں رکھتے چنانچہ ایکسٹو کے جانے کے بعد میں باہر نکلا اور پھر اس گٹر کے راستے
عمارت سے باہر آ گیا۔ اب اسی راستے سے ہم اس کمرے میں پہنچ گئے ہیں۔ ابھی
ایکسٹو کو شاید یہی معلوم ہوگا کہ میں اسی کمرے میں ہوں۔ اس لئے پروگرام یہ
ہے کہ میں یہاں بیٹھ دیکار شروع کر دیتا ہوں۔ ایکسٹو ضرور میرا پتہ کرنے آئے گا۔
ہم ایکسٹو کو یہیں قابو کر لیں گے۔ اور پھر اسے بے ہوش کر کے اس کمرے کے راستے
باہر نکال جائیں گے۔ یہ ہے اصل پوزیشن اب آپ مجھے چاہیں ویسے کر لیں۔“
عمران نے انہیں تمام سچو سچ سنبھائی۔

”مگر ہو سکتا ہے ایکسٹو کی بجائے کوئی اور آجائے۔“

انجارج نے مشکوک لہجے میں سوال کیا۔

”بیس نو اس عمارت میں اکیلا رہتا ہے اس نے مجھے بتلایا تھا۔ ویسے
میں ایک کمرہ کے باس ٹام نے بھی مجھے بتلایا تھا کہ ایکسٹو اکیلا سیکرٹ
سروس کے چیف کو رٹرو میں رہتا ہے۔“
عمران نے جواب دیا۔

”ٹیک ہے ایسا ہی کرو۔ اس میں رسک کم سے کم ہے۔“ انجارج نے
کہا۔ اور پھر اس کے اشارے پر وہ تینوں عمران کے علاوہ کمرے کے ایک کوٹے
میں سمٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اور عمران نے اچانک کمرے کے دروازے کو بند
نہیں کر کے کھٹکنا شروع کر دیا اور اس طرح نہیں پرلیٹ کر آہ و زاری شروع
کر دی۔ جیسے اچانک اس پر کوئی دھرم پڑ گیا ہو۔ اس کے حلق سے بڑی خوفناک
آوازیں نکل رہی تھیں اور وہ قرقری پر بڑی طرح کر دینے لگا تھا۔ ابھی اسے

ایک باہر کھڑا رہا۔ پھر مشین گن کی نال کمرے کے اندر داخل ہوئی اور ایک لمبے کے بعد ایک نقاب پوش نے کمرے کے اندر قدم رکھا۔ اس کی نظر پر چند لمحوں تک عمران پر بھی رہیں پھر وہ آگے بڑھا۔

اور اسی لمحے کمرے میں موجود افراد میں سے انچارج نے جو ایکسٹو کے زیادہ قریب تھا۔ اچانک اس پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملے میں ایکسٹو کے ہاتھوں سے مشین گن نکلتی چلی گئی۔ اسی لمحے عمران بھی اچھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اور باقی افراد بھی دیوالوں سے نکل کر روشنی میں آگئے اب ایکسٹو ان چاروں کے درمیان میں کھڑا تھا۔ مگر اس کی پولیشن دیکھ کر وہ سب متاثر ہوئے کیونکہ وہ اس طرح الیمینان سے کھڑا تھا۔ جیسے دشمنوں کی بجائے دوستوں میں موجود ہو۔

خیر واد اگر حرکت کی تو چھلنی کر دھل گئے۔

انچارج نے دیوالوں اس کی کینچی سے لگاتے ہوئے کہا۔ مگر اسی لمحے ایکسٹو نے اس طرح اچانک اپنے جسم کو سمیٹا کہ انچارج اڑتا ہوا اسلئے موجود رہا۔ وہ میوں کے اوپر جا کر۔ ایکسٹو نے تیرکمی سے کمرے سے باہر نکلنا چاہا۔ مگر عمران نے اس پر پھلانگ لگا دی اور ایکسٹو کو رگیدتا ہوا کمرے کے کونے تک لے گیا۔ مگر پھر عمران بھی اس طرح اچھل کر ایک طرف جا پڑا جیسے اس کے جسم میں پیرنگ ٹک گئے ہوں۔ اسی لمحے باقی تینوں نے ایکسٹو پر پھلنگیں لگائیں۔ وہ دیوالوں استعمال نہیں کر رہے تھے۔ کیونکہ گوریٹ باس کے حکم پر وہ اسے زندہ گرفتار کر کے لے جانا چاہتے تھے شاید اس طرح وہ پوری سیکورٹی عروس کو گرفتار کرنا چاہتا تھا۔

اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں ایک خوفناک جنگ کا آغاز ہو گیا ایکسٹو

اس پر وگرام پر حمل شروع کئے تھوڑی دیر سی گزری تھی کہ اچانک کمرے میں موجود بلب کی روشنی یکدم تیز ہو گئی وہ سمجھ گئے کہ انہیں کسی سکرین پر ٹیک کیا جا رہا ہے۔ بلب کی روشنی تیز ہوتے ہی عمران کا وہ بھی تیز ہو گیا اور دونوں میں سے کمرے کے مجرم اور زیادہ سمٹ گئے۔ ویسے یہ بات اچھی تھی کہ روشنی کا نظام ایسا تھا کہ تیز ہونے کے باوجود بھی کمرے کے کونوں میں بدستور اندھیرا تھا۔

بلب چند لمحوں تک تیز روشنی پسینکنا رہا پھر پہلے والی حالت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی عمران کی آہ وزاری میں بھی کمی آگئی۔

کونوں میں سے ہوتے افراد نے بلب کی روشنی مدہم ہوتے ہی بلب کی سانس لی۔ ویسے وہ جونی کی اداکاری پر مدہم دل ہی دل میں عشق کر رہے تھے۔ اگر انہیں پہلے سے معلوم نہ ہوتا کہ جونی اداکاری کر رہا ہے تو اس کی حالت دیکھ کر وہ بھی اس کی اس حالت کو حقیقت ہی سمجھتے۔

اس لئے اب انہیں امید ہو گئی تھی کہ ایکسٹو ضرور کمرے میں آئے گا۔ وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد راجہادی کسی کے قدموں کی چار دیواری سے گونجے لگی۔ قدموں کی آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ آنے والا ایک آدمی ہے۔ قدموں کی آواز سننے ہی عمران کی آہ وزاریوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اور کونے میں سے ہوتے افراد بھی چوکنے ہو گئے۔ قدموں کی آواز وہ دالے کے ساتھ کر رک گئی پھر لمبے میں چابی گھومنے کی آواز سنائی دی اور مدد مانع آجی آہستہ کھلتا چلا گیا۔

عمران پرستور فرش پر پیٹ پکڑے لٹو کی طرح گھوم رہا تھا۔ اس کے ایکٹنگ واقعی قابل داد تھی۔ مددازہ کھلنے کے باوجود آنے والا چند لمحوں

ایکلا ہونے کے باوجود بے حد پھر تیلانا بہت ہو رہا تھا۔ وہ ان چاندوں کو انچوں پر بچا رہا تھا۔ اس کے جسم میں جیسے سبکی کا کرٹ دوڑ گیا تھا۔ وہ چاندوں اپنی پوری کوششوں کے باوجود بھی اس پر قابو پانے سے قاصر ہو رہے تھے اور اس کے ساتھ ہی ایکسٹو کا داؤ چل گیا اور ان میں سے ایک آدمی کی پرہیزگار

کر فرش پر تر پنے لگا۔ ایکسٹو کی کھڑی پھیلی کے دانے اس کی گھون کی بھی توڑ دی تھی اب عمران سمیت اس کے مقابلے میں تین افراد باقی رہ گئے تھے۔ اچانک عمران کا داؤ چل گیا۔ اور اس نے ایکسٹو کا بازو دیکر اس طرح گھوڑا کہ

ایکسٹو مٹھا میں قلابا بازی کھاتا ہوا فرش پر جا گیا اور اس کے ساتھ ہی باقی دو

نے اسے چھاپ لیا ایکسٹو نے بڑی چرتی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر اس نے پوری قوت سے ایکسٹو کی کینٹی پر مگر جڑ دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایکسٹو کا مکہ اس کے پیٹ پر پوری قوت سے پڑا اور وہ اچھل کر فرش پر جا کر گر

عمران نے اتنی دیر میں فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھالی اور اس نے مشین گن کا دستہ فرش پر پڑے ہوئے ایکسٹو کے سر پر مارنا چاہا مگر ایکسٹو نے اسے کر دھ بھل گیا۔ اور عمران کا داؤ خالی گیا مگر وہ سب آدمی نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور دیوالیہ کا دستہ پوری قوت سے ایکسٹو کے سر پر دے

مارا اور پھر وہ مسلسل وار کرتا چلا گیا۔ عمران نے چند لمحوں کے لئے دانت چھینے اور پھر اس نے آگے بڑھ کر اس آدمی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اب بلیک زیر دستانہ

حرکت پڑا ہوا تھا۔

”بس کر دیو بے ہوش ہو چکا ہے۔ عمران نے اس آدمی کا ہاتھ دھکے

ہوئے کہا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں بڑا پیچ و تاب کھاتا تھا۔ وہ یہ نہیں

آدمی اس کے سامنے کیا حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن بڑے مقصد کے چھوٹے

ہکا بہت برداشت کرنی ہی پڑتی تھیں۔
بڑا سخت جان واقع ہوا ہے اگرچہ اس کے لیے یہ سب کچھ

ناہی یہ قابو آتا ہے۔ اس بار جی کے لئے ہوئے ہیں۔
ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ ورنہ ہمارے کوئی اور

مصیبت نہ ٹوٹ پڑے۔ عمران نے انچارج کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔
نیک ہے تم اسے اٹھاؤ میں جا۔ جی کی لاش اٹھا رہا ہوں۔

انچارج نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے بے ہوش بلیک

پرید کو اٹھا کر کانٹے پر لاد لیا۔ انچارج نے فرش پر پڑے ہوئے جاس کے

دھن اٹھا کر کانٹے پر ڈال لی اور وہ سر سے آدمی نے بلیک زیر دستانہ

کی لاش میں لے لی اور پھر وہ تینوں کمرے سے باہر نکل آئے۔ تیزی سے گئے

سے جیسے ہوئے وہ ہمارے میں آئے اب یہاں جوزف کا مسئلہ تھا۔ جو

بے طور گیٹ پر کھڑا ہے وہ دے رہا تھا۔ ہمارے سے رہتے ہوئے وہ گٹر

کی طرف بڑھتے گئے۔ مگر جیسے ہی وہ ہمارے کامور سے اچانک ایک

آدمی کے ہاتھ سے مشین گن چھوٹ کر نیچے جا گری۔ مشین گن کے گرنے سے

وہ دھڑکھڑا ہوا اور جوزف جو گیٹ پر کھڑا تھا۔ تیزی سے پیٹا اس

نے ہاتھ میں کڑی ہوئی شمشیر کی بوتل بھلی کی سی تیزی سے نیچے پھینکی اور

دوسرے لمحے اس کے انگوٹھوں میں دونوں دیوالیہ نکل آئے۔

”تم جلدی گٹر میں چلو میں اسے سمجھا لیتا ہوں۔“

انچارج نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ جا۔ جی کی لاش کو آدھ بھاگ کر اس

نے جوزف پر دیوالیہ کا نشانہ کر دیا مگر جوزف اب جیسے کی طرح جو کھانا جو چکا

تھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے اچھا لنگ لگائی اور گیٹ کے قریب ایک بار

اور پھر ایک دیر کے سیٹ سے نیچے لٹکے ہوئے لٹکتے آہستہ سے حرکت کی
اور دوسرے لمحے اس کا لٹکتے نیچے ہی نیچے عمران کی طرف بڑھتے گئے۔ اس
نے آستین پر جو گھڑی پہنی ہوئی تھی اس میں جمید ترین ٹرانسمیٹر فٹ تھا ایک
دیر کی کلائی جیسے ہی عمران کے قریب آئی۔ عمران نے گھڑی کا ونڈیشن دبا
دیا اور ایک دیر کی آستین دوبارہ لٹک گئی۔ مگر اب ٹرانسمیٹر آن ہو چکا تھا
ظاہر ہے ایک دیر نے جنرل فریڈکسنی سیٹ کر رکھی ہوگی۔ اب سیکرٹ سروس
کے ممبران جہاں جہاں ہوں گے الرٹ ہو گئے ہوں گے۔
دیے کمال ہے جتنی اکیسٹو کی شہرت سنی تھی اتنی ہی آسانی سے قابو آ گیا
وہ کون سوچ سکتا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ عمران نے سکوت کا پیرہ چاک
کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں جوئی ایسی بات نہیں بس کچھ ہمارا مقصد ہی اچھا تھا۔ وہ مجھے
تو اب تک یقین نہیں آ رہا کہ ہم اکیسٹو کو انوکھا کر کے لے جا رہے ہیں۔“
انچارج نے جواب دیا۔

”یہ آپ ونگٹن روڈ پر کیوں جا رہے ہیں۔ یہ مٹرک تو شہر کے باہر جاتی
ہے۔ عمران نے جان بوجھ کر مدد کا نام لیتے ہوئے کہا۔
”میں میڈ کو اڈا دھر رہی ہے۔ مگر تم خاموشی میں غور اور خیال رکھو کہیں
اکیسٹو ہوش میں نہ آجائے۔“

انچارج نے اس بار کڑخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
”نہیں ابھی اس کے ہوش میں آنے کی کوئی امید نہیں۔“ عمران نے جواب
دیا اور پھر خاموش ہو گیا۔ اس کا مقصد حل ہو گیا تھا۔ کہ سیکرٹ سروس کو
اکیسٹو کے انوکھا اور ونگٹن روڈ کی طرف جانے کی اطلاع مل گئی ہوگی۔ وہ

کے پیچھے چپ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں بیلوں پر
نے آگ اگلی اور دونوں گولیاں جارج کی لاش میں گھسی جلی گئیں۔ انچارج ہلار
کی لاش کی آستین ہونے کی وجہ سے پٹخ گیا تھا۔ ان مدلل کے درمیان ہونے
کا تبادلہ ہونے لگا اور اس دوران عمران بیک دیر دسمیت گٹر میں اترنے پر
کامیاب ہو گیا۔ اور دوسرا آدمی بھی نیچے اتر آیا۔ انچارج بھی جارج کی لاش
کو ڈھال پٹنے آہستہ آہستہ گٹر کی طرف کھینچا چلا آیا۔ جو زف ابھی تک
بار کے پیچھے ہی فائرنگ کر رہا تھا۔ اس نے آگے آنے کی کوشش نہیں
تھی پھر انچارج تیزی سے گٹر میں اتر آیا۔ جارج کی لاش وہ گٹر کے کنارے
پر ہی چھوڑ آیا تھا۔

جلدی بھاگتا انچارج نے ان مدلل سے مخاطب ہو کر کہا۔
”تینوں پوری رفتار سے دوڑتے ہوئے گٹر لائن کے بیرونی ولے تک
پہنچے اور پھر انتہائی تیزی سے وہ گٹر سے باہر آ گئے یہاں ہر طرف وہاں
ہی تھی۔ اس پاس کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ گٹر سے نکلتے ہی وہ چوں
تیزی سے کار کی طرف بڑھے اور پھر عمران نے پچھلی سیٹ پر بیک دیر کو
دیا۔ اور خود بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ انچارج نے ڈرائیونگ سیٹ
سنبھالی اور دوسرا آدمی انچارج کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ سب
لمحے کار سٹارٹ ہوئی اور پھر کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح مٹرک پر
جھاگتی چلی گئی۔

بلیک دیر سیٹ پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا عمران نے آہستہ سے
اس کی بیٹن پر لٹکتے رکھا اور دوسرے لمحے اس کے لمبوں پر پیرسز اور سکرٹس
تیر گئی۔ کیونکہ بلیک دیر دیے ہوش نہیں تھا۔ بلکہ وہ بے ہوشی کی ایک جگہ

آج جاہتا تو افوار کے منصوبے سے پہلے سیکرٹ سرورس کو زبردستی اس کے
گرد قیادت کر دیتا۔ مگر اس طرح جو سکتا تھا کہ مجرم مشکوک ہو جاتا تھا اور
انہیں کسی صورت میں بھی مشکوک نہیں کرنا چاہتا تھا۔
کار و لنگش روڈ سے آگے بڑھ کر گھومتی ہوئی اب بچلر وہاں پر دو بار

علی جاہتی تھی اور پھر بچلر روڈ کے آخری کنارے پر موجود ایک سسٹم
کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر کار رک گئی۔ کوٹھی کا گیٹ بند تھا۔ اس بجارج سے
نیچے اتر کر خود جا کر گیٹ کھولا اور پھر کار اندر لے چلا گیا۔ کوٹھی کی خارجی
حالت سے محسوس ہوتا تھا کہ یہ کوٹھی صدیوں سے دیران پڑی ہوئی ہے
گرد آلود پورچ میں جا کر کار رک گئی اور پھر بجارج عمران کو بھی اترنے
استادہ کرتے ہوئے باہر نکل آیا۔ ان کا دوسرا ساتھی بھی باہر آچکا تھا۔ بجارج
نے آگے بڑھ کر بے ہوش جیک زبرد کو خود اپنے کانٹے پر ڈالا اور وہ صدمہ
کوٹھی کے برآمدے میں موجود ایک دروازے میں گھسنے چلے گئے۔

عمران سمجھ گیا تھا کہ سید کو انٹر کوٹھی کے نیچے بنے ہوئے تھیں۔ انہوں نے
کا۔ اندر داخل ہوتے وقت ان کی پوزیشن اس طرح تھی کہ سب سے آگے
بجارج جیک زبرد کو اٹھاتے ہوئے تھا۔ اس کے بعد عمران اور اس
کے پیچھے دوسرا آدمی ہاتھ میں جیک زبرد والی مشین گن اٹھائے آ رہا تھا۔
گھر کے اندر داخل ہوئے۔ وہ انتہائی گرد آلود تھا۔ بجارج ایک
دروازے کے سامنے رک گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں زمین پر ہاتھ مار کر
پر دستک دی اور پھر چند لمحے ٹھہر کر دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا
گیا۔ بجارج نے ان دونوں کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور خود جیک زبرد کو
لے کر گھر کے اندر چلا گیا۔ اس کے اندر جلتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

نریا دس سنٹ اجماعاً بجارج علی ہاتھ دروازہ کھول کر باہر نکلا وہ جیک
کو روک دیا۔ اس نے دو لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اور خود سیرورس کے
طرف بڑھنے لگا۔

بجارج نے عمران نے حیرت زدہ لہجے میں سوال کیا وہ جیک زبرد کو
کون سا کھیل چاہتا تھا۔ عمران نے جواب دیا۔ عمران نے ایک لمحے
کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر کار رک گئی اور پھر بجارج عمران کو بھی اترنے
استادہ کرتے ہوئے باہر نکل آیا۔ ان کا دوسرا ساتھی بھی باہر آچکا تھا۔ بجارج
نے آگے بڑھ کر بے ہوش جیک زبرد کو خود اپنے کانٹے پر ڈالا اور وہ صدمہ
کوٹھی کے برآمدے میں موجود ایک دروازے میں گھسنے چلے گئے۔

عمران سمجھ گیا تھا کہ سید کو انٹر کوٹھی کے نیچے بنے ہوئے تھیں۔ انہوں نے
کا۔ اندر داخل ہوتے وقت ان کی پوزیشن اس طرح تھی کہ سب سے آگے
بجارج جیک زبرد کو اٹھاتے ہوئے تھا۔ اس کے بعد عمران اور اس
کے پیچھے دوسرا آدمی ہاتھ میں جیک زبرد والی مشین گن اٹھائے آ رہا تھا۔
گھر کے اندر داخل ہوئے۔ وہ انتہائی گرد آلود تھا۔ بجارج ایک
دروازے کے سامنے رک گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں زمین پر ہاتھ مار کر
پر دستک دی اور پھر چند لمحے ٹھہر کر دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا
گیا۔ بجارج نے ان دونوں کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور خود جیک زبرد کو
لے کر گھر کے اندر چلا گیا۔ اس کے اندر جلتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

عمران سمجھ گیا تھا کہ سید کو انٹر کوٹھی کے نیچے بنے ہوئے تھیں۔ انہوں نے
کا۔ اندر داخل ہوتے وقت ان کی پوزیشن اس طرح تھی کہ سب سے آگے
بجارج جیک زبرد کو اٹھاتے ہوئے تھا۔ اس کے بعد عمران اور اس
کے پیچھے دوسرا آدمی ہاتھ میں جیک زبرد والی مشین گن اٹھائے آ رہا تھا۔
گھر کے اندر داخل ہوئے۔ وہ انتہائی گرد آلود تھا۔ بجارج ایک
دروازے کے سامنے رک گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں زمین پر ہاتھ مار کر
پر دستک دی اور پھر چند لمحے ٹھہر کر دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا
گیا۔ بجارج نے ان دونوں کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور خود جیک زبرد کو
لے کر گھر کے اندر چلا گیا۔ اس کے اندر جلتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

نہ سہیں یہ جیتی رہی۔ گو جس گھر سے میں ٹائیگر کی لڑائی ہوئی تھی وہ تار یک
 ہر گھر یہاں سکرین پر ایک ایک چیز واضح نظر آ رہی تھی۔ لڑائی کے بعد لڑنے
 والی کے مناظر اس کی نظر دل کے سامنے سے گزرتے رہے اور ٹائیگر کیوں
 کس ہو رہا تھا۔ جسے ایکش سے بھر پور کوئی جاسوسی فلم دیکھ رہا ہو۔ اسے
 ہم میں اپنی پیرتی دیکھ کر وہ دل ہی دل میں حیران بھی ہو رہا تھا کہ آیا واقعی
 اس کا کام ہے یا اس کی جگہ کوئی اور ہے۔ اس وقت تو جان بچانے کے
 لئے وہ ہر کام کر رہا تھا مگر اب آرام سے کرسی پر بیٹھ کر دیکھتے ہوئے اسے
 کس ہو رہا تھا کہ واقعی اس نے ناقابل یقین کارنامے سر انجام دیئے ہیں
 اور جیکال کے اندر آئے اور اس سے دیوالیہ کر رہا ہے۔ اسے باہر
 کے بعد فلم ختم ہو گئی اور ٹائیگر نے اٹھنا شروع کیا۔ اس نے کیا کیا اسے
 دیکھا تو جو کیا تھا کہ کہیں اس کی وہ کارروائی بھی فلم میں شامل نہ ہو گئی ہو۔
 اس نے گھر سے میں جا کر عمران کو کال کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ سکریٹ
 ایک ہو گئی اور پھر دیوار دوبارہ اپنی جگہ پر آ رہی ہو گئی۔
 وہاں پر واقعہ جیسا کہ کام کے آدمی ہو۔ ہمیں بے حد خوشی ہے کہ ٹائیگر
 کے لئے ایک مناسب آدمی کا انتخاب کیا ہے۔ دوبارہ وہی کرخت
 گھر سے میں گونگی۔
 آپ بے فکر رہیں باس یہ تو صرف امتحان تھا۔ مشن کے دوران
 ہی کارکردگی اس سے کہیں زیادہ اچھی ہوگی۔ ٹائیگر نے
 کرختے ہوئے جواب دیا۔
 ہمیں یقین ہے اس لئے اتنے اہم کام کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے۔
 ٹائیگر اسی اہم کام کے لئے بہت سی کوشش ہو گیا۔ اس کام کو معلوم کرنے

ٹائیگر جیسے ہی گھر سے میں داخل ہوا ایک جگہ سی پشیمانی
 ابھری اور تار یک گھر تیز روشنی سے منور ہو گیا۔ ٹائیگر کے اندر
 ہی اس کے پیچھے وردانہ خود بخود بند ہو گیا۔ گھر کے ہر قسم کے سامان
 خالی تھا۔ گھر کے درمیان میں صرف ایک کرسی بڑی ہوئی تھی۔
 ہوتے ہی وردانہ کے قریب ٹھٹھک گیا تھا۔
 کرسی پر بیٹھ جاؤ ٹائیگر۔ گھر میں کرخت آواز گونجی اور
 سنتے ہی ادھر ادھر دیکھا۔ مگر اسے کہیں بھی ٹائیگر کا رونق نظر نہ آیا۔
 وہاں تھا کہ آواز گھر سے کی ہر دیوار سے نکل رہی ہو اور ٹائیگر خاموشی سے
 ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔
 اس کے بیٹھتے ہی گھر سے کی سامنے کی دیوار درمیان میں سے
 سرکتی گئی۔ اب وہاں ایک خاص بڑی سی سکرین تھی۔ وہاں سے
 ہو گئی اور پھر ٹائیگر نے دیکھا کہ سکرین پر وہ خود جیکال کے ساتھ ایک
 میں چلتا ہوا جا رہا تھا۔ دوسرے لمحے سین بدلتا اور ٹائیگر نے اپنے آپ
 کے ایک فرش پر بیٹھ ا ہوا دیکھا۔ جہاں چار لڑاکے اسے گیند کی طرح
 رہے تھے پھر ٹائیگر اور ان آدمیوں کی خوفناک جنگ پوری وضاحت

کے لئے تو اس نے سب پا پڑ بیٹے تھے۔

آپ حکم کیجئے: باس اور اس کے ساتھ ہی بے فکر ہو جائیے گا۔
کا کام ہر قیمت پر تکمیل پذیر ہو جائے گا۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

ٹائیگر کیا تم لیپا کے جبرل قافی کے متعلق کچھ جانتے ہو؟ باس نے سوال کیا۔ اور یہ سنتے ہی ٹائیگر کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔ وہ اتنی بات سنتے ہی مجرموں کی بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا کہ وہ کیا چلتے ہیں۔

کچھ زیادہ معلومات تو نہیں البتہ اس کا نام سنا ہوا ہے۔ دراصل یہ ریاست سے کبھی دیکھی نہیں رہی؟

ٹائیگر نے جواب دیا۔

تو اس ملک میں غریب مسلم سربراہ کا فخر نش منقش ہو رہا ہے۔
میں مملکت لیپا کے جبرل قافی بھی شرکت کر رہے ہیں۔ تم نے اپنا پورٹ جبرل قافی کو گولی مار کر ہلاک کرنا ہے؟ باس نے اس اہم کام کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

مگر باس یہ کیسے ممکن ہے وہاں تو سخت ترین پہرہ ہوگا۔

ٹائیگر نے جواب دیا۔

خبردار آئندہ تمہارے منہ پر نا ممکن کا لفظ نہ آنے پائے۔
سے مسلک کوئی بھی فرد کبھی بھی نا ممکن کا تصور بھی ذہن میں نہیں لے گا۔
کار می کے لئے ہر چیز ممکن ہے اگر ممکن نہیں تو اسے ممکن بنایا جاتا ہے۔
باس نے اپنا کاک وھاٹے ہوئے ہنسنے میں کہا۔

سو رہی باس میں نے تو ایک بات کی تھی وہ تمہارا اس سے یہ حد تک
تھا کہ میں اسے نا ممکن تصور کرتا ہوں؟

پھر حال آئندہ خیال رکھنا تم نے یہ کام کرنا ہے۔ چاہے جسے بھی کر دے
زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ تم اٹلی جنس کے کسی بیٹے آفیسر کی جگہ سنبھال لو۔
مثلاً ڈائریکٹر اٹلی جنس سر رحمان زیادہ مناسب رہے گا۔ وہ اس ملک کا
اقتداری با اعتماد فرد گردانا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی موجودگی ایئر پورٹ پر
ضروری ہوگی۔ اس کے میک آپ میں تم یہ کام باسانی کر سکتے ہو۔

باس نے منصوبہ پیش کرتے ہوئے کہا۔
"نیک ہے باس آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں کسی بھی وقت سر رحمان
کو روانہ کر کے اس کی جگہ سنبھال لوں۔ ہو سکتا ہے عین موقع پر ایسا ہو سکے؟
ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میں اس تاریخ سے پہلے تم باس نہیں جاسکتے۔ ہم اٹلی جنس ڈائریکٹر کو
جوا کر اسے کوہاٹے آئیں گے اور پھر تمہیں اس کا میک آپ کر کے عین
وقت پر ایئر پورٹ بھیج دیا جائے گا۔" باس نے جواب دیا۔

"میں آپ مناسب سمجھیں ویسے میرے ذاتی خیال کے مطابق اس
کے لئے جو اسے پرہیز گرام کی ضرورت تھی آپ مجھے اجازت دیں میں
نور ہی کوئی نہ کوئی بندوبست کر لوں گا۔ آپ کو تو صرف کامیابی چاہیے اور
کامیابی آپ کو ہر قیمت پر ملے گی؟

ٹائیگر نے باس کی رائے جاننے کے لئے ایک تجویز پیش کی
"میں جو پرہیز گرام ہم نے مرتب کیا ہے تمہیں اس پر یقین ہے؟ گلاہم
اپنے فیصلوں پر کسی کی رائے سننے کے عادی نہیں ہیں۔"

گریٹ باس نے انتہائی گرفت اور تحکماً نہ لیجے میں جواب دیا۔
"مگر باس اگر اس کو کٹاخی نہ سمجھا جائے تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ اگر

اس پر دگرام پر عمل کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے تو پھر میری خدمات کی کیا ضرورت تھی۔ آپ اپنے کسی بھی ممبر کو انٹلی جنس ڈائریکٹر کے میک اپ میں لے کر بھیج سکتے تھے۔

ٹائیگر نے اپنے ذہن میں موجود الجھن کو آخر اگل ہی دیا۔

”تمہاری اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ذہنی طور پر پہلے عدالت پر کیا تم ہمیں بے وقوف سمجھتے ہو تمہیں معلوم ہے یہ قتل بین الاقوامی سیاست پر کتنے گہرے اثرات ڈالے گا۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر بغیر من ممال تم بے قتل نہ کر سکو اور پولیس کے ہاتھوں گرفتار ہو جاؤ۔ یا قتل کے بعد تم اپنی جان بچا کر ایرپورٹ سے نہ نکل سکو تب بھی اس قتل کا تمام تر الزام مقامی حکومت کے سر آئے۔ میک اپ صاف ہونے کے بعد بھی قاتل مقامی ہونا ضروری ہے۔ مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ تم اس مشن میں ناکام رہو یا مشن میں کامیابی کے بعد پکڑے جاؤ اس لئے ہم نے تمہارا انتہائی سخت امتحان لیا تھا۔ اس امتحان کے بعد ہم اس فیصلے پر پہنچے ہیں کہ تم مشن میں بھی کامیاب رہو گے اور وہاں سے اپنی پھرتی چالاک اور عقل مند کی وجہ سے بچ کر نکل آئے ہو بھی کامیاب رہو گے۔“

گریٹ باس نے اس کی الجھن حل کرتے ہوئے کہا: ٹائیگر ان کی چالاک اور دل ہی دل میں مش مش کرا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ باس کی بات اپنی جگہ بالکل درست ہے اگر قتل ہو گیا تب بھی الزام مقامی حکومت پر اور اگر نہ ہو تب بھی اقدام قتل کا الزام مقامی حکومت پر آئے گا یہ بات دونوں طرف سے کار کا رہی کے مفاد میں جاتی تھی۔

”یقیناً یو باس اب میری الجھن حل ہو گئی ہے اور آپ یقین رکھیں کہ

ہیں۔ صرف اپنے ٹارگٹ کو قتل کرنے میں کامیاب رہوں گا بلکہ بچ کر بھی نکل آؤں گا۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اوسے اب تم جا سکتے ہو۔ ویسے تمہیں ہر وقت اپنے اعصاب اور دہن کو چت رکھنا چاہیے۔ کیونکہ کسی بھی لمحے تمہیں اس مشن پر بھیجا جاسکتا ہے۔ گریٹ باس نے کہا اور پھر ٹیبل کی روشنی مدھم پڑ گئی ٹائیگر کہ سی سے اٹھا اور وہ دائرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قریب پہنچے ہی دوازہ خود بخود کھل گیا اور وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ دروازے پر جیکال موجود تھا۔

”جے۔ مسٹر ٹائیگر جیکال نے ٹائیگر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور دیکر خاموشی سے اس کے پیچھے چل دیا۔ مگر وہ دل ہی دل میں جیکال کی آمد پر بچ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جلد از جلد اسے تنہائی کا موقع ملے اور پھر ان کی تنظیم کے اس جیکال پر دگرام کی تفصیل سے آگاہ کر دے۔ جیکال سے ملنے ہوتے مختلف راجہ دیو سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے میں مختلف مشینیں موجود تھیں اور چار غیر ملکی کمرے کے درمیان کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ جیکال نے ٹائیگر کو ان غیر ملکیوں کے سامنے پیش کرنے ہوئے کہا۔

”یہ ٹائیگر ہے جسے باس نے مشن نمبر ا کے لئے منتخب کیا ہے۔ اس کا حکم ہے کہ اس کی فائنل چیکنگ کی جائے۔ جیکال نے غیر ملکیوں سے ٹائیگر کا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ باس کا حکم بھی سنا دیا۔

”اب بھی کسی قسم کی چیکنگ کی ضرورت باقی رہ گئی ہے۔ ٹائیگر نے بڑے افسردہ لہجے میں جیکال سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس کے حکم کے سامنے چوں چو ا کی کوئی گنجائش نہیں مسٹر۔“

جیکال نے تلخ لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے ہمارے
میں انگواری سے کندھے جھٹک دیئے۔

ایسا تمام لباس اتار دیجئے، ایک غیر ملکی نے ٹائیگر سے مخاطب
کر کہا۔

کیوں؟ ٹائیگر نے اس حکم پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
جو میں کہوں وہ کر دو۔ غیر ملکی نے ٹھکانا لہجے میں جواب دیا۔

اور ٹائیگر کے پاس اب ان کے احکام سننے کے سوا اور کیا چاہے تھا اس نے
وہ خاموشی سے لباس اتارنے لگا۔ آخر میں اس کے جسم پر صرف ایک
اندھو بندہ گیا۔

اندھو بندہ بھی اتار دو، غیر ملکی نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔
یہ غلط ہے ہمیں اگر اندھو بندہ کوئی تک سے تو ہم اسے جیسا
پر ہی چاک کر سکتے ہیں۔ ٹائیگر نے ہنسنے سے روک کر کہا۔

مستر ٹائیگر آپ میں بحث کرنے کی عادت سڑوت سے لیا، وہ
اور یہاں بحث کرنے والے کو برداشت نہیں کیا جاتا۔ آپ کو جو کچھ
چارہ ملے ہے۔ آپ صرف اس پر عمل کریں۔

غیر ملکی نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ
ہی کمرے میں موجود دوسرے غیر ملکیوں نے۔ یہاں وہ نکال لئے ٹائیگر نے
لمحے تو شش و پنج میں رہا پھر اس نے اندھو بندہ بھی اتار دیا۔ اب وہ
غیر ملکیوں کے سامنے مادہ زاد ہر چند کھڑا تھا۔

اس کیبن میں چلے جاتے، غیر ملکی نے تحسین آمیز نظروں سے ٹائیگر
کے مڈول اور مضبوط جسم کو دیکھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر خاموشی سے اس

میں گھس گیا۔ یہ کیبن تمام تر لوہے کا بنا ہوا تھا۔ اس کی چھت سے مشابہ
تاریں نکل کر ایک بڑی مشین کے ساتھ منسلک تھیں۔ ٹائیگر کے کیبن میں گھسے
ہی اس کا دروازہ لاک کر دیا گیا۔ اور پھر غیر ملکیوں نے تیشیں کاٹیں آن
کر دیا۔ بشن آن ہوتے ہی تیشیں میں زندگی کی ہر دو گئی اور اس پر موجود
بے شمار رنگ برنگے چھوٹے چھوٹے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ اور
اس پر تیشیں کے اوپر موجود سکرین روشن ہو گئی، سکرین پر ٹائیگر کھڑا صاف
نظر آ رہا تھا اور ٹائیگر کے گرد چمکتی ہوئی لہروں کا ایک جال سا بنا ہوا نظر آ
رہا تھا۔ تقریباً دو منٹ تک مشین مسلسل چلتی رہی پھر تیشیں کا ایک جال
کھلا اور اس میں سے ایک کارڈ باہر نکل آیا۔ جس پر بے شمار چھوٹے بڑے
سوراخ موجود تھے۔ غیر ملکی نے کارڈ اٹھا کر مشین کا بشن آف کر دیا اور کارڈ
سے جا کر ایک اور مشین کے اندھو بندہ ڈال دیا اور پھر اس کا بشن آن کر دیا۔
پندرہ منٹ تک وہ مشین چلتی رہی پھر اس کے ڈائل پر سرخ لفظوں میں
ایک تحریر اُبھر آئی: آل اوکے، اس تحریر کے نمودار ہوتے ہی جیکال
اور تمام غیر ملکیوں نے الہستان کی ایک طویل سانس لی اور پھر مشین
آف کر دی۔

ٹائیگر ہر قسم کے شک سے پاک ہے یہ میک اپ میں بھی نہیں ہے
اور ہمیں جسمانی طور پر بالکل فٹ ہے۔
غیر ملکی نے جیکال سے مخاطب ہو کر کہا۔

ٹھیک ہے میں اس کا وہ سہرا لباس لے آتا ہوں۔
جیکال نے کرسی پر پڑے ہوئے ٹائیگر کے کپڑے اٹائے اور
کمرے سے باہر نکل گیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ سرخ رنگ کی جیکٹ

اور سرخ رنگ کی پتوں اٹھائے واپس آیا اور پھر اس کے اشارے پر غیر ملکی نے کیس کا دروازہ کھول دیا۔

”باہر آجائے مسٹر ٹائیگر“ جیکال نے اس بار نرم بھیجے میں کہا۔
”سیرے کپڑے اندر پھینک دیجئے۔ میں کپڑے پہن کر باہر آؤں گا۔“
ٹائیگر نے کیس کے اندر سے سی جواب دیا۔

”ان مقامی لوگوں میں یہ عیب ہے کہ یہ شرماتے بہت ہیں۔“
جیکال نے ناگوار بھیجے میں کہا اور پھر ٹائیگر نے کپڑے کھینچ کر دیئے۔

”یہ میرا لباس تو نہیں۔ میرا لباس کہاں ہے؟“ ٹائیگر نے قدم سے سخت لہجے میں سوال کیا۔

”ستہارا لباس ستوہ میں جمع ہو چکا ہے۔ یہاں کے قانون کے مطابق تمہیں یہی کپڑے پہننے پڑیں گے۔“ جیکال نے جواب دیا اور غور سے دیکھ کر ٹائیگر سرخ لباس میں ملبوس باہر نکل آیا۔ مگر اس کے چہرے سے جھنجھلاہٹ کے آثار صاف عیاں تھے۔

”یہ لباس تبدیل کرنے کی کیا ضرورت تھی اور میرا لباس مشکوک تھا تو اسے بھی پک کر لیا جاتا؟“ ٹائیگر نے باہر نکل کر جیکال سے کہا۔

”اب تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو۔ ہم لباس کی وجہ سے اب تک تمہارا ہی ہوا داشت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ جہاز مار تمہیں کہا ہے کہ تمہیں جو حکم دیا جائے اسے خاموشی سے بجالاؤ۔ پھر تم بہت گستاخ کر دیتے ہو۔ تمہارا ہی وفادار یاں غریب می جا چکی ہیں اب جب تک تم اپنا مشن پورا نہ کرو تم جہاز سے ملازم کی حیثیت رکھتے ہو اور ملازم کا

کام صرف حکم بجالانا ہے۔ بحث کرنا نہیں! — جیکال نے اسے برحق طرح جھڑپتے ہوئے کہا اور ٹائیگر خوان کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ پھر جیکال اسے چینگ روم سے نکال کر اس کے کمرے میں چھوڑ گیا۔ اور کمرے کا دروازہ باہر سے لاک کر دیا گیا۔

ٹائیگر کمرے میں قید ہے بس جیتے کی طرح ٹھہلتا رہا۔ اس کی جھنجھلاہٹ کی سب سے بڑی وجہ اس کا لباس بن گیا تھا اس کے لباس کے کالر میں وہ کسوں ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ جس کے ذریعے وہ عمران سے رابطہ قائم کرتا تھا۔ اور لباس کے ساتھ ہی وہ ٹرانسمیٹر بھی اس کے ہاتھوں سے نکل چکا تھا۔ چنانچہ وہ اس ادھیڑ میں تھا کہ اب کیا کرے عمران کو اس جھینگ مسروپے کی اطلاع دینی ضروری تھی۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ آخر سی لہجے میں لباس کا پروگرام بدل جائے اور وہ ٹائیگر کی بجائے کسی اور کو جنرل قافی کے قتل کے لئے بھیج دے اور ٹائیگر کو اچھی طرح علم تھا کہ اگر مجرموں کا یہ منصوبہ کامیاب ہو گیا تو اس کے کتے بھیا تک سناجھ سکے گے۔ اس لئے وہ کم از کم عمران کو اس منصوبے سے آگاہ کرنا ہی ضروری سمجھتا تھا۔ مگر اب ٹرانسمیٹر کے بغیر وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ آخر سوچتے سوچتے اس نے یہی فیصلہ کیا کہ کسی طرح وہ کمرے میں جا کر اپنے لباس سے ٹرانسمیٹر نکال لے سکے گا۔ اس میں شک تو تھا مگر اتنے بھیا تک منصوبے کے مقابلے میں یہ شک زیادہ نہیں تھا اس لئے وہ اپنے فیصلے پر عمل کرنے کے منصوبے بنانے میں مصروف ہو گیا۔

جو کئے کے بعد ان دونوں نے اسی اپنے آپ پر قابو پا لیا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو بڑی معنی خیز نظروں سے دیکھا اور بڑے اطمینان سے چائے کی پیالیاں انہوں نے میز پر رکھیں اور پیرلوں ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھا جیسے وقت کا اندازہ کر رہے ہوں۔ یہ ٹرانسمیٹر وہاں نہیں اور ان میں ایسا سسٹم تھا کہ جب کوئی کال آتی تو گھڑی میں سے ایک دو شاخہ راڈ باہر نکلتی اور ان کی کھلائی پر ضربیں لگانی شروع کر دیتی ان ضربوں سے انہیں معلوم ہو جاتا کہ کال آئی ہے اور اس وقت وہ جو کئے بھی اس بنا پر تھے مگر حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے کی وجہ یہ تھی کہ بیک وقت وہ دونوں کو کال آئی تھی۔

چنانچہ صفد تیری سے اٹھا اور پیر ٹرانسمٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا کیسٹ ٹیکل دین میں بیٹھا رہا۔ پھر اس نے گھڑی کا ونڈیشن کیسٹ اور گھڑی کو ہول کال سے لگا لیا۔ جیسے وہ اندازہ کر رہا ہو کہ گھڑی چل رہی ہے یا ٹک گئی ہے ویسے بھی ان کی میز مال کے آخری کونے میں تھی اور اندر گود کی میز مال پر بھی تھیں۔ اس لئے وہ اطمینان سے گھڑی کو کال سے کاتے بیٹھا رہا۔ وہ مجھے بعد اس کے کانوں میں ایک غیر موسیقی آواز پڑی ایک آدمی کسی سے کہہ رہا تھا کہ ایکسٹو آسانی سے اغوا کر لیا گیا ہے ایکسٹو کے اغوا کا سن کر اس کے اعصاب سن ہو کر رہ گئے پھر اسی آواز نے اسٹیشن روڈ کا ذکر کیا۔ اس کے بعد اسے حکیمانہ لہجے میں خاموش کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی کافی دیر تک آواز نہ آئی۔ البتہ رابطہ دستور قائم تھا۔ اگرچہ ڈائل پر بارہ کا ہندسہ ٹمک رہا تھا حیرت اور جوش سے کیسٹ ٹیکل کے اعصاب میں بھرپور تناؤ آ گیا تھا۔ اس بات کا تو انہوں نے کبھی تصور

کیسٹ ٹیکل اور صفد دونوں ایکسٹو کے مکمل کے مطابق کئے ہی گشت کو نکلے ہوئے تھے۔ اس بار تمہارا ان کے ساتھ نہیں تھا۔ اب رات ہونے والی تھی اور تمام دن شہر میں ٹورسٹائیکس روڑے اب وہ پوریت کی انتہاک پہنچ چکے تھے۔ شہر میں حالات قلعی مقرر ہوئے۔ البتہ مسلم سربراہوں کی کانفرنس کی تاریخ کا اعلان ہونے کے بعد شہر میں خوب گہما گہمی تھی۔ ان تمام علاقوں میں جہاں جہاں سے دھوڑے گھنٹا تھا صفائی کی جا رہی تھی اور شہر میں موجود ہر شخص کی زبان پر کانفرنس کے ہی تذکرے تھے۔

کانفرنس کا موضوع اس وقت ٹمبل ٹاک بنا ہوا تھا۔ انہیں تمام دن گشت کرنے کے باوجود وہ ہی کوئی فرد مشکوک نظر آیا اور نہ ہی کوئی ایسا واقعہ پیش آیا جسے وہ مشکوک گردان سکتے۔

آخر تک بارگاہ وہ کیسٹ سٹی میں چائے پینے کے لئے بیٹھ گئے اور اس وقت وہ دونوں چائے کی پیالیاں ہاتھوں میں پکڑے ہوئے بڑے اطمینان سے چکیاں لینے میں مصروف تھے کہ اچانک کیسٹ ٹیکل جوگ پڑا اور اس کے ساتھ ہی صفد کی بھی یہی حالت ہوئی۔ ایک لمحے کے لئے

بھی نہیں کیا تھا کہ ایکسٹو کو بھی کوئی پارٹی اٹھا کر سکتی ہے۔

اسی لمحے اسے صفدر تیز تیز قدم اٹھاتا میز کی طرف بڑھتا تو صفدر کا چہرہ بھی جوش سے سرخ ہو رہا تھا۔ اور آنکھوں میں غصہ جھلک رہا ہی تھی۔

”چلو کیٹش“ صفدر نے کیٹش شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس لمحے میں لڑکش بھی شاید ایکسٹو کے اعزاء کی غیر متوقع خبر نے اسے افساب کو ہنچھوڑ ڈالا تھا۔ کیٹش شکیل بغیر کوئی جواب دیتے اٹھ کر اس نے ایک نوٹ چائے دانی کے نیچے رکھا اور پھر دونوں تیز تر چلے گئے۔ دروازے سے نکلے ہوئے کیٹش شکیل گھڑی پر نظر ڈالی تو بارہ کا ہندسہ بدستور چمک رہا تھا۔

”دلکش دوڑ یہاں سے قریب ہے جلد ہی کرو شاید ہم بھی پکڑ لیں“ صفدر نے اچھل کر موٹر سائیکل پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے دونوں کے سیلف سٹارٹ موٹر سائیکلیں بھٹی دہاتے سٹارٹ ہو کر تیزی سے سڑک کے سینے پر دوڑنے لگیں۔ ان دونوں نے ہی فل ایکسپریڈ لکھا دیا تھا۔ اور ڈبل سائیکسٹریٹ تیز رفتاری کے ساتھ دوڑتے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ پھر ایک موٹر سٹارٹ ہوئی وہ دوڑ پر پہنچ گئے۔ دلکش دوڑ پر اس وقت آکا دھماکا ہی نہیں ہو رہا تھا۔ کیونکہ یہ سڑک شہر سے باہر جاتی تھی اور اس طرف ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی انہیں دوسرے دوڑ کا۔ یہیں ایک دوسرے کے پیچھے آتی نظر آ رہی تھی۔

وہ ان کی طرف آ رہی تھیں۔ پہلے والی کا۔ سرخ رنگ کی سپورٹس گاڑی جسے ایک عورت چلا رہی تھی اور وہ کار میں اکیلی تھی چنانچہ وہ تنگ

دارے سے باہر ہو گئی۔ البتہ اس کے پیچھے سیاہ رنگ کی بیٹی سی کار تھی جس پر تنگ کیا جا سکتا تھا۔ جب وہ کار ان کے قریب سے گزری تو وہ دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ اندھیرا ہونے کے باوجود انہوں نے سڑک پر پہنچے ہوئے غیر ملکی کو جیک کر لیا تھا۔ جو اس غیر ملکی کی صورت صرف ایک لمحے کے لئے ان کی نظروں کے سامنے سے گزری تھی مگر اسی لمحے ہی وہ اس سے مشکوک ہو چکے تھے کیونکہ غیر ملکی کے بال اس طرح بکھرے ہوئے تھے جسے وہ کسی سے لڑکر آیا ہو اور چہرے کی ساخت ہی بتلا رہی تھی کہ وہ ایسے کردار کا آدمی نہیں ہے اور چونکہ اس کے علاوہ اور کوئی کار اس وقت دلکش دوڑ پر نہیں تھی اس لئے انہیں مکمل یقین ہو گیا۔ کہ یہ کار ہے جس میں ایکسٹو کو اعزاء کر کے لے جایا جا رہا تھا۔ وہ آگے بڑھتے چلے گئے کیونکہ وہ مجرموں کو مشکوک کرنا نہیں چاہتے تھے۔ کافی دور جا کر انہوں نے ایک موٹر پر موٹر سائیکل گھماتے اور پھر ایک بائی دوڑ پر ان کی موٹر سائیکل بوری رہی رفتار سے دوڑنے لگیں۔ انہیں معلوم تھا کہ یہ بائی دوڑ سیدھی دلکش دوڑ کے آگے چور ہے پر جا کر طعنی تھی۔ اس طرح وہ مجرموں کو مشکوک کئے بغیر ان کو کور کر سکتے تھے۔ بائی دوڑ ختم ہونے ہی وہ جیسے ہی جگہ پر پہنچے جہاں ان کے نظریے کے مطابق مجرموں کی کار ہونی چاہیے وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کار کا کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اس جگہ سے صرف سڑکیں گھومتی تھیں اور یہ سڑکیں بھی آگے جا کر مڑ جاتی تھیں انہوں نے ایک دوسرے کوں پر موٹر سائیکل دوڑا کر پتہ کیا مگر ہر طرف خاموشی تھی کہیں

اب وہ دونوں اسی چوک پر کھڑے حیران و پریشان ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے۔ یا تو دودھ کے پلکوں میں آکر وہ کار سے ہاتھ دھو کر "میرا خیال ہے کار یہیں قریب کسی کوٹھی میں گھس گئی ہے۔" جلد ہی کہاں غائب ہو جاتی۔

کیٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے مگر اب کیسے معلوم کیا جائے۔" کار کوٹھی میں گئی ہے۔" صفدر نے جواب دیا۔

ابھی وہ دونوں اس شش دہیج میں تھے کہ اچانک شمالی سمت سے آنے والی سڑک پر انہیں دوسرے وہی سیاہ رنگ کی کار داپس آتی۔ یہ شاید ایکسٹو کو کہیں پہنچا کر داپس جا رہے ہیں۔ کیٹن شکیل صفدر سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ "اب اس سے پہلے کہ صفدر کو جواب دیتا۔ اچانک کار ان کے قریب آکر رک گئی۔ وہی غیر ملکی سڑک پر بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ دوسرا آدمی تھا اور پچھلی سیٹ شمالی تھی۔

"کیا آپ نے سرخ رنگ کی کار تو ادھر جاتی نہیں دیکھی؟" قدامت کیٹن شکیل سے مخاطب ہو کر پوچھا وہ شمالی سڑک پر چلی ہے۔ کیٹن نے جواب دیا۔

"ہمیں تو راستے میں کہیں نظر نہیں آئی۔" غیر ملکی نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کی نظر کمزور ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟" صفدر نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

اور غیر ملکی چند لمحے تک انہیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ٹوڑی آگے دھاوی۔ گاڑی آگے بڑھنے ہی کیٹن شکیل نے صفدر کو بڑی معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

"بھار اندازہ درست ہے۔ یہ دراصل ہمارا شک دور کرنا چلتے تھے۔" انہوں نے ہمیں آتے ہوئے چیک کر لیا تھا۔" صفدر نے کیٹن شکیل کی گھر سے بچے ہوئے کہا۔

"اندھیرے میں ہی تاک تو کیا مارنے کی بجائے میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہے کہ ہم انہیں پکڑ کر ان سے انکوائری کی کوشش کریں۔" کیٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بیکار ہے۔" معاذات خطرناک ہیں۔ ایسا ہی کرنا چاہیے۔" صفدر نے بھی تائید کی اور دوسرے لمحے انہوں نے موٹر سائیکل اس سڑک پر ڈال دی۔ بعد میں وہ کار جا رہی تھی۔ توڑی ہی دیر بعد انہیں دوسرے کار نظر آ

کیٹن شکیل نے ہینڈل سے ہاتھ ہٹا کر جیب میں ڈالا اور جب اس نے اندازے کے مطابق کار ریو اور کی رینج میں آگئی تو اس نے بڑی بھرتی سے ریو اور نکال کر کار کے ٹائر پر فائر کر دیا۔ مادہ ٹھک چلتی ہوئی موٹر سائیکل بڑی بھرتی سے بڑھتی ہوئی کار کے ٹائر کو نشان بنانا کوئی آسان کام نہیں تھا مگر کیٹن شکیل کی گولی ہی کار گرنا بہت ہوئی۔ اور ایک دھماکے کے ساتھ کار سڑک پر

گئی۔ کار خاصی سپیڈ پر جا رہی تھی۔ اس لئے شاید ڈائیوڑا سے بھجھال کر کیونکہ دوسرے لمحے کار ڈھنگاقتی ہوئی سڑک کے کنارے ایک ورنٹ کی آواز دیر تک فضا میں گونجتی رہی۔ دونوں نے قریب جا کر بڑی بھرتی

سے موٹر سائیکل راکس اور پھر دیوالیہ کال کر کے کار کی طرف بڑھنے لگا۔
 میں آگ لگ گئی تھی انہوں نے قریب جا کر دیکھا تو ایک طویل سالن
 کر رہ گئے۔ درخت کے ساتھ ٹکراؤ سے وہ دونوں آدمی ہلاک ہو گئے۔
 ایک کی گردن ٹوٹ گئی تھی اور دوسرے کی چھاتی میں سیرنگ لگا
 گیا تھا۔
 جلد ہی ہسپتال کی کو آگ لگنے والی سے
 صفدر نے کینٹین سٹیکل کا بازو پکڑ کر کھینچے ہوئے کہا اور دونوں
 کی طرف بھاگے مگر ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے تو گول لگے۔
 کان چاڑھ دھماکہ ہوا اور کار کے پرزے ہوا میں اڑنے لگے۔ وہ
 تیزی سے شرک پر بیٹھ گئے اور جب فضا صاف ہوئی تو وہ دونوں
 کھڑے ہوئے۔
 یہ بہت بڑا جوا سب سے بڑا اکیلو جمائے ہاتھ سے نکل گیا۔
 یہاں سے چل دو۔ دھماکے کی وجہ سے یو ایس متوجہ ہو گئی ہوگی۔
 سٹیکل نے کہا اور پھر وہ تیزی سے موٹر سائیکل دوڑاتے ہوئے
 اسی چوک پر آگئے۔
 وہ بے حد پریشان تھے کہ اب آئندہ اقدام کیا کریں گے ہاکی
 کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں انہوں نے چوک گھر میں
 دیکھا اور پھر ان دونوں نے بیک وقت گڑیاں کاٹ لیں۔
 "اکیسوا اور دوسری طرف سے اکیسوا کی پروکارا وانا کے
 کانوں میں گونجی۔
 سٹیکل بول رہا ہوں جناب اور کینٹین سٹیکل اور صفدر

نے اپنے اپنے نام بتائے۔
 "تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ اور اکیسوا نے سوال کیا۔
 "سریم ونگٹن روڈ کے چوراہے پر موجود ہیں۔ آپ کی پہلی کال پر
 ہم ابھر آئے تھے۔ ہم نے سیاہ رنگ کی کار بھی چیک کر لی تھی۔ مگر
 واپسی میں وہ کار درخت سے ٹکرا کر پھٹنا چور ہو گئی اور اس میں سوار
 دونوں غیر ملکی مر گئے اور۔
 کینٹین سٹیکل نے تفصیل بتلائی۔
 "وینگٹن روڈ کے چوراہے سے شمالی طرف جو سڑک جا رہی ہے اس
 کی آخری کوہٹی پر عمران میک اپ میں موجود ہے۔ اس سے فوراً جا کر
 پورا اور اینڈ آل۔
 اکیسوا نے جواب دیا اور رابطہ ختم ہو گیا۔
 ان دونوں نے دندیش دیانے اور پھر موٹر سائیکل شمالی سڑک
 پر دوڑا دیں۔

سراغور سا موٹا اور پھر اس نے تار لاک کے سوراخ میں ڈال دی
 اس بار وہ ایک لمحے کی کوشش سے ہی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔
 مکی سی کھٹ سے لاک کھل گیا۔ ٹائیکر نے سینڈل لکھا کر دروازہ کھولا اور
 باہر چل آیا۔ یہ ایک رابہادی تھی جس میں اس وقت کوئی آدمی موجود
 نہیں تھا۔ ٹائیکر کو جھینگ دوم کا راستہ آتا تھا۔ وہ سیدھا دیاں پہنچ گیا۔
 اتنے میں اس کا کسی سے بھی ملکاؤ نہ ہوا تھا۔ اب مسئلہ تھا ستور دوم کو
 کس کونے کا۔ یہ تمام توجہ گیند ہی تھی اور عمارت کی دوسری منزل تھی۔
 ٹائیکر کو معلوم تھا کہ نیچے سیر میوں پر ضرور کوئی نہ کوئی پیرہ دار ہو گا۔
 تمام کھروں کے دروازے بند تھے اور کسی دروازے کے باہر ایسی
 کوئی بھی موجود نہیں تھی جس پر ستور دوم کھٹا ہوا ہوتا۔ اور وہ اس
 سے کسی سے اجنبی نہیں جانتا تھا۔ تاکہ لاک کا رسی کی انگوٹھ میں
 اس کی دھار کی مشکوک نہ ہو جائے۔ وہ رابہادیوں میں اسی طرح چلکاتا
 رہا۔ مگر ستور دوم کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ آخر اس کے دہن میں ایک
 ایک آگئی اس نے جھینگ انا دی اور پھر پانچ میں کھڑے ہوئے سیرنگ
 اس کی پشت میں ڈال کر دروازے سے نیچے کی طرف کھینچا اس کی
 اٹھ چڑھ کی آواز کے ساتھ دیاں سے جھٹی چلی گئی۔ اس طرح اس نے
 ان کا ہاتھ بھاڑ دیا اور پھر وہ سیرنگ ڈھنوں میں دیاں سے رابہادی کی
 میوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ سیر میوں کے قریب پہنچا۔
 ایک ایک مشین گئی اس کے سینے پر ٹک گئی۔ پیرہ دار شاید اس کے
 دیاں کی آواز سن کر ایک ستون کی ادٹ میں ہو گیا تھا کیونکہ دوسرے
 ستون کی آڑ سے براہ ہو چکا تھا۔

ٹائیکر کے پاس ایسی کوئی چیز نہ تھی جس سے وہ لاک کھول کر
 باہر نکل سکتا اور لاک کھولنے بغیر وہ ستور دوم سے اپنا لہرزا لہرزا
 حاصل کر سکتا تھا چنانچہ وہ سوچتا رہا۔ سوچتا رہا۔ آخر اس نے ایک
 آزمائش کی تھی۔ اس نے تیزی سے اپنے بوٹ کا تسمہ کھولا اور پھر
 کے سرے کو تار کی جگہ استعمال کر کے لاک کھولنے کا پودہ گرام بنایا
 نے تسمے کے سرے کو لاک کے سوراخ میں ڈالا۔ مگر بات نہیں بنی
 نے کافی کوشش کی مگر بے سود۔ آخر اس نے تنگ آ کر تسمہ نکال دیا
 دوبارہ بوٹ میں ڈال دیا۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا
 وہ خاموش ہو جاتے۔ اس نے وہ بستر پر جا کر بیٹھا گیا۔ مگر وہ سیرنگ
 اس کی آنکھوں میں ایک چمک لہرائی۔ اس نے بستر پر موجود گدے
 اور اس کی توقع کے مطابق بستر پر گلوں کا ہی بنا ہوا تھا۔ اس نے
 منت کی کوشش کے بعد تنگ سے ایک سیرنگ نکال لیا اور پھر
 کو سیدھا کرنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔ گو سیرنگ بے حد سخت
 تھا مگر وہ اسے اس مدد تک سیدھا کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ اس
 کا ایک سیرا سیدھا ہی تار کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ اس نے اس

کوئی جو تم اور یہاں کیوں پھر رہے ہو۔ جو کیدار نے انتہائی کوشش میں سوال کیا۔

”جیکال کہاں ہے مجھے اس سے ملنا ہے۔“
ٹائیگر نے بڑے اطمینان مگر قہر سے حکمانہ لہجے میں جو کیدار سے سوال کیا۔

”تم جو کون پہلے یہ بتاؤ جلد ہی کرو ورنہ میں گولی مار دوں گا۔“
جو کیدار نے اس کے حکمانہ لہجے کی پرواہ کئے بغیر بیٹے سے بیان تلخ لہجے میں پوچھا۔

”تیرا نام ٹائیگر ہے میرے کپڑے چٹ گئے ہیں اور میری عادت ہے کہ میں پٹے جوئے کپڑوں سے ایک لمحہ بھی نہیں گزار سکتا اس لئے میں نے جیکال سے مل کر سٹور روم سے نئے کپڑے لینے تھے۔“

ٹائیگر نے اسے جیکال سے ملنے کی وجوہات بتاتے ہوئے کہا۔
”سٹور روم جمع کئے گا۔ آپ اس وقت اپنے کمرے میں سو جائیں۔“
صبح آپ کا پیغام جیکال کو مل چلتے گا۔

جو کیدار نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔
”نہیں مسٹر جمع مجھے گریٹ باس کے حکم پر انتہائی ضروری محسوس ہو جانا ہے اور یہ مشن اتنا اہم ہے کہ اس کے لئے مجھے پوری رات آرام کی نیند سونا پڑے گا۔ صبح میں کام نہیں کر سکوں گا۔“

ٹائیگر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔
”میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں یہاں سے قطعی نہیں جھٹ سکتا کیونکہ میں یہاں پر ہوں۔ اس لئے مجبور رہی ہے۔“

جو کیدار نے جھجھلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔
”ٹھیک ہے پھر میری ذمہ داری نہیں ہوگی۔ میں صبح گریٹ باس کو جواب دے دوں گا اور تمہارے متعلق جی بتا دوں گا۔ اس کے بعد گریٹ باس جاتے اور تم جانو۔ ٹائیگر نے بڑی لاپرواہی سے کندھے جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

”مگر اس وقت سٹور روم بند ہے اور اس کی چابی میرے پاس نہیں ہے۔ جو کیدار مزید الجھ گیا۔

”سٹور روم وہی ہے نا جو جیکال روم کے پاس ہے اس کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے۔ شاید غلطی سے کھل گیا ہو۔ میں یہاں کھڑا ہوں تم میرے لئے وہاں سے لباس لے آؤ۔“ ٹائیگر نے نفسیاتی حربہ استعمال کیا۔

”سٹور روم کھلا ہوا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔“

جو کیدار کی آنکھیں تعجب سے پھٹ گئیں اس نے مشین گن کی ٹال ٹائمر کے سنے سے لگائے اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور ٹائیگر تو بھی جا رہا تھا۔
تھاکہ کسی طرح سٹور روم کا پتہ معلوم ہو جاتے۔ چنانچہ وہ خاموشی سے جو کیدار کے ساتھ چل پڑا۔ مختلف راہداریوں میں گزرنے کے بعد جو کیدار ایک دروازے کے سامنے رک گیا۔ یہ دروازہ جیکال روم سے تیسرا تھا۔

”کہاں کھلا ہوا ہے۔“ جو کیدار نے جینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے دروازے کو دبا کر دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں ٹائیگر کو جواب دیا۔
”کہاں ہے میرا خیال تھا کہ کھلا ہوا ہے شاید مجھے غلط فہمی ہوئی تھی۔“

ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔
”تم اپنے کمرے میں چلو۔“ جو کیدار شاید اس کی طرف سے مشکوک

ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے انتہائی سخت لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ ٹائیگر یوں کمرے کی طرف چل دیا جیسے وہ اپنی قلابی پر ترمیم ہو۔

ٹائیگر کو کمرے میں پہنچا کر چوکیدار نے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ بند ہوتے ہی آٹومیک لاک خود بخود بند ہو گیا تھا۔ چوکیدار چند لمحوں تک خاموش کھڑا اندر کی سن گن بٹا رہا۔ آگے بڑھ گیا۔

ٹائیگر اب المینان سے بستر پر لیٹ گیا۔ کیونکہ اب اس نے سٹور روم کا دروازہ دیکھ لیا تھا اور کسی بھی وقت وہ اپنا ٹراںسمیٹر نکال کر دے سکتا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق فی الحال ایسا کرنا مناسب نہیں تھا کیونکہ اس کی تیز نظروں نے چوکیدار کی آنکھوں میں شکوک کی لہر میں موجزن دیکھ لی تھیں۔ چنانچہ اس نے بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔

تقریباً دو گھنٹے تک وہ خاموشی سے لیٹا رہا چہرہ اٹھا۔ اس نے سیرنگ کی تار سے لاک کھولا اور دروازہ کھول کر باہر پادری میں جھکا رہا پادری سنان بقی ٹائیگر نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا اور پادری کے ساتھ مل کر آگے بڑھنے لگا۔ قوڑی دیر بعد وہ سٹور روم کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور اندر کسی کو نہ دیکھ کر اس نے سیرنگ کی تار سٹور روم کے لاک میں ڈالی اور ایک لمحے کی کوشش کے بعد وہ لاک کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ لاک کھلتے ہی اس نے بڑے آرام سے دروازہ کو دیا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اندر گہرا اندھیرا تھا۔ اندھیرا اس نے اپنے پیچھے احتیاطاً دروازہ بند کر دیا۔ اس کا خیال تھا کہ بغیر

بغیر جلائے وہ اپنا لباس نہیں ڈھونڈ سکے گا۔ اور اگر دروازہ کھلا رہا تو لائٹ باہر بھی جاسکتی ہے۔ چنانچہ دروازہ بند کر کے وہ آگے بڑھا اور پھر اس نے باقی بڑھا کر دیوار پر لائٹ کا سوئچ ڈھونڈنے کی کوشش کی۔ اس کا ہاتھ دیوار پر گھسٹا رہا۔ مگر اسے کہیں بھی سوئچ نہیں ملا اور بھی وہ بالواس نہیں ہوا تھا کہ ایسا تک چٹ کی آواز آئی اور کمرہ روشن ہو گیا۔ ٹائیگر چونک کر سیدھا ہو گیا اور پھر اس کی آنکھوں میں تعجب کے آثار چھینے پڑے۔ کیونکہ کمرے میں اس وقت پانچ مشین گن برہدار اپنی مشین گنوں کا رخ اس کی طرف کے کمرے سے تھے اور ان کے درمیان میں جگال کھڑا بڑے پراسرار انداز میں مسکرا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں رونک چمک تھی۔

کیا خیال ہے مشر ٹائیگر آپ یہاں کیا لینے آئے تھے۔ جگال نے بڑے طعنے انداز میں کہا۔

اور ٹائیگر آپ یہ سوچ رہا تھا کہ بات تو کھلی ہی گئی ہے اس لئے سادہ بازی سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ مگر اس کے باوجود اس نے آخری دھمکی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

مشر جگال آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرے کپڑے پھٹ گئے ہیں اور مجھے پتہ نہیں کہ سونے کی عادت نہیں ہے۔ میں نے آپ کے پرکھنے سے درخواست کی کہ وہ آپ کو بلا لائے تاکہ آپ مجھے سٹور سے دوسرے کپڑے نکال دیں۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ آخر تک آکر میں خود کپڑے لینے آیا ہوں۔

ٹائیگر نے بڑے المینان اور سکون بھرے لہجے میں کہا۔

اندرا بستر پر بیٹھا ہوا ٹائیگر انتہائی عجیب صورت حال سے دوچار ہو چکا تھا۔
عمران کو مطلع کرنے والا مسکند پھر رہ گیا تھا۔ ادرا اب تو اس کی طرف سے
مشکوک ہونے والا پیرا بلیم حقیقت بھی بن سکتا تھا۔ ادرا اگر بار بار کاہتی نے
سیر رحمان کے میک اپ میں اپنا کوئی آدمی اسے بچ کر لیا تو اس کا نتیجہ سید
جیسا نکلتے گا۔ مگر اب وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ صبح گریٹ
باس کے پاس حاضری ضرور دینی پڑے گی اور بچانے گریٹ باس اس کے
متعلق کیا فیصلہ کرے۔ البتہ ایک بات تو لازم ہو چکی ہے کہ وہ اس کی
طرف سے مشکوک ہو چکے ہیں۔ لہذا وہ اپنے طور پر ضرور تحقیقات کریں گے۔
اور جو سکتے ہیں کہ وہ اس کا لباس چیک کر کے اس سے ٹرائسیر برآمد کر
لیں۔ اگر انہوں نے ٹرائسیر برآمد کر لیا تب وہ ایک لمحے میں اسے گولی
ماریں گے۔ مگر اب وہ خود ہی طویل پر باس بھی نہیں نکلتا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ
صبح پہلے دار باس موجود تھے اور دوسری بات یہ کہ ابھی بجائے کی بچاؤ
فیصلہ گنجائش باقی تھی۔ ہو سکتا تھا کہ معاملات ٹھیک ٹھاک ہو جائیں اور
"جنرل کافی" کی جان بچانے میں کامیاب ہو جائے آخر سوچ سوچ کر اس
نے یہی فیصلہ کیا کہ صبح گریٹ باس کے فیصلے کے بعد دیکھا جائے گا۔
چنانچہ وہ ایمینان سے بستر پر لیٹ کر سو گیا۔

"مسٹر ٹائیگر سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کے کپڑے کیسے بچے
گئے اور اگر بچٹ بھی گئے۔ تو یہ کوئی بات نہیں کہ آپ ان کپڑوں سے
ایک رات بھی نہیں گزار سکتے۔ اس کے علاوہ آپ کے کمرے کا دروازہ
لاک تھا آپ نے اسے کیسے کھولا پھر یہ سنو۔ روم کا دروازہ لاک تھا کیا
سب کچھ آپ نے کپڑے تبدیل کرنے کے لئے کیا ہے؟"
جیکال نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

"مسٹر جیکال آپ جانتے ہیں کہ میری تمام زندگی جرائم میں گزری ہے
اس لئے یہ دروازہ کھولنا میرے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔"
ٹائیگر کا بوجھ اب بھی ایمینان سے پڑتا تھا۔

اب جیکال بھی قدم سے شش و پنج میں پڑ گیا۔ کیونکہ ٹائیگر کے حوالہ
اور باتوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ جسے وہ اہم سمجھتا ہے ہوتے تھے۔ وہ دراصل
ایک معمولی بات ہے۔

"ٹھیک ہے آپ لباس لے جا سکتے ہیں۔ صبح گریٹ باس اس
محلے کا فیصلہ کرے گا۔"

جیکال نے کچھ سمجھتے ہوئے کہا اور پھر اس کے اشارے پر ایک آدمی
نے الماری کھول کر ایک اور لباس نکال کر ٹائیگر کی طرف پیش کیا۔
اسے وہ لباس وہیں پہننے کا اشارہ کیا۔

ٹائیگر نے خاموشی سے لباس تبدیل کیا۔ جیکال نے اس کے ساتھ
پکڑا ہوا سپرنگ بھی وہیں رکھوا دیا اور پھر اسے واپس چلنے کے لئے کہا۔ ٹائیگر
کو اس کے کمرے میں دھکیل کر دروازہ بند کر دیا گیا اور مسلح آدمی مشعل اس
کے دروازے پر پہرہ دینے لگے۔

بلیک نہیرو نیم خوابیدگی کے عالم میں تھا۔ گو اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے اور ہوش و حواس میں رہنے کی مسلسل کوشش کی تھی۔ مگر لمحے میں لڑائی کے دوران مجرم کی ضربیں کچھ اس طرح اس کے سر پر پڑیں تھیں کہ اسے اپنے آپ کو سنبھالنے میں بے حد دشواریاں آ رہی تھیں اور تاریکی بار بار اس کے ذہن پر چھاپے مار رہی تھی۔ مگر اپنی بے پناہ قوتِ ارادی کے بل پر وہ ہر بار اس کے گنگنے سے نکل جانے میں کامیاب ہو جاتا۔ اس کوشش میں اس کی ذہنی حالت نیم خوابیدگی کا شکار ہو گئی تھی۔

بلیک نہیرو کو اچھی طرح احساس تھا کہ اگر وہ مکمل طور پر بے ہوش گیا ہو گیا۔ تو پھر مجرموں کے سامنے اس کا بھرم کھل جائے گا۔ انہوں نے دراصل یہ تمام ڈرامہ تو اس لئے کھیلا تھا کہ کسی طرح وہ مجرموں کے ہینڈ کوڈر ٹھٹک پہنچ جائیں۔ اس سے ان کا یہ تو مقصد قطعی نہیں تھا کہ ایکسٹو بے بسی کی حالت میں ان کے رحم و کرم پر پڑا رہے اور ہوش ہو جائے کے بعد تو ایسا ہی ہونا تھا اور ہو سکتا تھا کہ مجرم بے ہوشی کے دوران ہی اسے گولی مار دیں۔ اس لئے وہ ہوش و حواس سنبھالنے کی جان توڑ ذہنی کوشش کر رہا تھا۔ مگر چوٹیں کچھ اس بھر پور انداز میں پڑی تھیں

کہ بے پناہ کوشش کے باوجود اس کی ذہنی کیفیت بے ہوشی کے زیادہ نزدیک ہوتی جا رہی تھی اور پھر اسے اس وقت تک توقع سے ہوش تھا جب عمران نے اسے کار میں لٹایا اور خود اس کے قریب بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے جان بوجھ کر ٹرانسمیٹر وایح عمران کی طرف بڑھائی تھی۔ تاکہ وہ اس کا ڈنڈیشن آن کر کے سیکورٹ سروس کے ممبران کو الرٹ کر دے اگر وہ چاہتا تو کھڑے میں داخل ہونے سے پہلے بھی ایسا کر سکتا تھا۔

مگر اس کو اس نے مناسب نہیں سمجھا۔ وہ ممبران کے سامنے اپنی اس جنگ کا جس میں آخر اس نے مغلوب ہو جانا تھا۔ ریڈیائی منظر واضح نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح ایکسٹو کے وقار کو ٹھیس پہنچتی تھی۔ مگر جب عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا تو اس کی تقوڑی سی دیر بعد اس کے ذہن میں تلمی کی نے اتنی زبردست یقار کی کہ وہ اس کا دار نہ سمجھ سکا اور آخر کار ہوش کی سرحدوں سے نکل کر بے ہوشی کی دلدلی میں داخل ہو گیا۔ پتا چکہ اس کے بعد اسے کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوا اور کیا نہ ہوا۔ اس کی آنکھیں جب دوبارہ کھلیں تو اس نے اپنے آپ کو ایک گتے سے دار سیٹ پر پڑا پایا اور اس کے باوجود تمام حجم جھڑکے کی بیٹیوں سے بندھا ہوا تھا۔ البتہ اس کا نقاب ابھی تک اس کے منہ پر تھا اور پھر اس نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا تو اس کے ذہن کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو ایک جیلی کا پٹر میں موجود پایا تھا اور جس سیٹ پر وہ بندھا ہوا تھا۔ وہ جیلی کا پٹر کی قطعی نشست تھی۔ اس کے علاوہ جیلی کا پٹر میں صرف ایک پائلٹ موجود تھا۔ جس کی اس کی طرف پشت تھی اور جیلی کا پٹر کی کمر کیوں پر جب اس نے نظر ڈالی تو اسے معلوم ہو گیا کہ جیلی کا پٹر

ضامین پر داند کر رہا ہے۔ بلیک زیرو نے سیٹ پر ستر کا کر ایک طرف
سانس لی عمران غائب تھا

اور اس بات پر وہ حیران تھا کہ آخر عمران کہاں سے گیا
بلیک کا پٹر کی پرواز اور عمران کی عدم موجودگی تو ان کے منصوبے سے
ہی بات تھی اس نے سوچا کہ اس کا مطلب یہی ہے کہ باندی ان کے
خاترے فی الحال نکل چکی ہے اور اب گیند مجرموں کے کورٹ میں جا چکی ہے
بہر حال وہ اس سلسلے میں زیادہ پریشان نہیں تھا۔ کیونکہ اسے نہ صرف اپنی
صلاحیتوں پر اعتماد تھا۔ بلکہ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ عمران کو ڈاچ دینا
مجرموں کے لئے تقریباً ناممکن ہو گا۔ اس لئے جو بھی ہو گا۔ بہتر ہی ہو گا۔ اور
پشت پر بندھے ہونے کی وجہ سے اسے یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ آیا
فرانسیر ڈاچ اس کے ہاتھ میں ہے یا اتار دی گئی ہے۔ وہ خاموش آنکھیں
بند کئے پڑا رہا۔ اب اس کے ذہن سے دھند بالکل صاف ہو چکی تھی اور
وہ ذہنی طور پر بالکل تروتازہ تھا۔ مگر فی الحال چونکہ وہ کچھ کہنے کے قابل
نہ تھا۔ اس لئے خاموش پڑا رہا۔

کھڑکی دیکھ کر بعد اس سے محسوس کیا کہ بلیک کا پٹر کی بلند می تیزی سے
کم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ وہ نیچے اتر رہا تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ ایک
جھکے سے نیچے کہیں ٹپک گیا تھا۔ بلیک کا پٹر کے ٹپکنے کی پائلٹ نے ایک
بار مڑ کر دیکھا اور پھر بلیک زیرو کو آنکھیں بند کئے پڑا دیکھ کر وہ بلیک کا پٹر
کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

دروازہ کھلتے ہی بلیک کا پٹر کے ہنگھوں کا بے پناہ شور ایک لمحے
کے لئے بلیک زیرو کے کانوں سے مٹ گیا اور دوسرے لمحے دروازہ بند

ہوتے ہی ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ بلیک زیرو سمجھ گیا کہ مجرموں کا بلیک
کا پٹر بالکل نیا اور جدید ساخت کا ہے۔ اگر یہ پڑانا ہوتا تو یقیناً اس کا
سائڈ وینڈو کسٹم آئنا چھانہ ہوتا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد بلیک کا پٹر کا دروازہ ایک بار پھر کھلا
باندی بھول کا شور بلیک زیرو کے کانوں تک نہ پہنچا تھا۔ اس کا مطلب
تھا کہ بلیک کا پٹر کے ٹپکنے ایسی گردشوں کو کچلے گئے تھے۔ البتہ دروازہ کھلتے
ہی چار قوی سیکل غیر ملکی اندر داخل ہوتے۔ وہ قطعی خالی ہاتھ تھے۔ وہ
سیدھے بلیک زیرو کی سیٹ کی طرف بڑھے۔ اور عمران میں سے
ایک نے بلیک زیرو کی سیٹ کے نیچے کھٹکا کیا۔ اور دوسرے نے لمحے
چاروں آدمیوں نے اس کی سیٹ کو دونوں طرف سے پکڑا۔ اور
ستر بکیر کی طرح اوپر اٹھا لیا۔ اور پھر وہ بلیک زیرو کو سیٹ سمیت
بلیک کا پٹر سے باہر نکال لائے۔ بلیک زیرو نے تیم باڈ آنکھوں سے
دونوں کا بار بار دیکھا۔ تو اسے محسوس ہوا کہ بلیک کا پٹر کسی خاصی بڑی عمارت
کی گت پر اتر رہا ہے اور پھر وہ بلیک زیرو کو اٹھائے سیریلیاں اترتے
پہنچے گئے۔ سیریلیاں اترنے کے بعد وہ دو بار بار یوں میں کھوئے۔ اور
ایک بار پھر سیریلیاں اترنے لگے اس طرح بار بار سیریلیاں اترنے سے
بلیک زیرو کو معلوم ہوا کہ یہ عمارت پانچ منزلہ ہے۔ اور پھر ایک کمرے
کے درمیان میں بلیک زیرو کی سیٹ کو رکھ دیا گیا۔

کمرے میں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ سیٹ کو زمین پر رکھنے کے بعد
دو چاروں آدمی کمرے سے باہر چلے گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ
بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ دروازہ بند ہونے کے بعد یکدم جیٹ

کی آواز آئی اور کمرہ یکدم تیز روشنی سے منور ہو گیا۔

اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے آنکھیں کھول دیں۔ کیونکہ اب بے ہوشی کا ناکام رجائے رکھنا بے سود تھا۔ اس طرح اسے نقصان پہنچ سکتا تھا۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے دیکھا کہ وہ غاصے بڑے کمرے میں موجود ہے۔ جس میں سانسے پانچ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر پانچ غیر ملکی بیٹھے تھے اور ان کے درمیان میں ایک کافی اونچی بیچ پر ایک دست بڑی صوف نما کرسی موجود تھی جس پر ایک یحیم یحیم غیر ملکی سماجیاتی غیر ملکی کی تیز چمک دار عتابی آنکھیں بلیک زیرو پر جمی ہوئی تھیں اور کمرے میں چاروں طرف بریں گنوں اور مشین گنوں سے مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔ پھر بالائیں کے اشارے پر دو آدمیوں نے بڑھ کر بلیک زیرو کی بدست کھولیں اور اسے کھڑا ہونے میں مدد دی۔ اتنی دیر تک مسلسل ہنسنے دے کی وجہ سے بلیک زیرو کے ہاتھ پاؤں اس پر گر رہے تھے۔ اس نے وہ ایک دو بار لڑکھڑایا مگر جلد ہی دورانِ ثواب دوبارہ جادوئی ہونے سے وہ سنبھل گیا اور پھر ایک آدمی نے ایک کونے میں بیٹھ کر سی اٹھا کر بیٹ کے قریب رکھی اور بلیک زیرو کو اس پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ بلیک زیرو غاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھے ہی بالائیں کے اشارے پر بارلب کھولے۔

”ہم ہاراکا۔ ہی کی طرف سے اس ملک کی سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو خوش آمدید کہتے ہیں۔“

اس کے بعد میں طنز کی شدید کاٹ تھی۔
”ایکسٹو! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے جناب۔ میرا سیکرٹ سروس

کے چیف ایکسٹو سے بھلا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ بلیک زیرو نے تعجب سے بے میں جواب دیا۔

”بہت خوب! اب آپ کو ایکسٹو ہونے سے بھی انکار ہے جب کہ آپ کے چہرے پر پڑا جو انقلاب آپ کے اکسٹو ہونے کی پہلی گواہی ہے۔“

بالائیں نے جو یقیناً گریٹ باس کی تھا۔ بڑے مسخرانہ ہنسنے میں کہا۔

”اگر آپ ہر انقلاب پوش کو ایکسٹو سمجھتے ہیں تو ہر گستاخی معاف ہے زیادہ اہم اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہوگا۔“
بلیک زیرو نے بڑے طنز سے بے میں جواب دیا۔

”حق کے غلط پروگریٹ باس کے چہرے کا رنگ یکدم شہ ج ہو گیا۔ اس نے آدمیوں کے درمیان بلیک زیرو سے جس جیسا کا انداز میں اسے حق کہا دیا تھا۔ اس نے اپنی زبردست توہین محسوس کی۔ چنانچہ اس بار اس کے بعد میں بے پناہ ورشتی تھی۔“

”یوشٹ اپ تم نہیں جانتے کہ تم اس وقت کہاں ہو۔ تمہیں ہاراکا ہی کے متعلق ضرور علم ہوگا۔ کہ اس تنظیم کے کسی رکن کی توہین کرنے ہاراکا کی ذمہ داری نہیں سچا۔ چہ جائیکہ اس کے باس کی توہین کی جائے۔“
گریٹ باس فحشے کی شدت میں آپ سے تم پر اترا یا تھا۔

”بڑی جلدی تم خوشن اعلیٰ کا مصنوعی لبہ وہ آواز کراہتی اصلیت مانگے۔ ویسے تم اپنے ذہن سے یہ غلط فہمی نکال دو کہ میں ایکسٹو ہوں۔ تمہیں کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔“ بلیک زیرو نے اسی طرح

گریت باس نے بخور بلیک زبرد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنے
آدھوں کو حکم دیا۔ وہ بلیک زبرد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس
لئے بیٹھا تھا تاکہ بلیک زبرد کی آنکھوں کے ہلے ہوئے تاثرات
سے وہ کوئی اعذارہ لگا لے۔ مگر بلیک زبرد کی آنکھوں میں اس کا یہ حکم
سُسن کر بھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ وہ اسی طرح اطمینان سے
بیٹھا تھا۔

آخر یہ دس منٹ بعد ایک کافی بڑی مشین ٹرالی پر پہنچ کر وہ
گھرے میں لے آئے۔ انہوں نے اس مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک سیٹ
بلیک زبرد کے چہرے کے سامنے کر دیا۔ اس سیٹ پر جیکب ار سفید رنگ
کی سیٹ لگی ہوئی تھی اور پھر انہوں نے مشین چلا دی اور سفید رنگ کی
سیٹ سے فیر سرائی لہریں نکل کر بلیک زبرد کے چہرے سے گزرتے گئیں۔
ان مردوں کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ مگر بلیک زبرد اس سیٹ کو دیکھ
کر ہی سمجھ گیا تھا کہ اس سے دیکھا لہریں نکل رہی ہیں۔ مگر اسے قطعی اطمینان
تھا کہ اس کا میک اپ میک نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ عمران نے ان
سبوں سے بچنے کے لئے باقاعدہ میک اپ پر ریسرچ کی تھی۔ اور اس
ریسرچ کے نتیجے میں جو بلاسٹک میک اپ سیشن فارمولے سے کیا جاتا
تھا اس کی تجویز کردہ کمیٹیز کے بغیر نہ اترتا تھا اور نہ میک اپ کیا جاسکتا تھا
میک اپ کو عمران نے ایس ایف میک اپ کا کوڈ نام دیا تھا۔ اور چونکہ
ان وقت بلیک زبرد کے چہرے پر ایس ایف میک اپ تھا۔ اس لئے
اطمینان سے بیٹھا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ سیٹ بلیک زبرد کے سامنے
رہنا دیا گیا۔ اور مشین بند کر دی گئی۔

اطمینان سے پُرجے میں جواب دیا۔

پھر تم کون ہو اور یہ تم نے چہرے پر نقاب کیوں نہیں رکھا ہے
گریت باس نے غصے سے چیختے ہوئے جواب دیا۔

میں جو بھی کوئی ہوں اس سے تمہیں کوئی مطلب نہیں ہونا چاہئے
باقی رہا یہ نقاب تو یہ میں صرف اس لئے پہنتا ہوں کہ میرا چہرہ اگر
میں جل کر اتنا بھیانک ہو چکا ہے کہ کوئی شخص میرے چہرے پر ایک
نہیں ڈال سکتا۔

بلیک زبرد جو پہلے ہی سے تیار ہو کر آیا تھا جواب دیا۔

”ایسا نقاب انارڈو ہم ایکسٹو کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہیں
گریت باس نے ٹھکانے میں کہا۔

اور بلیک زبرد نے ہاتھ اپنے نقاب کی طرف بڑھایا۔
لحے اس نے جھکے سے اپنے چہرے سے نقاب کھینچ لیا۔ گریت باس
اس کے ساتھی جو بڑے استثنیٰ سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے
کے لئے نقاب چہرے پر نظریں پڑتے ہی حیرت سے اچھل پڑے
دوسرے لمحے وہ اپنی آنکھیں لا شعور سی طور پر بند کرنے پر مجبور ہوئے
تھے۔ کیونکہ بلیک زبرد کا چہرہ اتنا بھیانک اور خوف ناک تھا کہ جس
تصویر بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو بلیک زبرد وہاں اپنے چہرے
پر نقاب چڑھا چکا تھا۔

”میک اپ چیکنگ مشین لے آؤ۔ میرا خیال ہے یہ میک اپ
بہتر ہے۔“

گریت باس نے بغور بلیک زبرد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنے
اومیوں کو حکم دیا۔ وہ بلیک زبرد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس
نے بیٹھا تھا تاکہ بلیک زبرد کی آنکھوں کے بدلے ہوئے تاثرات
سے وہ کوئی اذراہ لگا لے۔ مگر بلیک زبرد کی آنکھوں میں اس کا یہ حکم
سُن کر بھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ وہ اسی طرح اطمینان سے
بیٹھا تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد ایک کافی بڑی مشین ٹرائی پر پہنچ کر وہ
گھرے میں لے آئے۔ انہوں نے اس مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک سیٹڈ
بلیک زبرد کے چہرے کے سامنے کر دیا۔ اس سیٹڈ پر ٹیکہ اور سفید رنگ
کی میٹنگی ہوئی تھی اور پھر انہوں نے مشین چلا دی اور سفید رنگ کی
میٹنگ سے غیر سرئی لہریں نکل کر بلیک زبرد کے چہرے سے اُکراتے گئیں۔
ان لہروں کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ مگر بلیک زبرد اس میٹنگ کو دیکھ
کر ہی کوئی گھبراہٹ اس سے دیکھا لہریں نکل رہی ہیں۔ مگر اسے قطعی اطمینان
تھا کہ اس کا میک اپ چیک نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ عمران نے ان
خیموں سے بچنے کے لئے باقاعدہ میک اپ پر ایسرج کی تھی۔ اور اس
ایسرج کے نتیجے میں جو بلاسٹک میک اپ سیشن مارمولے سے کیا جاتا
تھا اس کی تجویز کردہ کمیٹیز کے بغیر نہ اترتا تھا اور نہ چیک کیا جاسکتا تھا
میک اپ کو عمران نے ایس ایف میک اپ کا کوڈ نام دیا تھا۔ اور چونکہ
وقت بلیک زبرد کے چہرے پر ایس ایف میک اپ تھا۔ اس لئے
اطمینان سے بیٹھا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ سیٹڈ بلیک زبرد کے سامنے
کھڑا دیا گیا۔ اور مشین بند کر دی گئی۔

اطمینان سے پُرجے میں جواب دیا۔

پھر تم کون ہو اور یہ تم نے چہرے پر نقاب کیوں پہن رکھا ہے۔
گریت باس نے غصے سے چیختے ہوئے جواب دیا۔

میں جو بھی کوئی ہوں اس سے تمہیں کوئی مطلب نہیں ہونا چاہئے۔
باقی رہا یہ نقاب تو یہ میں صرف اس لئے پہنتا ہوں کہ میرا چہرہ
میں جل کر اتنا بھیانک ہو چکا ہے کہ کوئی شخص میرے چہرے پر ایک
نہیں ڈال سکتا۔

میک زبرد جو پہلے سی سے تیار ہو کر آیا تھا جواب دیا۔

ایسا نقاب انا دو۔ ہم ایک شو کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہیں۔
گریت باس نے ٹھکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور بلیک زبرد نے ہاتھ اپنے نقاب کی طرف بڑھایا۔
لحے اس نے جھکے سے اپنے چہرے سے نقاب کھینچ لیا۔ گریت باس
اس کے ساتھی جو بڑے اشتیاق سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے
کے بے نقاب چہرے پر نظریں پڑتے ہی حیرت سے اچھل پڑے۔
دوسرے لمحے وہ اپنی آنکھیں لاشعور کی طور پر بند کرنے پر مجبور
تھے۔ کیونکہ بلیک زبرد کے چہرہ اتنا بھیانک اور خوف ناک تھا کہ
تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو بلیک زبرد وہ بارہ اپنے
پر نقاب پڑھا چکا تھا۔

میک اپ چیکنگ مشین لے آئے۔ میرا خیال ہے۔ میک اپ
ہے۔

یہ ایک اب میں نہیں میں " مشین میں نے باؤنڈ گریٹ باس
کو فتح سے مطلع کیا اور گریٹ باس کے چہرے پر شدید ترین تعبیر
کے آثار پھیلنے لگے۔ وہ یہ تصور نہیں کر سکتا تھا کہ ایک سو بیس ایک
کے اتنے بھانک چہرے کا مالک ہوگا۔

"ٹھیک ہے مشین نے جاؤ۔" گریٹ باس نے حکم دیا اور پھر پھر
تک بغور ایک زیر و کو دیکھا رہا۔ جیسے کسی فیصلے تک نہ پہنچ رہا ہو چہرہ
نے کندھے تھلے اور ایک زیر و سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"تم اگر ایک سو نہیں ہو تو ہمارے لئے بیکار ہو۔ اس لئے تمہارا ایک
لمحے کے لئے بھی زندہ رہنا ہمارے لئے بوجھ کی حقیقت رکھتا ہے اور
تم ایک سو ہو تو پھر تم سے مزید گفتگو کر سکتے ہیں اب تو ہاں یا نہیں
جواب دو کہ تم ایک سو ہو کہ نہیں۔ تمہارے جواب پر ہی تمہاری موت اور
زندگی کا انحصار ہے۔"

گریٹ باس کا بوجھ قطعی سپاٹ تھا۔ اب ایک زیر و کے
عجیب کش کش کا لمحہ آگیا۔ وہ یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ گریٹ
کی بات کا کیا جواب دے اگر وہ ایک سو ہوئے سے انکار کر دے تو
یقیناً یہ لوگ فوراً اسے گولی مار دیں گے اور چالیس چالیس مشینیں
اور ہرین گنوں سے سج جانا قطعی ناممکن تھا اور اگر وہ ایک سو ہوئے
کہہ لیتا ہے تو یہ انتہائی غلط اقدام ہوگا۔ ادھر عمران کا آدمی تک کوئی
تھا۔ اس لئے وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔

"جواب دو میرے پاس فالٹو وقت نہیں ہے۔ کہ میں تم سے
آدمیوں پر صرف کرتا ہوں۔"

گریٹ باس نے زبردستی بچے میں جواب دیا۔
"میں ایک سو نہیں ہوں۔" آخر ایک زیر و نے انکار کر دیا مجبوروں کے
سامنے اپنے آپ کو ایک سو ثابت کرنا سیکرٹ سروس کے اصول کے
خلاف تھا۔ دوسری بات یہ تھی کہ وہ ایک سو تھا بھی نہیں اصل ایک سو
تو عمران تھا۔ اس کی حیثیت تو آدمی کی تھی اور وہ جانتا تھا کہ انکار کرنے
پر اسے فوراً گولی مار دی جائے گی مگر سیکرٹ سروس کے وقار اور است
کے لئے وہ اپنی جان کی قربانی دیتے کا فیصلہ کر چکا تھا اگر وہ نہ جاتا تو سیکرٹ
سروس پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ عمران کسی اور کو اس کی جگہ مقرر کر
دیتا آخر اس سے پہلے بھی تو ایک آدمی ایکس ٹو تھا۔ جس کی موت کے
بعد عمران نے اسے منتخب کیا تھا۔

اس کا جواب شاید گریٹ باس کے لئے قطعی غیر متوقع تھا اس
وقت تھا کہ مقابل یقیناً ایک سو تھا۔ کیونکہ جونی اس کی قید میں رہا تھا اور
جونی کی مدد سے اس کے گھر سے باقاعدہ جنگ کر کے اس نے اسے
اموال کا۔ مگر وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی شخص اتنے اطمینان سے
موت کو قبول کر سکتا ہے۔

"ٹھیک ہے اگر تم ایک سو نہیں تو پھر چھٹی کرو۔"
گریٹ باس ایک لمحے کی خاموشی کے بعد کہنا اور پھر اس کے
اشارے پر وہ مشینیں لگے بردار اس کے دائیں طرف قطار بنا کر کھڑے ہو
گئے۔ انہوں نے مشین گنوں کا رخ ایک زیر و کی طرف کر دیا۔ اب وہ
گریٹ باس کے اشارے کے غلط ٹکڑے تھے۔

ایک زیر و اسی طرح اطمینان سے کرسی پر بیٹھا رہا اس کی آنکھیں

قطعی سپاٹ یقین گریٹ باس بغور بلیک زبرد کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔ اور پھر اس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور مشین گن برداروں نے اپنی انگلیاں ٹمگ پر مضبوطی سے جما دیں۔ بلیک زبرد کو بھی احساس ہو گیا کہ اب اس کی موت میں ایک دو لمحے باقی رہ گئے ہیں مگر چونکہ اس نے سیکرٹ سروس کے وقار پر اپنے آپ کو دانستہ قربان کر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس لئے اس کی آنکھوں میں کسی قسم کی پریشانی کے اثرات پیدا نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی اس نے جان بچانے کے لئے ہرج مرج کرنے کی کوشش کی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایسا کرنا قطعی بے سود ہے اس کا اور گریٹ باس کا فاصلہ کافی سے زیادہ ہے اور مال میں پچاس پچاس مشین گن بردار موجود ہیں۔ ایک اشارے پر اس کا جسم چھلنی ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے عزت اور وقار سے مرنا قبول کر لیا اور اسی لمحے گریٹ باس نے بلیک زبرد کے اطمینان پر ہنسیلا کر ایسا ہاتھ نیچے کرنا چاہا تھا کہ اچانک قریب موجود ایک کرسی پر بیٹھا ہوا غیر ملکی اٹھ کھڑا ہوا۔ تیزی سے گریٹ باس کی طرف بڑھا اور پھر اس نے گریٹ باس کے کان میں سرگوشی کی۔

”باس ہی ایکس تو ہے یہ اس لئے مرنا چاہتا ہے تاکہ سیکرٹ سروس پہنچ جائے۔ آپ اس کی موت کا فیصلہ ملتومی کر دیں اور اسے میرے حوالے کر دیں۔ میں آدھے گھنٹے میں اس سے تمام باقیں اٹھواؤں گا۔ پھر پوری سیکرٹ سروس کو گرفتار کر کے اکٹھا قتل کر دیا جائے تو ہمارے لئے زیادہ بہتر ہے گا۔“

”نہیں تو کم اگر یہ ایکس لڑھکتا تو یقیناً موت سے خوفزدہ ہو کر اپنے آپ

کو ظاہر کر دیتا۔ گریٹ باس نے جواب دیا۔

”سر آپ اس کے اطمینان کو دیکھ رہے ہیں۔ ایسا اطمینان صرف سیکرٹ سروس کا ہیٹ ہی ظاہر کر سکتا ہے۔ اگر یہ کوئی اور ہوتا تو وقتی طور پر اپنے آپ کو بچانے کے لئے ایکس لڑھکتا اور زیادہ سودمند سمجھتا۔ اس کے اس اطمینان پر ہی تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہمارا ہاتھ صحیح آدمی تک پہنچا ہے اور یہی ایکسٹو ہے۔“

”تو کم نے اپنی بات پر اصرار کیا اور اس بار بات گریٹ باس کی سمجھ میں بھی آگئی۔“

”ٹھیک ہے تم اسے لے جاؤ۔ اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس سے راز اٹھاؤ۔ کیونکہ کل سربراہ مملکت آ رہے ہیں اور پیرسوں کا نفرنس کا دن ہے۔ اب ہم مزید لیٹ نہیں ہو سکتے۔“

اس نے جواب دیا اور پھر اس نے ہاتھ نیچے کرانے کی بجائے اپنے ہاتھ مشین گن برداروں کو پیچھے ہٹ جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے اشارے پر مشین گن بردار پیچھے ہٹنے چلے گئے۔ اور ان کو ہتھکڑیاں لگا کر بلیک زبرد نے ایک لویل سانس لی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کرسی سے اٹھنے والے غیر ملکی نے کوئی نئی ٹیم پریش کی ہوگی۔ تبھی تو گریٹ باس نے اس کی موت کا فیصلہ ملتومی کر دیا تھا۔

اسے دوم نمبر پتھر میں لے جاؤ۔ باس نے مسلح آدمیوں کو حکم دیا کہ اس مشین گن برداروں کے مشین گن کی ٹالوں پر اسے کرسی سے کھڑا کرنے اور کمرے سے باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

بلیک زبرد غاموشی سے اٹھ کھڑے سے باہر چل دیا۔

نمرے سے باہر نکل کر وہ مختلف راہداروں سے گزرتے۔ مشین لگی
بدوار بڑے چوکنے انداز میں اس کے پیچھے تھے۔ ان کا انداز اتنا
جاذب تھا کہ جیک ڈیرو نے کسی قسم کی غلط حرکت کرنے کا ارادہ
نہ کیا۔

جلد ہی وہ ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی
اس نے ایک بار پھر طویل سانس لیا۔ کیونکہ کمرے میں موجود سامان
دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ یہ دروازہ اگوائے کے لئے استعمال کیا جاتا
ہے۔ وہ محرموں کی سکیم سمجھ گیا۔ کہ وہ اب اس سے سیکرٹ ممبر
کے راز اگھوائے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ جیک ڈیرو کو ایک
کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔ اور پھر اسے کرسی پر بٹھا کر اس کے قدم
جسم کو چھڑنے کے تسموں سے کس دیا گیا۔ اس کے ہاتھ اس کی پشت
پر باندھ دیئے گئے تھے۔

اسی لمحے فو کم بھی کمرے میں داخل ہوا اس کے چہرے پر غمی
پر انداز سے مسکراہٹ تھی۔

”مسٹر ایکسٹو یہ اہم فو کم ہے اور پوری دنیا میں کسی سے جلد اطلاع
راز اگھوائے کے لئے مجھے اختیار دی تسلیم کیا جاتا ہے آج تک کبھی اب
نہیں ہوا کہ میرے سامنے کوئی سخت سے سخت آدمی آدھے گھنٹے سے
زیادہ ٹھہر سکا ہو آپ ایک ذمہ دار پوسٹ پر فائز ہیں اور آپ ان
تمام باتوں کو اچھی طرح سمجھتے ہوں گے۔ اس لئے جبر ہے کہ آپ
ہی اپنے اور سیکرٹ ممبروں کے متعلق تمام تفصیلات مجھے بتادیں اگر
ایسا کریں تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کم از کم آپ کو موت کی

سزا نہیں دی جائے گی۔“

فو کم نے ایکسٹو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مسٹر فو کم جہاں تک موت کا تعلق ہے۔ تم نے دیکھ لیا ہو گا۔ کہ
مجھے اس کا قطعی خوف نہیں ہے اور جہاں تک سیکرٹ ممبروں سے کوئی
تعلق ہے۔ میرا سیکرٹ ممبروں سے کوئی رابلہ نہیں ہے اس لئے میں
مبہور ہوں اس کے باوجود اگر تم مجھ پر تشدد کرنا چاہتے ہو تو تمہارا ہی
مرحمتی۔“

جیک ڈیرو نے جواب دیا۔

فو کم چند لمحوں تک خاموش کھڑا ایک ڈیرو کو گھورتا رہا۔ آہستہ
آہستہ اس کے چہرے پر غصے اور تحفظ واپس کے آثار نمایاں ہوتے چلے
گئے۔ وہ سرے لئے جب اس نے زبان کھولی تو اس کا ہجرتیہ حد
بہرہ تھا۔

مجھے افسوس ہے کہ تم نے میری بات نہیں مانی۔ اس لئے مجھے
اب وہ طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔ جو میں کم از کم تمہارے ساتھ اختیار نہیں
کرنا چاہتا تھا۔

فو کم نے کہا اور پھر اس نے قریب کھڑے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور
وہ آدمی تیزی سے ایک طرف بڑھا اور پھر دیوار کے قریب پڑ ہی ہوئی
ایک چھوٹی سی مشین اٹھا کر جیک ڈیرو کے قریب آیا یہ مشین چھوٹا
سائز انسیر معلوم ہو رہی تھی۔ اس میں سے ایک تار باہر نکلی ہوئی تھی۔
جس کے سرے پر ایک کلب لگا ہوا تھا۔ اس نے وہ کلب جیک ڈیرو
کی پیر کی انگلی پر چڑھایا اور پھر خود اس مشین کو ہاتھ میں اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔

فوکم خاموش کھڑا یہ سب کا رد واتی دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے اس آدمی کو آنکھ کا اشارہ کیا اور اس نے ہٹن دیا۔ مٹین کا ہٹن آن ہوتے ہی بلیک زبرد کو ایسے محسوس ہوا۔ جیسے اس کے تمام جسم کو چوٹیاں کاٹ رہی ہوں۔ پہلے چند لمحوں تک وہ اسے برداشت کرتا۔ مگر جوں جوں وقت گزرتا جاتا تھا تکلیف کی شدت میں تیزی آتی جا رہی تھی۔ اور پھر وہ تین منٹ کے بعد تو اسے یوں محسوس ہوا کہ جسے اس کے تمام جسم میں شدید غارش شروع ہو گئی ہو۔ بلیک زبرد کا چہرہ تکلیف کی شدت سے سیاہ پڑ گیا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ اپنی بوٹیاں فوج ڈالے مگر وہ دانت پیچھے مٹھاتا تھا۔ تکلیف مسلسل بڑھتی چلی جا رہی تھی اور اب وہ ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی۔ مگر بلیک زبرد نے اپنے ذہن کو بلیک کر لیا تھا۔ اس نے وہ اس تکلیف کو برداشت کئے جا رہا تھا۔ وہ نہ یہ تکلیف کچھ اس قسم کی تھی کہ بلیک زبرد کا جی چاہتا تھا کہ تجھیں لڑنا شروع کر دے۔ جب تکلیف حد سے باہر ہو گئی تو اچانک بلیک زبرد بول پڑا۔

”یہ تو بڑا فرسودہ طریقہ استعمال کیا ہے تم نے مسٹر فوکم اگر اس آئے کی بنا پر تم اپنے آپ کو تشدد پر اتھارہ بی سمجھے۔ جیسے ہو تو مجھے تہہ ذہن پر افسوس ہے۔“

بلیک زبرد کا لہجہ حیرت انگیز حد تک اطمینان سے پڑھا۔

اور بلیک زبرد کی اس بات کا اثر فوکم پر توقع کے عین مطابق ہوا۔ اس نے تھلا کر مٹین بند کرنے کا اشارہ کیا اور اس کے آدمی نے ہٹن آف کر دیا اور بلیک زبرد کی انگلی سے کلپ اتار لیا۔ مٹین بند ہوتے

ہی بلیک زبرد کے جسم میں تکلیف کی شدت یکدم مدہم پڑ گئی اور آہستہ آہستہ اس کا جسم سکون پذیر ہوتا چلا گیا۔

”میں نے دراصل اس آئے سے تمہاری قوت برداشت آزمائی تھی اور مجھے خوشی ہے کہ کافی دنوں کے بعد مجھے کسی مضبوط اعصاب کے مالک سے واسطہ پڑا ہے۔“ مگر تم یقین کر دو کہ اب جو طریقہ میں تم پر استعمال کرنے والا ہوں وہ ایک لمحے میں تمہاری قوت ارادی کو پاش پاش کر دے گا۔ اور تم سب کچھ بتانے پر مجبور ہو جاؤ گے۔ فوکم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر خود گھرے میں بنی ہوئی ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اور اسی لمحے بلیک زبرد کو ایک ناممکن ترکیب سوجھ گئی۔ اگر وہ اس ترکیب پر عمل کرے تو وہ اس تکلیف کو محسوس نہ کر سکتا تھا۔ اور اس کے لئے اسے عمر ان کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ وہ چاہتا تو یہاں سے فرار بھی ہو سکتا تھا۔ مگر اس طرح ان کا مقصد عمل نہیں ہوتا تھا۔ ہو سکتا تھا مجرموں کا کوئی اور ٹھکانہ بھی موجود ہو۔ یا وہ کسی ایسے پردہ گام پر عمل کر رہے ہوں جس میں ہیڈ کوارٹر کے تباہ ہونے کے باوجود وہ پاکستیا کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ کامیاب ہو جائیں اس لئے اس نے اس ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

اسی لمحے فوکم الماری سے ایک چھوٹا سا میڈ فون نما آلہ اٹھائے اس کی طرف واپس مڑا۔ جیسے ہی وہ قریب آیا۔ بلیک زبرد نے اس سے مطالبہ ہو کر کہا۔

”میں نے فیصلہ کر لیا ہے مسٹر فوکم کہ اپنے آپ کو خواہ مخواہ تکلیف دینے کی بجائے یہ زیادہ بہتر ہے کہ حالات سے سمجھوتہ کر لیا جائے۔“

"ٹھیک ہے مگر تم تمام آدمیوں کو کمرے سے باہر بھیج دو میں اپنے مکان کے اتنے اہم مائد عام آدمیوں کے سلسلے نہیں بتلا سکتا۔ تمہیں کسی قسم کا فکر نہیں کرنا چاہیے۔ میں بندھا ہوا ہوں اور بندھا ہوا آدمی مرے ہوئے کے برابر ہوتا ہے۔"

ٹھیک نے بندھے ایک اور شرط پیش کی۔
"یہ ہمارے خاص آدمی ہیں تم جو کچھ بتلانا چاہتے ہو۔ ان کے سلسلے بتلا دو۔ پس یہ سمجھو کہ یہ موجود نہیں ہیں۔"
فوکم نے جواب دیا۔

"اگر تمہیں میری یہ شرط منظور نہیں تو پھر ٹھیک ہے۔ تم جو کرنا چاہو کرو۔ ویسے مسٹر فوکم اس بات کا یقین رکھنا کہ تم مجھ سے کچھ نہ اگلو سکو گے۔ میرا جسم اس معاملے میں قطعی بے حس ہے تمہیں جلدی میری اس بات کا یقین آجائے گا۔"

ٹھیک نے بندھے نے سخت لہجے میں جواب دیا۔ فوکم چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے کمرے میں موجود آدمیوں کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔
"سب تیزی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔"

اب بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو۔
فوکم نے کمرہ خالی ہو گئے ہی ٹھیک نے بندھے سے پوچھا۔
"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم دنیا کے سب سے بڑے اہمیتی ہو جو کہتے ہو کہ میں تمہیں کچھ بتلا دوں گا۔"

ٹھیک نے بندھے نے بڑے استہزائیہ لہجے میں جواب دیا اور فوکم جو بڑے شکیانی سے کسی خاص باز کے سننے کا متوقع تھا۔ ٹھیک نے بندھے کی

اس وقت حالات پر تہہ را کثروں ہے اور میں بے بس ہو چکا ہوں اس لئے میں سب کچھ بتلانے پر تیار ہوں۔"

ٹھیک نے بندھے کو لہجہ سہاٹ تھا۔
"دیر ہی گزرتی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے صحیح فیصلہ کر لیا ہے چنانچہ اب شروع ہو جاؤ اور سب کچھ صاف صاف بتلا دو۔"
فوکم اس کی اس اچانک کا یا پٹنے پر خوشش ہونے کے ساتھ ساتھ قدرے حیران بھی ہوا تھا۔

"ایسے نہیں تم اپنے پاس کو بلاؤ۔ یہ مجھے اس کے پاس لے چلو جو کچھ بھی بتلانا چاہتا ہوں۔ اس کے سننے کا حق تمہارے پاس کو زیادہ ہے۔ ٹھیک نے بندھے کو جواب دیا۔
"کہیں یہ تمہاری چال تو نہیں ہے۔ فوکم نے مشکوک لہجے میں جواب دیا۔"

"میں تمہارے کنٹرول میں ہوں مسٹر فوکم! تم جب چاہو مجھے گولی مار سکتے ہو۔ پھر اس میں کیا چال ہو سکتی ہے۔"

ٹھیک نے بندھے نے لہجے میں حیرت کا عنصر پیدا کرتے ہوئے کہا۔
"نہیں مسٹر ایکسٹو، میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ پاس نے تم سے سب کچھ اگلو آنے کا اختیار مجھے دے دیا ہے اور پاس اس وقت بے حد مصروف ہے اور دوسری بات یہ کہ میں اس تنظیم کا اہم کل ہوں اور پاس کے بعد تمام اختیارات میرے پاس ہیں اس لئے تم کچھ بتلانا چاہتے ہو مجھے بتلا دو۔
فوکم نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔"

خلاف توقع بات پر ایک لمحے کے لئے بھونچکا رہ گیا۔ مگر دوسرے لمحے اسے
 اتنا شدید غصہ آیا کہ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا۔ اور
 اس نے بڑھ کر بلیک زبرد کے چہرے پر زور دار تھپڑ رسید کر دیا۔
 مگر شاید وہ نہیں جانتا تھا کہ بلیک زبرد نے یہ سب کچھ ایک سیکم کے تحت
 کیا ہے بلیک زبرد نے فراد کا فیصلہ کرتے ہی اپنے ہاتھ چہرے کے تھوکوں
 سے آزاد کر لئے تھے۔ اس کے لئے اس نے اپنے ناخنوں میں لگے ہوئے
 تیز بلیدوں سے کام لیا تھا۔ یہ بلید دسے تو ناخنوں کے اندر فٹ تھے۔
 مگر ہاتھوں کو ایک مخصوص انداز میں حرکت دینے سے وہ باہر نکل آتے
 تھے اور چہرے کے تھوکوں کے ساتھ ساتھ بھلا کیا جھکت دیتے
 تھے۔ بلیک زبرد نے اسے غصہ بھی اسی لئے دلایا تھا تاکہ وہ اس پر
 جھپٹ پڑے اور اس طرح وہ اپنی سکیم پر آسانی عمل کر سکے۔
 جیسے ہی فوکم نے اس کو تھپڑ ملتا پایا۔ بلیک زبرد نے اچانک دو دوں
 ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑ لی اور پھر فوکم بھٹکا کھا کر اس پر گر گیا۔
 کادھکا گھٹنے سے وہ کرسی سمیت نیچے گر گیا تھا۔ مگر اس نے فوکم کی گردن
 نہیں چھوڑی۔ فوکم نے جھپٹا کر پہلے تو اپنی گردن آزاد کرانی چاہی مگر بلیک
 زبرد بھلا اتنی آسانی سے کہاں چھوڑتا تھا۔ اس نے پورے قوت سے اس
 کی گردن دہانی شروع کر دی۔ اور پھر سے مایوس ہو کر فوکم نے اس کے
 سینے پر کے مارنے شروع کر دیئے اور اسی لمحے بلیک زبرد نے اپنے
 دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور فوکم کی جگہ وہیں پر
 کمی آگئی۔ اس کی آنکھیں حلقوں سے باہر آگئیں اور چہرہ بے اعتبار
 گیا۔ بلیک زبرد نے اسی انداز میں ایک اور جھٹکا دیا۔ اور فوکم کی جگہ

یکدم ختم ہو گئی۔ اس نے ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ دیئے بلیک زبرد نے ایک
 لمحے کے لئے اس کے چہرے کو دیکھا اور پھر دھکا دے کر اسے ایک
 طرف پھینک دیا۔ وہ فرشتے پر بے حس و حرکت پڑا انتظار بلیک زبرد
 نے بڑی تیزی سے اپنے جسم پر کے ہوئے باقی بندھن کھولے اور پھر
 اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ سب سے پہلے اس نے براہ کمرہ دارہ کی اندر سے
 چٹختی چڑھا دی۔ اور پھر اس نے بڑھتی پھرتی سے اپنے پڑے اتارنے
 شروع کر دیئے۔ اپنے تمام کپڑے اتار کر اس نے بے ہوش پڑے فوکم
 کے کپڑے اتارے اور پھر اپنا لباس اس سے پہنا کر اس کا لباس خود پہن
 لیا۔ وہ یہ سب کام انتہائی پھرتی سے کر رہا تھا۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد
 اس نے اپنے سینے پر چند سی جھوٹی سیٹ کا ایک خانہ کھولا اور اس میں سے
 ایک چٹا سا باکس نکال لیا۔ اس باکس میں چھوٹی چھوٹی دس شیشیاں وجود
 تھیں۔ جس میں مختلف میٹک اپ شیدز تھے۔ اور اس کے ساتھ ایک شیشی
 میں سفید رنگ کا سیال تھا۔ اس نے اپنا نقاب اتارا اور پھر سفید رنگ
 کے سیال کے چند قطرے اس نے ہاتھوں پر ٹپکائے اور ہاتھوں کو منہ پر
 تیزی سے گرونا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کس کے دھکے کے اندر
 کی سطح پر اپنا منہ بھی دیکھتا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر موجود میٹک اپ
 اس کے ہاتھوں کی رگڑ سے تیزی سے اترتا چلا جا رہا تھا۔ جلد ہی اس کی
 اصل شکل و صورت ظاہر ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے مختلف شیشیاں کھول
 کر ان میں موجود کریم کی مدد سے اپنے چہرے پر فوکم کا میٹک اپ کرنا شروع
 کر دیا اس کے ہاتھ برق کی سی تیزی کے ساتھ چل رہے تھے۔ اور تقریباً
 دس منٹ کی محنت کے بعد اس کا چہرہ نیچے پڑے ہوئے فوکم سے بالکل

مشابہ ہو گیا۔ اس نے آخری بار آئینے میں اپنی شکل دیکھی اور پھر وہ مطمئن ہو گیا۔

اب اس نے بے ہوش فوکم کے چہرے پر میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً پانچ منٹ کی محنت کے بعد فوکم کا چہرہ بے ہوش بیسٹک ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اس کا چہرہ کسی نے آگ کے لالہ میں ڈال کر ابھی طرح جلادیا ہو۔

میک اپ کے بعد اس نے ایسا نقاب فوکم کے چہرے پر چڑھایا اور پھر اس کے جسم کو اٹھا کر اس کو سی پر ڈال دیا اور اس کے جسم کو پیر کے تسموں سے کئے لگا۔

اس سے فارغ ہونے کے بعد اس نے میک اپ بالکس دوبارہ سینے پر بندھی بلیٹ میں ڈالا اور پھر اوپر سے قمیض کے بٹن لگا دیے۔ یہ وہ تیزی سے الماری کی طرف بڑھا۔ اور اس نے الماری کھول کر اس میں موجود ایک تیز چاقو اٹھالیا۔ چاقو لے کر وہ بے ہوش فوکم کی طرف بڑھا۔ اور پھر اس نے بغیر ٹھکے چاقو کی دھار اس کی گردن پر پوندی تیزی سے چلا دی۔ فوکم کا جسم ایک بار تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن ایک ہی وار میں آدھی سے زیادہ کٹ چکی تھی اور وہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ پھر تو جیسے بلیک زبرد پر جنوں کا دورہ پڑ گیا۔ اس نے چاقو کی نوک کی مدد سے فوکم کے ہاتھوں اور پیروں کے ناکھنوں کو اکٹھا کر دیا۔ اور پھر جب وہ پیچھے ہٹا تو فوکم کی لاشیں جو اس وقت بلیک زبرد کی لاشیں نظر آ رہی تھیں بری طرح سبھ ہو چکی تھیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس پہلے بناؤ تشدد کیا گیا ہو اور بلیک زبرد کا مقصد بھی یہی ظاہر کرنا تھا۔

جب اسے ہر طریقے سے اطمینان ہو گیا۔ تو وہ دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے چٹنی کھول دی۔ چٹنی کھول کر وہ پیچھے ہٹا ہی تھا۔ اور چاہتا تھا کہ باہر موجود مسلح آدمیوں کو آواز دے کہ ہلائے کہ اچانک دروازہ کھلا اور باس اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے مسلح آدمی بھی اندر آ گئے۔ باس نے ایک نظر فوکم کی لاش پر ڈالی اور پھر سوائیل نظروں سے بلیک زبرد کی طرف دیکھنے لگا۔

یہ سخت جان نکلا باس۔ میں نے اس پر تشدد کی انتہا کر دی مگر اس نے زبان نہ کھولی۔ حتیٰ کہ میں نے اس کی شدت آہستہ آہستہ کاٹ دی۔ گرے سودہ بلیک زبرد نے فوکم کے پیچھے میں باس کو صورت حال سے آگاہ کیا۔

"مگر تم نے آدمیوں کو باہر کیوں نکال دیا تھا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ نہیں کچھ بتاتے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ میں اس لئے آیا تھا تاکہ معلوم کر دوں کہ اس نے کیا بتلایا تھا۔"

باس نے تعجب بھر سے پیچھے میں پوچھا۔

"ماں اس نے ایسا کیا تھا۔ مگر جیسے ہی آدمی باہر نکلے اس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ مجھے اس نے اپنے ہاتھ کیسے آزاد کرانے تھے۔ برائی مشکی میں اس پر قابو پایا۔ وہ شاید اس طرح مجھے قابو کر کے خراب ہونے کا سوچ رہا تھا۔ بلیک زبرد نے جواب دیا۔

باس چند لمحے بعد بلیک زبرد کو دیکھتا رہا پھر اس نے مسلح آدمیوں سے مخاطب ہو کر نیا حکم دیا۔

"اس کی لاشیں کو اٹھا کر شہر کے کسی چوراہے پر پھینک دو۔"

گریٹ باس کا لہجہ بے حد متحیر آمیز تھا۔
باس کا حکم ملے ہی مسلح آدمیوں نے فوکم کی لاش کو میزے کے
تسموں سے آزاد کیا اور پھر اسے اٹھا کر کمرے سے باہر لے گئے۔
”فوکم میرے ساتھ آؤ۔“

باس نے بلیک زیرو کو اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں
ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔ جلد ہی وہ
دونوں ایک خاصے بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ شاید آپریشن دوم تھا۔
کیونکہ اس میں بے شمار سکرینیں قفل تھیں۔ اور درمیان میں ٹیٹے کا
ایک کیبن بنا ہوا تھا۔ باس کیبن کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔
بلیک زیرو باہر سی کھڑا رہا۔ باس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ایک
نظر فوکم پر ڈالی اور پھر میز پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دیتے ہی کمرے
کا دروازہ کھلا اور چار مسلح آدمی اندر داخل ہو گئے۔
”مسٹر فوکم کو چیکنگ دوم میں لے جاؤ۔“

باس نے میز پر گئے ہوئے مائیک میں بولتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز
کمرے میں گونج رہی تھی۔ اس کا حکم سننے ہی مسلح آدمی تیزی سے حرکت
میں آگئے اور انہوں نے بڑی پھرتی سے بلیک زیرو کو گھیر لیا۔ چار مشین
گنیں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ باس کا حکم سننے ہی بلیک زیرو بھی
چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے قدرے خوفزدہ سی
آواز نکلی۔

”بب باس آخر اس کی وجہ؟“
”تمہاری ایکسٹو کے ساتھ رائڈ داران گنگو اور پھر اس کی موت سے

میں مشکوک ہو گیا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ایکسٹو نے تمہیں کوئی دائرہ
کی بات بتلائی ہے جسے تم مجھ سے چھپانا چاہتے ہو۔ اس لئے تمہاری
ذہنی چیکنگ ضروری ہے۔“

باس نے سیاٹ لہجے میں جواب دیا۔
”مم مگر باس یہ کیسے ممکن ہے اگر ایکسٹو مجھے کچھ بتلاتا تو یقیناً میں آپ
کو سب سے پہلے آگاہ کر دیتا۔“

بلیک زیرو نے تعجب اور خوف سے بھر پور لہجے میں جواب دیا۔
”مارا کار می اپنے مشن کے انتہائی نازک دور سے گزر رہی ہے۔
اس لئے میں کوئی ریسک نہیں لینا چاہتا۔ اگر میرا شک بے جا ہوا تو میں تم
سے معافی مانگ لوں گا۔“

باس نے اسی طرح سیاٹ لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ
ہی مسلح آدمیوں کو اسے لے جانے کا اشارہ کیا۔

”جلا۔“ ایک مسلح آدمی نے مشین گن کی نالی کو جھکا دیتے ہوئے
بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو خاموشی سے ان کے ساتھ چلتا ہوا
آپریشن دوم سے باہر نکل گیا۔

اس کے باہر نکلنے ہی گریٹ باس نے میز کے کنارے پر گھٹکتے
بے شمار سوئچز میں سے ایک سوئچ آن کیا اور اس کے ساتھ ہی کمرے
کے کونے میں موجود ایک سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین روشن ہوتے ہی
اس پر ایک غیر ملکی کا چہرہ اجر آیا۔

”فارمنس! میں فوکم کو تمہارے باس بھیج رہا ہوں۔ مکمل چیکنگ کرو
خاص طور پر ذہنی اور خصوصی طور پر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ ایکسٹو

نے اسے کیا بات بتائی ہے اور مجھے فوری رپورٹ دو۔
گریٹ باس نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس! غیر ملکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور باس نے سوچ آف کر دیا۔ روشن سکرین تار یک ہو گئی۔

باس چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک ادبشن آن کیا۔ ایک اور سکرین روشن ہو گئی۔ جس پر جیکال کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔
”جیکال! گریٹ باس نے جیکال سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس! جیکال نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”کیا کام مکمل ہو گیا ہے؟“ باس نے تحکمانہ لہجے میں سوال کیا۔

”یس باس۔ ابھی ابھی میرے آدمیوں نے رپورٹ دی ہے۔ کہ وہ

انٹلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض اور ڈائریکٹر جنرل سردھمان کو اغوا کرنے

میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ جلد ہی ہبہ کو اڈا پر پہنچنے والے ہیں۔“

جیکال نے جواب دیا۔

”دیر سی گڈ! اب تم ایسا کرو کہ ان کے پیچھے ہی ٹائیگر پر ڈائریکٹر جنرل

کا میک اپ کر دینا اور خود سپرنٹنڈنٹ فیاض کا میک اپ کر لینا مگر یہ

خیال رہے کہ ٹائیگر کو سپرنٹنڈنٹ فیاض کے متعلق کوئی علم نہیں ہونا

چاہیئے۔ میں اس کی طرف سے مشکوک ہو چکا ہوں۔ مگر میں نوجوان کو

استعمال ضرور کروں گا۔ کیونکہ مجھے امید ہے۔ یہ نوجوان ہمارے مشن

کو ضرور تکمیل تک پہنچا دے گا۔ اس کی نشاندہی اور پھرتی انتہا کو پہنچی

ہوئی ہے۔ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر صید کو اڈا پر سے باہر بھیجنا اور

اسے سیدھا ایئر پورٹ پر پہنچانا۔ دوسری کار میں تم خود بھی بحیثیت سپرنٹنڈنٹ وٹاں پہنچ جانا۔ کل صبح سے سربراہ پیچھے شروع ہو جائیں گے۔ اگر ٹائیگر ہمارے مطلوبہ آدمی کو قتل کر لے میں کامیاب ہو جائے تو اسے بالکل مت چھوڑنا اسے پولیس کے ماتحتوں کو قتل کرنے دینا تاکہ جیل کافی قتل کا الزام مقامی حکومت کے سر پر ڈال جائے اور اگر وہ کوئی مشکوک حرکت کرے تو پھر کوشش کرنا کہ تم خود مطلوبہ آدمی کو قتل کر سکو۔ ورنہ کم از کم ٹائیگر کو ضرور ختم کر دینا۔ تم نے اس کی نگرانی بھی کرنی ہے۔ اور اس سے کام بھی لینا ہے۔“

گریٹ باس نے جیکال کو تفصیل سے احکامات دیتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں یا سس مجھے یقین ہے کہ ہم کامیاب رہیں گے۔“

جیکال نے جواب دیا۔

”اوکے۔ گریٹ باس نے جواب دیا اور پھر سوچ آف کر دیا۔

سکرین تار یک ہو گئی۔“

اس کے بعد گریٹ باس نے ایک اور سوچ آف آن کیا۔ اور اس بار

ایک اور سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک اور غیر ملکی کا چہرہ

اگر آیا۔

”کیا تم نے کانفرنس ٹال مشن کے متعلق تمام تیاریاں مکمل کر لی ہیں

ہو پورٹ؟“ گریٹ باس نے سوال کیا۔

”سر! آپ کے پلان کے متعلق ہم نے مکمل تیاریاں کر لی ہیں آپ

فعلی بے فکر رہیں۔ ہماری کامیابی کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک

سکتی۔“

ہو برٹ نے انتہائی پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔
 "ہو برٹ تمہارے اوپر مارا کارہ می کے اہم ترین مشن کی کامیابی
 کا انحصار ہے۔ تمہارے پردہ گرام میں معمولی سی لچک بھی نہیں ہونی چاہیے
 کا نفرنس مال کو ہر قیمت پر تباہ ہونا چاہیے۔
 گریٹ باس نے کہا۔

"بے فکر رہیں باس مجھے اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہے۔ مگر
 ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر جیکال اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتا
 ہے تو پھر میرے لئے کیا حکم ہے؟" ہو برٹ نے سوال کیا۔
 "خیر وہ جوتیں ہوں گی۔ اگر جیکال کے مشن کی کامیابی کے بعد کا نفرنس
 طوطی گردی جاتی ہے۔ تو پھر تمہارے ایکشن کی ضرورت باقی نہیں رہتی
 اور اگر اس کے باوجود کا نفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کرتے ہیں چاہے چند
 منٹ کے لئے ہی سہی تو پھر تمہیں اپنا کام سرانجام دینا ہے۔
 گریٹ باس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"پھر باس آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی؟"
 ہو برٹ نے مودبانہ لہجے میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔
 "او۔ کے۔" گریٹ باس نے جواب دیا اور سوچ آف کر دیا۔
 اب وہ مطمئن ہو چکا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ مارا کارہ می اس بار
 بھی اپنے مشن میں کامیاب ہوگی۔ اس نے کامیابی کے لئے وہ طرفہ
 دار کرنے کا جو پردہ گرام مرتب کیا تھا۔ وہ اپنی جگہ قطعی مکمل تھا۔ اور پھر
 سب سے بڑی کامیابی یہ بھی تھی کہ وہ سیکرٹ سروس کے چیف کو
 ہلاک کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔

اب کم از کم اس کے خیال کے مطابق سیکرٹ سروس کی
 صلاحیتیں کچھ دنوں کے لئے مفلوج ہو جائیں گی۔ اور اتنے میں وہ
 اپنا کام سرانجام دے چکا ہو گا۔ چنانچہ اب وہ تو کم کے متعلق
 ہو برٹ کا انتظار کرنے لگا۔
 اس کی نظر سبک دہم سکریں پر جمی ہوئی تھیں۔



عمران کو جب ہوش آیا۔ تو اس نے اٹھنے میں دیر نہیں لگائی
 اسے احساس ہو چکا تھا کہ حالات اس کے قابو سے باہر ہو چکے ہیں اور
 جس پلان کے تحت اس نے ٹیک ڈیرہ کو اغوا کرایا تھا وہ خود اس
 پلان کا شکار ہو چکا ہے۔ اٹھتے ہی وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف
 بڑھا۔ جہر بلیک ڈیرہ کو لے جایا گیا تھا۔ مگر یہ کمرہ خالی تھا۔ اور پھر
 اس نے تمام کونٹری چھان مار سی۔ مگر پوری کونٹری میں کہیں بھی اسے کوئی
 شخص نظر نہیں آیا۔ اور نہ ہی کوئی ایسے آثار نظر آئے جس سے وہ سمجھتا
 کہ یہ کونٹری مجرموں کے استعمال میں رہتی ہے۔ کونٹری صدیوں سے دیہان
 پر ہی تھی۔ ہر طرف گرد ہی گرد تھی۔ صرف عمران اور دو مجرموں کے قدموں
 کے نشانات تھے۔ عمران اس کے قدموں کے نشانات پر چلتا ہوا

نام تراغصار صرف بلیک زیرہ کی ذات پر ہی رہ گیا تھا کہ وہ مہیڈ کو اپنے پیچ کر
یا کر سکتا ہے۔ بہر حال مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لئے اس نے کوٹلی
پر دیا اور پھر خود چھت سے اتر کر کوٹلی کے گیٹ پر آ گیا۔ چند ہی لمحوں بعد
پیشن شکیل اور صفدر بھی موٹر سائیکلوں پر وہاں پہنچ گئے۔
"عمران صاحب" دونوں نے موٹر سائیکلوں سے اترتے ہوئے اسے
مخاطب کیا۔

"تم اس کوٹلی کے قرب و جوار میں کتنی دیر سے موجود ہو۔" عمران
نے اپنی اصل آواز میں ان سے مخاطب ہو کر پوچھا
"تقریباً آدھے گھنٹے سے" صفدر نے جواب دیا۔
"کیا تم نے کسی جلی کا پٹر کو اڑتے دیکھا ہے یا اس کی آواز سنی ہے؟"
عمران نے بڑی سنجیدگی سے سوال کیا۔
"نہیں" پیشن شکیل نے جواب دیا۔ "کیوں کیا بات ہے؟"
اس کا لہجہ سوالیہ تھا۔

جلی کا پٹر میں میری بیوی موجود تھی اس لئے پوچھ رہا ہوں؟
عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔ اور پیشن شکیل کو بھی
بے بے کے سوال کا احساس ہو گیا۔ چنانچہ دوسرے ہی لمحے اس نے
راجت آمیز لہجے میں جواب دیا۔
"صاف کیجئے عمران صاحب وہ اصل ایکسٹو کے اغوا کے متعلق ہیں
یا کہ وہ ہیں اب سٹ ہو گیا تھا؟"
"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔" پیشن شکیل ایکسٹو اغوا نہیں ہوا بلکہ
میری بیوی ہونے والی بیوی کو اغوا کر کے لے گیا ہے۔ بڑی مشکل سے تو

گھرے کے دوسرے دروازے سے نکلا اور پھر میٹر حیاں چڑھتا ہوا
عمارت کی چھت پر پہنچ گیا۔ چھت پر پہنچتے ہی اس نے ایک طویل ماحول
یا۔ کیونکہ اب معاملہ اس کی سمجھ میں آ گیا تھا۔ چھت پر پہلی کا پٹر کے
پیڈز کے نشانات واضح طور پر موجود تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ مجرموں نے
ایکسٹو کو مہیڈ کو اڑھٹھ لے جانے کے لئے پیچیدہ سا پروگرام مرتب کیا
تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اسے بے ہوش کر کے بحیثیت
جونی مہیڈ کو اڑھٹھ لے جانا چاہتے تھے۔ اس لئے وہ اسے ہوش
کر کے وہیں ڈال گئے تھے۔ باہر پورچ میں کار بھی موجود نہیں تھی اس لئے
اس نے سوچا کہ اس کے ساتھی مجرم ضرور بندر لید کار واپس گئے ہوں
گئے اور چونکہ وہ ٹرانسمیٹر پر سیکورٹ سر دس کے ممبران کو وارنٹ کر چکا
تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کسی نے کار کو چیک کیا ہو اور اس طرح وہ تباہ
آگے بڑھنے میں کامیاب ہو جائے۔

چنانچہ اس نے اپنے کالرس سے ایک چٹا سا مکس نکالا اور پھر اس کا
ایک کونہ دبا دیا۔ یہ محدود حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس سے کم از کم یہ
معلوم ہو جاتا کہ اس کوٹلی کے قریب کوئی مجرم موجود ہے یا نہیں چنانچہ
وہی ہوا دوسرے لمحے پیشن شکیل اور صفدر سے رابطہ قائم ہو گیا۔
عمران نے بحیثیت ایکسٹو ان سے بات چیت کی۔ ایکسٹو کے ماتھے
نکل جانے کے بعد وہ ممبران کو اب کم از کم ایکسٹو کے اغوا کے متعلق
پہلے والی کال کے تاثر سے ہٹانا چاہتا تھا۔ اسی لئے اس نے اس سے
بطور ایکسٹو بات کی تھی جب اسے معلوم ہوا کہ مجرموں کی کار ان کے
گاہکوں تباہ ہو چکی ہے تو وہ اس ممکنہ کلید سے بھی مایوس ہو گیا۔ اب

ایک بخت مجھ سے شادی پر آمادہ ہوئی تھی۔ مگر درمیان میں یہ رقیب
لقاب پوشش ٹپک پڑا۔ خیر میرا نام بھی عمران ہے۔ مجھ سے پہلے کون
کہاں چلے گا؟

عمران نے بات کو مذاق میں ٹالتے ہوئے جواب دیا۔
"اب ہمارے لئے کیا حکم ہے؟"

اس بار صفدر نے بے حد سنجیدگی سے پوچھا۔

"حکم تو نہیں ابتہ در خواست ہے کہ مجھے شہر تک پہنچا دو۔
عمران نے بڑے لجاجت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"چلیے کیشن شکیل نے سنجیدگی سے جواب دیا اور پھر عمران کیشن
شکیل کے پیچھے موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا اور حقوڑی سی دیر میں وہ تیزی
سے شہر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اب اس کے سوا عمران کے پاس
اور چارہ ہی کیا رہ گیا تھا۔ حقوڑی دیر بعد اس نے کیشن شکیل اور صفدر
کو دانش منزل کے قریب چھوڑ دیا۔ اور خود دانش منزل چلا گیا۔ کیشن
کے انعقاد کے دن اب میرے آگئے تھے۔ اور ابھی تک وہ مجھ کو گھر
نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ ذہنی طور پر سیدھا ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا
کہ کل سے سربراہان مملکت آنے شروع ہو جائیں گے۔ اس لئے اس کی
ایئر پورٹ پر موجودگی بے حد ضروری تھی۔ ٹائیگر نے بھی ابھی تک کوئی
رپورٹ نہیں دی تھی۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا
ہے اور اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ "یہی کچھ" پاکیشیا کے مستقبل کو ہمیشہ
کے لئے تاریک کر کے رکھ دے گا۔ دانش منزل کے آپریشن روم میں
اس نے ٹائیگر کو کال کرنے کی کوشش کی مگر رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ چنانچہ

اس نے کوشش ترک کر دی اسے معلوم تھا کہ ایئر پورٹ پر بھی حفاظت
سے بھرپور انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ اور وہ ان انتظامات کی تفصیل
جاننا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ مطمئن ہو سکے۔ ان انتظامات کی تفصیل صرف
سر رحمان سے ہی مل سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھینچا
اور پھر سر رحمان کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اسے انتظار نہیں
لایا۔ بلکہ جلد سی رابطہ قائم ہو گیا۔

"رحمان پکینگٹ: دو سر می طرف سے سر رحمان کی بروقت آواز گونجی۔
"ایکس ٹو: عمران نے بھی جواب میں بادقار انداز میں کہا۔

"فرمائیے میرے لئے کیا حکم ہے؟ سر رحمان کے پیچھے میں نرمی آگئی۔
عمران دل ہی دل میں سکرا دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ ایکسٹو کی بجائے
عمران کہہ دیتا تو یہ نرمی ابھی بھیٹ میں تبدیل ہو جاتی۔
مجھے کل ایر پورٹ پر حفاظتی انتظامات کی تفصیل چاہیے۔
عمران نے کہا۔

"وہ کس لئے مسٹر ایکسٹو؟"

سر رحمان کے پیچھے میں ہلکا سا تعجب تھا۔

"اس لئے کہ میں اس سلسلے میں اپنے طور پر مطمئن ہونا چاہتا ہوں۔
عمران نے اس بار قد سے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"سور می مسٹر ایکسٹو یہ تفصیلات ٹاپ سیکرٹ ہیں۔"

سر رحمان کے پیچھے میں بھی سمجھی غور کر آئی۔

"ٹاپ سیکرٹ: عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور دیکھ اس کا
ہجو بے حد سہاوا ہو گیا۔

آپ جانتے ہیں سر رحمان کہ آپ کس سے مخاطب ہیں۔ کیا اب ایکسٹریکٹ کے لئے بھی کوئی چیز سیکرٹ رکھی جائے گئی ہے۔

میں آپ کی پوزیشن سمجھتا ہوں مسٹر ایکسٹریکٹ۔ مگر اس سلسلے میں میں بے حد محتاط ہوں۔ مجھے کیا معلوم کہ آپ واقعی ایکسٹریکٹ کیا آپ کی آواز میں کوئی مجرم مجھ سے باتیں کر رہا ہے؟

سر رحمان نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

آپ کا پوائنٹ قابلِ داد ہے۔ مگر مجھے حفاظتی انتظامات کی تفصیل چاہیئے۔ کیونکہ معزز مہمانوں کی حفاظت کرنا میری بھی ذمہ داری ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

میں مجبور ہوں مسٹر ایکسٹریکٹ میں ٹیلی فون پر نہیں بتا سکتا۔ ایک ہی صورت ہے کہ آپ مجھ سے بالمشافہ بات کریں اور اپنا سنا سنائی دے گا۔ لے آئیں میں مکمل تسلی کرتے کے بعد ہی آپ کو کچھ بتا سکتا ہوں۔ سر رحمان نے جواب دیا ان کا لہجہ بھی بے حد سرد تھا۔

میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں آپ سے مذاقات کرتا ہوں۔ آپ ایسا کریں کہ تفصیلات سر سلطان کو بتلا دیں میں ان سے معلوم کر لوں گا۔

عمران نے انتہائی جھنجھلاہٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

سو ہی میں سر سلطان کو بھی ان تفصیلات سے آگاہ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ نے کچھ معلوم کرنا ہے تو مجھ سے بالمشافہ بات کریں۔ دو سوڑی صحت میں مجھے معذور سمجھیئے۔

سر رحمان بھی آخر پٹھان تھے اپنی بات پر اڑ گئے اور پھر ایکسٹریکٹ

بالمشافہ ملنے کا ایک موقع ان کے ہاتھ لگا تھا۔ بھلا وہ یہ موقع ہاتھ سے کیسے جانے دیتے۔ انہیں معلوم تھا کہ ایکسٹریکٹ سے ملنے پر مجبور ہو جائیگا۔ عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے جواب دیا۔

سر رحمان میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ میں عمران کو آپ کے پاس اتھارنی لیٹر دے کر بھیج دیتا ہوں۔ آپ اسے تفصیلات بتلا دیں۔ مجھے پتہ چلا دے گا۔

عمران اس کی بھلا کیا اوقات ہے کہ میں اسے اتنے اہم ملکی سلامتی کے دائرے میں شریک کر دوں۔ یہ ناممکن ہے مسٹر ایکسٹریکٹ اس سلسلے میں آپ کو خود ہی تحقیق کرنی پڑے گی۔

سر رحمان نے جواب دیا اور شاید انہوں نے بات کرتے ہی ریسپورڈ کر دیا تھا۔ کیونکہ رابطہ ختم ہو چکا تھا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی عمران نے ریسپورڈ کر دیا۔ یہ سچ دیا۔ اسے سر رحمان پر بے طرح غصہ آ رہا تھا۔ جنہوں نے جواب دیا۔ صند کر لی تھی۔

وہ چاہتا تو پورا تم فسر سے بات کر کے سر رحمان کو مجبور کر سکتا تھا۔ مگر اسے معلوم تھا کہ سر رحمان صند کے پکے ہیں۔ انہوں نے پچاسی چھڑاؤ مانا منظور کر لیا ہے۔ مگر اپنی صند سے باز نہیں آتا۔ اس لئے اس نے اس کی کوئی اور صورت سوچنی شروع کر دی اور پھر اس کے ذہن میں ایک خیال برقی کی طرح چمکا۔ اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے مجرم نے اس طرف بھی دار کر دیا ہو۔ سر رحمان انتہائی اہم پوسٹ پر فائز ہیں۔

مجرموں نے سر رحمان کو اغوا کر لیا ہو ادا اس کی جگہ اپنا آدمی بھیج دیا ہو اگر ایسا ہو چکا ہے تو یہ انتہائی خطرناک ہو گا۔ سر رحمان کے میک اپ میں

مجرم بڑے آرام سے کوئی وار کھ سکتے ہیں اگر اب تک ایسا نہیں بھی
ہوا تو کسی بھی لمحے ایسا ہو سکتا ہے۔

اور پھر جیسے جیسے وہ اس پہلو پر سوچتا گیا۔ اسے یقین ہو گیا کہ مجرم
خود یہ حربہ استعمال کریں گے۔ کیونکہ اس طرح وہ بڑی آسانی سے اپنی
مشین پورا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ دوسرے لمحے اس نے ایک فیصلہ کر لیا۔
اور پھر ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی سیٹ کر کے اس نے مٹن آن کر دیا۔ جلد ہی
رابطہ قائم ہو گیا۔ دوسری طرف سے جولیہ کی آواز سنائی دی۔
”جولیہ سپیکنگ ادور“

”ایکسٹو ادور“ عمران نے جواب دیا۔

”یس سر فرمائیے ادور“ جولیہ کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”جولیہ، کپشن تشکیل۔ تصویر اور نغماتی سے کہو کہ وہ خود اس سرگرم
کو اغوا کر کے وائٹ منڈل پہنچا دیں اور صفدر کو فوراً وائٹ منڈل
بھیج دو تاکہ عمران اس پر سرگرمیوں کو میک اپ کر دے اسے سرگرمی
کی فوری طور پر جگہ لیتی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ صبح تمام ممبران کو
ایئر پورٹ پر موجود ہونا چاہیے۔ سر بیلمان کی مخالفت کے لئے انہیں
انتہائی مستعد ہونا چاہیے۔ سیکرٹ سرورس کا شناختی کارڈ ان کے
پاس موجود ہونا چاہیے۔ ایئر پورٹ پر عمران اپنا بیج ہوگا۔

”بہتر سر میں ابھی احکامات دے دیتی ہوں۔ مگر سر کیا مجھے بھی
ایئر پورٹ پر جانے کی اجازت ہے ادور“

جولیہ نے سوال کیا۔

”نہیں تم ایئر پورٹ نہیں جاؤ گی۔ بلکہ ہر لمحہ ٹرانسمیٹر پر موجود رہو گی۔

کسی بھی لمحے تمہارے ذریعے کوئی احکامات ممبران کو پہنچائے جا سکتے ہیں
ادور اینڈ آل“

عمران نے جواب دیا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے بعد عمران
نے میک اپ روم میں جا کر جولیہ والہ میک اپ انکر دیا۔ اور خود
چل کر مشنگ ٹال میں پہنچ گیا۔ ٹھوڑی سی دیر بعد صفدر بھی وہاں
پہنچ گیا۔

چلو صفدر تمہارا میک اپ کر دوں میں تمہارے انتظار میں ہی
بیٹھا تھا“

عمران نے صفدر کو دیکھتے ہی سنجیدگی سے کہا۔ اور پھر اسے لئے
ہوئے ممبران میک اپ روم میں چلا گیا۔ عمران کو کمرہ سی پر سٹھا کر اس
نے اس کا پیش میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ بڑے
تیز تھے۔ طریقے سے چل رہے تھے اور جب وہ فارغ ہوا تو اس کے
ساتھ صفدر کی بجائے سرگرمی تھے۔

”علیں جناب سرگرمی صاحب اب آپ ڈائریکٹر جنرل اسٹیٹس
دعوت سمجھائے اور خوشیار رہیے۔ مجرم آپ کو اغوا بھی کر سکتے ہیں“
عمران نے مزاحیہ لہجے میں کہا اور صفدر کو بھی شرارت سے سوجھی اس
نے بڑے بارحلب لہجے میں جواب دیا۔

”تیز سے بات کر دو۔ میں تھکا ہوا ہوں اگر زیادہ زبان چلائی تو
ابھی جائداد سے غاق کر دوں گا۔“

”ایسی قیل و کبلہ محترم و کرم والد صاحب اب ٹماداض ہونے سے
کیا ہوتا ہے۔ آپ کو چاہیے تھا کہ آپ بلا تیز اور باادب اولاد

پیدا کرتے۔

عمران نے باقاعدہ باقاعدہ ہوتے ہوئے بڑے عاجزانہ لہجے میں جواب دیا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

اور پھر وہ دونوں میک اپ روم سے اٹھ کر سینک روم میں آگئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے انتظار کے بعد دانش منزل کا گیٹ کھلا اور ایک کار اندر داخل ہوئی۔ کپٹن شکیل، تنویر اور لعانی نیچے اترے اور پھر کپٹن شکیل نے کار کی پھلی سیٹ سے بے ہوش سرگرمی کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور اسے لئے ہوئے سینک روم میں آگیا۔

یہ کار ڈیڈی کی سی معلوم ہوتی ہے۔

عمران نے کپٹن شکیل سے پوچھا۔

”ماں! اپنی کی کا ہے؟ کپٹن شکیل نے سر دھن کو ایک صوفے پر لٹاتے ہوئے جواب دیا۔ بے ہوش سر دھن کا میک اپ کر لینے کے بعد جب عمران کو ان کے اصلی ہونے کا یقین ہو گیا تو اس نے صدف سے کہا۔ ”صفدر تم اس کار کو میں واپس چلے جاؤ اور پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اگر مجرم تمہیں اٹھا کر لے چاہیں تو زیادہ بھگڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ جس وقت موقع ملے۔ ایکسٹو کو اطلاع کر دینا۔ وہ تمہیں خود ہی مزید احکامات دے دے گا۔“

عمران نے صدف کو احکامات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ صدف نے جواب دیا اور پھر وہ کار میں بیٹھ کر دانش منزل سے چل دیا۔

”آپ لوگ بھی جانتیں۔ جولیانے امید ہے کل کے لئے احکامات

آپ کو دے دیئے ہوں گے۔ انتہائی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔“
عمران نے کپٹن شکیل، تنویر اور لعانی سے مخاطب ہو کر کہا۔
”عمران صاحب! آپ اس معاملے میں کچھ زیادہ ہی سنجیدہ ہیں۔“
کپٹن شکیل سے رہا نہ گیا۔ اس نے بول پڑا۔

”کپٹن شکیل کل سے کانفرنس ختم ہونے تک کے دن اتنے نازک اور خطرناک ہیں کہ تمہارے بائیس ایکسٹو کا پتہ پانی ہو رہا ہے۔ اسی لئے اس نے میری جان کھارکھی ہے کہ میں قلعی سنجیدہ رہوں۔ میں نے بھی سوچا کہ چلو اس بار اس کا کہنا مان ہی لوں ایسا نہ ہو کہ کوئی گڑبڑ ہو جائے اور اس کا تمام الزام میری غیر سنجیدگی پر آجائے۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور کپٹن شکیل بھی مسکرا دیا اور پھر وہ تینوں دانش منزل سے باہر چلے گئے۔ عمران نے سر جھان کو اٹھا کر گیٹ روم میں جا شایا۔ اور پھر خود آپریشن روم سے جا کر ایک سرسبز کسی سبز رنگ کے سیال کی بھر کو لایا۔ اس نے سر جھان کے بازو میں وہ سیال انجکٹ کر دیا۔ اب اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ سر جھان کم از کم پچیس گھنٹے مزید ہوش میں نہیں آسکتے۔ ان کی طرف سے بے فکر ہو کر وہ آپریشن روم میں واپس آیا اور اس کے ٹیلی فون پر مزید احکامات اس کے نمبر گھماتے۔ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

”جوزف میں عمران بول رہا ہوں تم فوراً دانش منزل پہنچو۔“

عمران نے انتہائی سنجیدگی سے حکم دیا۔

”بائیس میں ابھی پہنچ جاتا ہوں۔ مگر یہاں طاہر صاحب بھی نہیں ہیں

کیا زبرد و نادس کو لاک کر آؤں؟

جوزف نے سوال کیا۔

”تم اسے لاک کر کے فوراً دانش منزل آجاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔“ عمران نے جواب دیا اور ریل پور رکھ دیا۔

اس کا ذہن اتنا الجھا ہوا تھا کہ نہ چاہنے کے باوجود خود بخود سنجیدہ ہو گیا تھا۔ اور شاید اس کی زندگی میں پہلا موقع تھا۔ جب کسی کیسی پر کام کرتے ہوئے وہ اتنا سنجیدہ ہونے پر مجبور ہو گیا تھا۔ ورنہ آج تک خطرناک سے خطرناک سچوئیں بھی اسے سنجیدگی پر مجبور نہ کر سکی تھیں۔ اب وہ دانش منزل میں بیٹھا جوزف کا انتظار کر رہا تھا۔ تاکہ اسے سر رحمان کی نگرانی پر مقرر کر کے اجمیتاں کے ساتھ کسی اور کام میں بلا لے دے۔

بلیک زبرد جب چکنگ۔ دم میں داخل ہوا تو وہاں موجود ایک غیر ملکی نے بڑے موڈیانہ انداز میں استقبال کیا۔

”آئیے مشر فو کم کیا بات ہو گئی باس کو آپ جیسے محترمہ رکھیں ہو گئیں۔“

بلیک زبرد نے تو باس کو بہت سمجھایا ہے۔ مگر وہ چکنگ پر بند ہے۔ آپ ہر اسے گرم ابھی طرح چکنگ کر کے باس کی تسلی کر دیں۔“

بلیک زبرد بھی جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

اس بیڈ پر لیٹ جاتے اوس اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیتے۔

فاد ہنس نے ایک بیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زبرد خاموشی سے جا کر بیڈ پر لیٹ گیا۔

فاد ہنس نے قریب پانچ ایک ٹرائی نمائشیں کیج کر بیڈ کے قریب کھڑی کی اور پھر ایک بیڈ لے دیا۔ ہی اس نمائش کے اوپر لگا ہوا شیشے کا فلٹ بلیک زبرد پر چھایا گیا۔ فاد ہنس نے نمائش کا بیڈ دیا اور پھر نمائش کے ساتھ ایک ایک پر لٹکا ہوا بیڈ فون اٹھا کر اپنے کانوں پر چڑھا لیا۔ بیڈ فون کے ساتھ مائیک بھی فٹ تھا۔

کیا اور ساتھ ہی مشین کا ڈائل ڈراما اور گھما دیا۔ اور بلیک زبرد کے ذہن میں ایک بار پھر آندھیاں سی چلنے لگیں۔ اس مشین کے ساتھ اس کی تمام قوت ارادی ختم ہو کر رہ گئی تھی اور وہ اپنے آپ کو بڑا بے بس محسوس کر رہا تھا۔ اس کے منہ سے لاشعور ہی طور پر صحیح باتیں نکلنے لگی تھیں۔

”فوکم کو میں نے قتل کر دیا ہے۔“ بلیک زبرد نے جواب دیا اور جواب دیتے ہی اس کا ذہن ایک بار پھر پرسکون ہو گیا۔

”کیا تم ایکس ٹو ہو؟“ فارمنس نے ایک اور سوال کیا اس کے لیے میں بے پناہ اشتیاق تھا۔

”نہیں میں ایکس ٹو کی ڈمی ہوں۔“ بلیک زبرد نے جواب دیا اب اس کا ذہن مکمل طور پر فارمنس کی ٹرائس میں آچکا تھا۔ اس نے وہ بڑے پرسکون انداز میں جواب دے رہا تھا۔

”ایکس ٹو کون ہے؟“ فارمنس نے پوچھا۔

”ایکس ٹو۔“ بلیک زبرد جواب دیتے دیتے رک گیا۔ گو اس کے ذہن میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ مگر اس سوال کے جواب میں اس کی قوت ارادی ایک بار پھر مزاحمت کر رہی تھی۔ دراصل چونکہ آج تک اس نے اس سوال کو ہمیشہ چھپایا۔ اس نے نفسیاتی طور پر اس سوال کے جواب میں اسے سب سے زیادہ کش کش کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

”بتلاؤ ایکس ٹو کون ہے؟“ فارمنس نے اسے رکتے دیکھ کر ڈائل

کو اور گھمایا دیا اور بلیک زبرد کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ میں کسی نے بارود بھر کر آگ لگا دی ہو اور کسی بھی لمحے اس کا

شیشے کا غلاف چڑھتے ہی بلیک زبرد کو ایسے محسوس ہوا جیسے اس کا دم گھٹنا چلا رہا ہو۔ اور پھر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں سب آندھیاں سی چلنے لگیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے ذہن میں کوئی فلم سی چل رہی ہو۔ بلیک زبرد سمجھ گیا کہ اس کا ذہنی مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس نے فوراً اپنی قوت ارادی کے بل پر ذہن کو سیٹ کر دیا۔ اور اس وقت اس کے کانوں میں فارمنس کی آواز آئی۔

”تمہارا نام کیا ہے؟“ بلیک زبرد نے فوراً اپنا نام فوکم بتلا دیا مگر دوسرے لمحے اسے احساس ہوا کہ اس کا ذہن تلبٹ ہوتا جا رہا ہے اور جیسے جیسے وہ فوکم کا لفظ زبان سے نکلنے کی کوشش کرتا۔ اتنا ہی ذہن میں انتشار بڑھتا جا رہا ہے۔ آخری بے اختیار اس کے منہ سے نکل گیا۔

”ظاہر۔“ اور ظاہر کا لفظ زبان سے نکلتے ہی اس کا ذہنی انتشار یکدم ختم ہو گیا۔ اسے ایسا محسوس ہوا۔ جیسے وہ دماغی طور پر انتہائی پرسکون ہو گیا ہو۔

فارمنس کے چہرے پر ظاہر کا لفظ سن کر حیرت اور تعجب کے شدید ترین اثرات ابھر آئے۔ حیرت کی شدت سے اس کی آنکھیں پٹی کی پٹی رہ گئیں تھیں۔ مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس کے لبوں پر ایک پراسرار مگر زہریلی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

”فوکم کہاں ہے؟“ فارمنس نے سپاٹ بچے میں دوسرا سوال

دماغ پھٹ کر دیڑھ دیڑھ ہو جائے گا۔ مشین پر لگے ہوئے بلب انتہائی تیزی سے جل بجھ رہے تھے اور بڑے سے ڈائل پر لگی ہوئی سرخ سوئی تیزی سے رادھر آدھر حرکت کر رہی تھی اور فارہنس اس سوال کا جواب سننے کے لئے ہمہ تن گوش بننا ہوا تھا۔

”ایکسٹو اصل میں علی عمران ہے۔“

آخر کار بلیک زیرو کے منہ سے وہ راز کھل ہی گیا۔ جسے معلوم کرنے کے لئے ایک دنیا مدت سے تڑپ رہی تھی۔

”علی عمران؟“ فارہنس نام سن کر حیرت سے اچھل پڑا۔

”وہی علی عمران جو احمق سا آدمی ہے؟“ فارہنس نے سوال کیا۔

”نہاں وہی علی عمران۔ وہ احمق نہیں ہے۔ بلکہ حماقت کے پند میں وہ سب کو احمق بنا دینے کا ماہر ہے۔“

بلیک زیرو نے بڑے الہیمان سے جواب دیا۔ اصل بات بتلانے کے بعد اب اس کی باقیات بتلانے میں بھلا اسے کیا جھجکا جھٹ ہو سکتی تھی۔

یہ اتنا بڑا اور اتنا اہم انکشاف تھا کہ فارہنس نے مزید سوالات کا اداہ ترک کر دیا اور پھر اب تمام باتیں ظاہر ہو چکی تھیں۔ یہ شخص تو کم نہیں تھا۔ بلکہ اس نے تو کم کو ختم کر کے اس کا میک اپ کر لیا تھا اور پھر یہ بھی اصل ایکس ٹو نہیں ہے۔ بلکہ اصل ایکس ٹو وہ احمق علی عمران ہے۔ یہ اس کی ڈمی ہے اب مزید سوالات کی فی الحال ضرورت ہی نہیں رہی تھی۔ وہ اس راز کو فوراً ہی طور پر گریٹ باس کو منتقل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے قریب موجود ایکسٹو سلنڈر کی نال کو مشین میں

ڈٹ کیا اور اس کے بعد مشین بند کر دی۔ البتہ اس نے وہ شیشے کا غلاف بلیک زیرو کے جسم سے نہیں ہٹایا۔ ایکسٹو اندر جانے کی وجہ سے اب بلیک زیرو کا دم نہیں ٹھٹھکتا تھا۔ مگر شیشے کی وجہ سے وہ حرکت کرنے سے مجبور تھا۔

اس کی طرف سے تسلی ہونے کے بعد فارہنس تیزی سے ایک اور مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کا سوئچ آن کیا تو اس مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر گریٹ باس کا چہرہ نظر آنے لگا۔

”کیا رپورٹ ہے فارہنس؟“

گریٹ باس نے سوال کیا۔

”باس آپ کی دور اندیشی اور ذہانت کا تہ دل سے میں قائل ہو گیا ہوں۔ آپ نے تو کم پر ٹھک کر کے ایک عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔“

فارہنس کا لہجہ تحسین آمیز تھا۔

”تمہید ختم کر دو رپورٹ دو۔“

گریٹ باس نے جواب میں انتہائی سخت لہجہ استعمال کیا۔

”باس ایک انتہائی اہم انکشاف ہوا ہے۔ یہ شخص تو کم نہیں ہے بلکہ اس نے تو کم کو قتل کر کے اس کا میک اپ کر لیا ہے۔“

فارہنس نے جواب دیا۔

”اوہ“ گریٹ باس بھی یہ سن کر حیرت سے اچھل پڑا۔ ایسا تو اس نے بھی نہیں سوجھا تھا۔ وہ تو صرف اس حد تک مشکوک تھا کہ شاید ایکسٹو نے تو کم کو کوئی راز بتلا دیا ہے اور تو کم اسے چھپا رہا

ہے۔ اس بات کا تو اس کو اندازہ بھی نہیں تھا کہ ایک سو نو کم کو قتل کر کے اس کا میک اپ کر لے گا۔
"تو کیا یہ ایکس لو ہے؟"

گریٹ باس نے حیرت بھرے لہجے میں سوال کیا۔

"نہیں جناب یہ ایکسٹو بھی نہیں ہے بلکہ... فارہنس نے جواب میں تفصیلات بتلائی چاہی تھیں کہ یکدم روشن سکرین تاریک ہو گئی اور رابطہ ختم ہو گیا۔ فارہنس نے چونک کر مشین کی طرف دیکھا مگر مشین بند ہو چکی تھی۔ اس نے تیزی سے ٹھوم کر بلیک زبرد کی طرف دیکھا اور ایک دفعہ پھر وہ اچھل پڑا۔ کیونکہ شیشے کا غلاف ایک طرف ہٹا ہوا تھا اور بیڈ پر سے بلیک زبرد قائب تھا۔ اس نے سو پانچ بورڈ پر نظر دوڑائی تو اسے بلیک زبرد سو پانچ بورڈ کا بڑا بٹن آف کے قریب نظر آیا یہ بلیک زبرد ہی تھا۔ جس نے سو پانچ بورڈ کا بڑا بٹن آف کر کے ٹیلی کمیونیکیشن رابطہ ختم کر دیا تھا۔ سو پانچ بورڈ بیڈ کے زیادہ قریب تھا۔ اس لئے بلیک زبرد نے شاید فارہنس پر حملہ کرنے کی بجائے سو پانچ آف کرنا زیادہ بہتر سمجھا ہوگا۔ اس سے پہلے کہ فارہنس منہ بلیک زبرد نے اس پر حملہ لگایا ہی اور دوسرے لمحے فارہنس الٹ کر نیچے فرش پر جا گرا۔ بلیک زبرد پر تو جیسے جنون سوار تھا۔ اس نے فارہنس کو فرش سے اٹھنے کی ہمت ہی نہ دی اور کسی مشین کی طرح اس کے بازو حرکت کرتے رہے اور چند ہی لمحوں میں بلیک زبرد کے طاقتور کموں نے فارہنس کو دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا۔

بلیک زبرد نے آگے بڑھ کر بڑی پھرتی سے دروازہ اندر سے

لاک کیا اور مشین کا سینڈل کھٹکڑی کر بیڈ پر موجود شیشے کے غلاف کو پوری طرح ایک طرف کر دیا یہ اس کی خوش قسمت تھی کہ آکسیجن کا دباؤ پڑنے سے غلاف ذرا سا ہٹ گیا تھا اور وہ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ فارہنس کو اٹھا کر بیڈ پر ڈال دے گا اور ایک بار پھر میک اپ تبدیل کر کے خود فارہنس بن جائے گا۔ مگر ابھی وہ فارہنس کے بے ہوش جسم کو فرش سے اٹھا ہی رہا تھا کہ دروازہ پر بڑے زور سے دھک دھک ہونے لگی۔ دھک اتنے زوردار انداز میں دی گئی تھی کہ ایسا محسوس ہوتا تھا۔ جیسے اگر فوراً دروازہ نہ کھولا گیا تو دوسرے لمحے دروازہ توڑ دیا جائے گا۔ چنانچہ بلیک زبرد کو احساس ہو گیا۔ اب اس کے پاس وقت باقی نہیں رہا کہ وہ میک اپ تبدیل کر سکے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر ہی سمجھا کہ فارہنس جس کو اس کے بازو کا علم ہے ختم کر دے۔ چنانچہ اس نے فارہنس کے گلے پر اپنے دونوں ہاتھ جمادیئے اور پھر وہ پوری قوت سے اس کے گلے کو دبانا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد فارہنس کا کاشا ہمیشہ کے لئے دور ہو چکا تھا اور فارہنس بے چارہ اس خفیم دار کو ساتھ لئے ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سوچکا تھا۔

اس سے فارہنس کو بلیک زبرد جیسے ہی سیدھا ہوا اسی لمحے دروازہ جس پر پورے زور سے دھک دھک کی جا رہی تھی ایک دھماکہ کے ساتھ ٹوٹ کر کھل گیا اور پھر باس اور اس کے ساتھ چار مسلح آدمی اچھل کر اندر داخل ہو گئے۔

باس فارہنس کو سرورہ دیکھ کر ایک لمحے کے لئے حیرت سے من ہو کر رہ گیا۔ البتہ اس کے مسلح ساتھیوں نے بلیک زبرد کو گھیرنا

ہی وہ کمرے سے باہر آیا اس پر بیک وقت چار یا پانچ آدمیوں نے
یورش کر دی۔ بلیک زبرد نے ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی مگر
اسی لمحے اس کے سر پر قیامت لوٹ پڑی اور اس کی آنکھوں کے
سامنے اندھیرا چھا تا چلا گیا۔ شاید مشین گن کے بٹ سے اس کے سر کو
نشانہ بنایا گیا تھا۔ بلیک زبرد نے اپنے ذہن کو سنبھالنے کی کوشش
کی مگر ایک اور ضرب پڑنے کے بعد وہ کوشش کرنے کے بھی قابل نہ
رہا اور وہیں کمرے سے باہر راہداری میں ہی ڈھیر ہو کر رہ گیا۔

اسے اتھا کر آپریشن روم میں لے آؤ۔

باس نے جو راہداری کے کونے کے قریب کھڑا تھا اپنے آدمیوں
کو حکم دیا امدان آدمیوں نے جہوں نے بلیک زبرد کو ڈھیر کیا تھا۔
اپنے ہاتھوں پر اٹھالیا اور پھر وہ اسے لئے ہوئے باس کے پیچھے چلتے
ہوئے آپریشن روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

چاہا۔ مگر بلیک زبرد کو معلوم تھا کہ اگر وہ اب ان کے ہتھے چڑھ گیا تو
پھر اس کا خسر بھی فاری نہیں جیسا ہوگا۔ اس لئے جیسے ہی باس اور
اس کے مسلح ساتھی اندر داخل ہوئے۔ بلیک زبرد نے اچھل کر ایک
مشین کی آڑ لے لی۔ اور پھر جیسے ہی وہ مسلح آدمی مشین گنیں لئے اس
کی طرف بڑھے۔ اس نے پوری قوت سے وہ مشین ان پر دھکیل دی۔
چار میں سے تین تو اس بھاری بھر کم مشین کی زد میں آ گئے۔ البتہ ایک
اچھل کر ایک طرف ہو گیا اور اس پر بلیک زبرد نے پھلانگ لگا دی
اس نے اس آدمی پر کچھ اس انداز میں حملہ کیا تھا کہ ایک ہی حملے میں
وہ اس کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹ لینے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر حملے
کی زد میں وہ سامنے کی دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔ مگر دیوار سے ٹکراتے
ہی وہ برق کی سی تیزی سے گھوما اور پھر اس نے مشین گن کا فائر کھول
دیا۔ وہ آدمی جس کے ہاتھ سے مشین گن چھوٹی تھی۔ سب سے پہلے
گولیوں کی زد میں آیا۔ اور اس کے بعد مشین کے نیچے پھٹے ہوئے
آدمی اس کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ بلیک زبرد نے باس کو لٹکا کر کرنے
کے لئے اپنی نظر دوڑائیں۔

مگر باس کمرے میں موجود نہیں تھا۔

شاید وہ اس وقت ہی صورت حال کی نزاکت کا احساس کر
کے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ جب بلیک زبرد نے ان تینوں آدمیوں
پر مشین دھکیلی تھی۔ باس کا اس طرح پیچ کر نکل جانا۔ بلیک زبرد کے
لئے بے انتہا خطرناک تھا۔ چنانچہ مشین گن سمیت اس نے کمرے سے
باہر پھلانگ لگا دی۔ وہ جتنی جلد می ہو سکے باس کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ مگر جیسے

کا اعلان نشر ہونا شروع ہو گیا۔ اور دوسرے لمحے ایک جہاز ایئر پورٹ کی
فضاؤں میں تیرتا نظر آ گیا۔ اور پھر جہاز کا اور معزز مہمانوں نے گارڈ آف
آئزر کا معائنہ کیا اور پھر وہ وہی آئی۔ اپنی روم کی طرف بڑھ گئے۔ اسی لمحے
دوسرے جہاز کی آمد کا اعلان ہوا اور سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے چنانچہ
اس طرح ہر دس منٹ کے بعد ایک ایک کر کے مختلف ممالک کے
سربراہ ایئر پورٹ پر اترتے چلے گئے۔ ابھی تک ہر کام بالکل درست ہو
رہا تھا اور عمران کو کوئی آدمی یا کوئی چیز مشتبہ نظر نہیں آئی تھی۔ مگر سر رحمان
ابھی تک غائب تھے۔ اور انہی کی طرف عمران کا ذہن الجھا ہوا تھا اور پھر
اسی لمحے اسے پارکنگ سٹینڈ کی طرف سے سر رحمان اور سپرنٹنڈنٹ فیاض
ایئر پورٹ کی مخصوص حدود کی طرف بڑھتے نظر آئے۔

سیکوریٹی آفیسران نے ان کے کاندات چیک کے اور پھر انہیں اندر
داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ سر رحمان اور سپرنٹنڈنٹ فیاض تیزی
سے ادھر بڑھے جہاں اعلیٰ حکام موجود تھے۔ عمران ایک سائڈ میں کھڑا بڑی
گہری نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اور پھر وہ دونوں جیسے ہی عمران کے
قریب سے گزرے۔ عمران اور سر رحمان کی نظریں ملیں۔ سر رحمان نے اپنی
ایک آنکھ آہستہ سے وہاں سی۔ اور عمران کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ
دور گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ سر رحمان کے میک اپ میں صفد ہے۔ اس کا مطلب
ہے مجرموں کو سر رحمان کو اعوا کرنے کا خیال نہیں آیا۔ سر رحمان کے آنکھوں بلے
سے وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ صفد ہے کیونکہ اصل سر رحمان تو دانش منزل میں بیہوش
پڑے تھے۔ اور اگر سر رحمان کے میک اپ میں مجرم ہوتا تو بھلا اسے اشارہ
کرنے کی کیا ضرورت تھی چنانچہ اب وہ مطمئن ہو کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

ایئر پورٹ پر اس وقت صدر مملکت۔ وزیر اعظم اور دیگر اعلیٰ
حکام معزز مہمانوں کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ایئر پورٹ کی
حفاظت کا انتہائی مکمل انتظام کیا گیا تھا۔ مسلح افواج۔ پولیس۔ انٹی جنس
اور سیکرٹ سروس کے ممبران معزز مہمانوں کی حفاظت کے لئے مستعد
تھے۔ عمران بھی بذات خود وہاں ایکسٹو کے با اختیار نمائندے کی حیثیت
سے موجود تھا۔ جس وقت وہ ایئر پورٹ پر پہنچا تو اس کی تیز نظروں نے
کسی سرج لائٹ کی طرح پورے ایئر پورٹ کا جائزہ لیا۔ معزز مہمانوں
کی آمد میں ابھی چند لمحوں کی دیر تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایئر پورٹ پر
سر رحمان اور سپرنٹنڈنٹ فیاض دونوں موجود نہیں تھے۔ حالانکہ ان
کی وہاں موجودگی انتہائی ضروری تھی۔ اور دوسری بات یہ کہ ابھی تک
صفد کی طرف سے اسے اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں ملی تھی کہ اسے
اعوا کیا گیا ہے یا نہیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر صفد کو جس نے سر رحمان
کا میک اپ کیا ہوا تھا اعوا کیا جا چکا ہے۔ تو کم از کم وہ اس کی اطلاع
ضرور دیتا اور اگر وہ اعوا نہیں ہوا تو اسے یہاں موجود ہونا چاہیے تھا۔
اسی لمحے لاؤڈ سپیکر پر معزز مہمانوں کے طویل سلسلے کی پہلی کڑی کی آمد

سردھان جا کر اعلیٰ حکام کی صف میں شامل ہو گئے۔ اور سپرنٹنڈنٹ فیاض ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا مہمان باقاعدگی سے نیچے اتر رہے تھے۔ اور کارڈ آف آنرز کا معاہدہ کرنے کے بعد وہی آئی۔ پی روم میں داخل ہو جاتے۔ جہاں سے انہیں مسلح گارڈ کے پہرے میں ان کی رہائش گاہوں میں پہنچا دیا جاتا۔ گو تمام حالات بظاہر قطعی درست تھے۔

عمران کے ذہن میں صرف سردھان کی طرف سے حدیث تھا اور اب وہ حدیث بھی دور ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود عمران کی چھٹی حس بار بار اسے احساس دلا رہی تھی کہ کہیں کوئی گڑبڑ ہے۔ گو عمران کو اپنی چھٹی حس پر اعتماد تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ اس گڑبڑ کو دریافت نہیں کر پاتا تھا۔ اس نے ایک بار پھر گہری نظروں سے ایئر پورٹ پر موجود ہر آدمی کو چیک کیا مگر کوئی آدمی بھی اسے مشتبہ معلوم نہ ہوا۔ ایک بار پھر ایک طبیب کی آمد کا اعلان ہوا تھا۔ اور اس بار ایک اہم ترین سربراہ جنرل قافی تشریف لارہے تھے۔ چنانچہ عمران ادھر متوجہ ہو گیا۔ طیارہ اب دن دے پر اتر رہا تھا کہ اچانک عمران کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی نے اس کی کلائی پر ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ وہ بڑی طرح چونک پڑا اور پھر اس نے بڑی مستعدی سے گھڑی کو دنگ بن دیا اور اسے کان سے لگا لیا۔ طیارہ اب سٹاپ پوائنٹ تک پہنچ چکا تھا۔

”ہیلو ہیلو میں صفدر بول رہا ہوں اور۔“

دوسری طرف سے صفدر کی آواز عمران کے کانوں میں پڑی اور عمران صفدر کی آواز سن کر یوں اچھل پڑا۔ جیسے اس کے سر میں کسی کچھوٹے

کاٹ کھایا ہو۔ اس کی نظر میں فوراً اعلیٰ حکام کی صف میں موجود سردھان پر پڑیں جو اس کے خیال کے مطابق صفدر تھا۔ مگر سردھان اور اس کے پیچھے سپرنٹنڈنٹ فیاض خاموش کھڑے تھے۔ جب کہ ٹرانسمیٹر پر صفدر اسے کال کر رہا تھا۔

”عمران سپیکنگ! صفدر تم کہاں سے بول رہے ہو جلد ہی بتاؤ اور۔“

عمران نے انتہائی تیز لہجے میں پوچھا۔

”عمران صاحب مجھے اعوا کر لیا گیا ہے۔ میں اطلاع اس لئے نہ دے سکا کہ مجھے اب ہوش آیا ہے۔“ صفدر جواب دے رہا تھا اور عمران کو یوں محسوس ہوا تھا۔ جیسے اس کا دماغ آندھیوں کی زد میں آ گیا ہو۔ اگر سردھان کے میک اپ میں صفدر نہیں ہے تو پھر کون ہے۔ اگر مجھ سے تو پھر اسے عمران کو یوں اشارہ کرنے کی کیا ضرورت تھی تو پھر سردھان کے میک اپ میں کون ہے۔

اس وقت طیارہ کا مددوازہ کھل چکا تھا۔ اور جنرل قافی مسکراتے ہوئے سردھیوں سے نیچے اتر رہے تھے۔ اور عمران صاحب سپرنٹنڈنٹ فیاض بھی میرے ساتھ موجود ہے۔ مجھ کو لے لے لے بھی اعوا کر لیا ہے اور۔“ صفدر اطلاع دے رہا تھا اور عمران کے ذہن میں ایک زوردار پھٹکا ہوا۔ اس کی چھٹی حس جس گڑبڑ کی طرف اشارہ کر رہی تھی وہ گڑبڑ اب اس کی سمجھ میں آ چکی تھی۔ اس نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی طرف تو جوبہ ہی نہیں دی تھی۔

دوسرے لمحے اس کی نظر میں سردھان کے پیچھے کھڑے ہوئے سپرنٹنڈنٹ

گوئی ماری جلتے پھر بات کی جانتے چنانچہ اس نے دوڑ کر مجرم کو پکڑنے میں ہی عافیت سمجھی۔

اس کو اس طرح اچانک وہ ڈٹا دیکھ کر سب کی توجہ اس کی طرف ہو گئی۔ حتیٰ کہ جنرل کافی صدر مملکت اور پیرائٹم منسٹر جو ڈاکٹر اس پر چڑھ رہے تھے عمران کو اس طرح اچانک وہ ڈٹ کر اپنی طرف آتے دیکھ کر حیرت سے ایک لمحے کے لئے وہیں ٹھٹھک گئے۔ اٹلی جنس مسلح افواج اور پولیس کے سیکورٹی آفیسران اسے دوڑتا دیکھ کر اس کو روکنے کے لئے اس کی طرف دوڑے۔ ایئر پورٹ پر ایک عجیب سا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اعلیٰ حکام جس میں سر رحمان ادران کے پیچھے کھڑا فیاض بھی سب کو عمران کی طرف متوجہ دیکھ کر اسے دیکھنے کے لئے مڑے۔ سب کے چہروں پر پرتھالی حیرت کے اثرات تھے۔ کئی پولیس والے عمران کی راہ میں آگئے تھے ایک ٹی ایس پی اٹلی جنس نے تو دوڑتے ہوئے عمران کی ٹانگوں کے سامنے ٹانگ اٹھا دی اور عمران منہ کے بل فرش پر گر گیا۔ اور اسی لمحے کئی پولیس آفیسران نے اسے پھاپ لیا۔ وہ اسے قابو کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر عمران جانتا تھا کہ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو اس کے ملک پر ایک ایسا بھانڈا غلگ جلتے گا۔ جسے آئندہ آنے والی نسلیں بھی نہیں دھو سکیں گی۔

چنانچہ نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور اس پر پھانے والے پولیس اور سیکورٹی کے آفیسران اچھل اچھل کر دوڑ جا کر گئے اور عمران نے ایک بار پھر ڈاکٹر اس کی طرف وہ ڈٹکا دی اس کے منہ سے بے اختیار جنرل کافی جنرل کافی کے الفاظ نکل رہے تھے۔

فیاض پر گر گئیں اور وہ برسی طرح چوک پڑا۔ کیونکہ اس نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو جیک کر پینڈلی سے بندھا ہوا ریو اور نکالتے چیک کر لیا تھا وہ حالانکہ سپرنٹنڈنٹ فیاض اور سر رحمان سے کافی دور کھڑا تھا۔ مگر اسے نازک ترین سچوٹیشن کا احساس ہو گیا تھا۔ مجرم جنرل کافی کو نشانہ بنانا چاہتے تھے اور اس وقت جنرل کافی صدر مملکت اور وزیر اعظم سے مل کر ان کے ساتھ گارڈ آف آنر ڈاکٹر اس کی طرف آ رہے تھے جس کے پیچھے اعلیٰ حکام کے ساتھ سر رحمان اور سپرنٹنڈنٹ فیاض دونوں موجود تھے۔ اکیس توپوں کی سلامی دی جا رہی تھی۔

توپوں کی گھن گرج میں بغیر سائیلنس کے ریو اور کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔ جب کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ہاتھ میں سائیلنس لگا ریو اور موجود تھا۔ اس کی آواز کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ مگر اس نے دیکھا کہ فیاض نے ریو اور جیب میں ڈال لیا تھا۔ جبکہ جنرل کافی اتنے نزدیک آچکے تھے کہ وہ انہیں یا سانی نشانہ بنا سکتا تھا۔ شاید اسے کسی خاص موقع کا انتظار تھا۔ اسی لمحے اس نے سر رحمان کو بھی جیب میں ہاتھ ڈالتے دیکھا اور صفدر کی کال ابھی تک جا رہی تھی۔ مگر عمران نے کال کی پروا نہ کی اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر ریو اور پر گرفت محسوس کی اور تیزی سے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی طرف دوڑ لگا دی۔

وہ چاہتا تو وہیں سے ریو اور نکال کر فیاض اور سر رحمان دونوں کو ڈھیر کر سکتا تھا۔ مگر اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے ریو اور نکال کر ختم کیا تو ایئر پورٹ پر موجود دیگر سیکورٹی حکام نے اس پر بے دریغ فائرنگ کر دیں گی۔ کیونکہ ان لوگوں کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ ایسے موقع پر مستتب رہیں کہ پہلے

اور دوسرے لمحے اس نے دیکھا کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے جیب سے ہاتھ نکالا اور اس کے ہاتھ میں ریو اور نقارہ اس نے بڑی پھرتی سے ریو اور نقارہ کا رخ چند گز پر موجود جنرل قافی کی طرف کیا اور وہ گولی چلا کر ہی چاہتا تھا کہ اچانک سر رحمان نے اچھل کر لات مار دی اور فیاض کے ہاتھ سے ریو اور نقارہ کمرہ دور جا گرا۔ سر رحمان نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بری طرح دبوچ لیا تھا۔

میں جیکال ہوں ٹائیگر۔ مجھے چھوڑ دو جنرل قافی کو گولی مار دو۔ سر رحمان کے ہاتھ میں پھلتے ہوئے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے سر رحمان کو تیز لہجے میں کہا اور سر رحمان جو دراصل ٹائیگر تھا یہ سن کر اپنی گرفت اور مضبوط کر دی۔ اسی لمحے عمران بھی دہاں پہنچ گیا۔ اس نے ریو اور نقارہ دو فٹ کی طرف کر کے گولی چلائی ہی چاہی تھی کہ سر رحمان بول پڑے۔

میں ٹائیگر ہوں عمران صاحب یہ مجھ سے؟ اور عمران نے ریو اور نقارہ سے پھینک کر ٹائیگر کے ہاتھ میں پھلتے ہوئے فیاض کو قابو میں کر لیا عمران کی انگلیاں فیاض کی گردن کے قریب ایک مخصوص جگہ پر دھکتی ہوئی تھیں اور پھر عمران نے انگلیوں کو دبا دیا۔ اس جگہ کے دبے ہی پھٹتا ہوا فیاض یکدم ساکت ہو گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم پر فالج گر پڑا ہو۔ دیگر پولیس افسران بھی دہاں پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے عمران کو پکڑ لیا تھا۔ مگر عمران نے اسی لمحے جیب سے کارڈ نکال کر ان کے سامنے کر دیلا سیکرٹ سروس کا بیج دیکھ کر وہ خاموش ہو گئے۔

فیاض اب سر رحمان کے ہاتھوں میں بے حس و حرکت مچھول رہا تھا۔

”کیا بات ہے؟“ پرائم منسٹر نے جو یہ سب تماشاً دیکھ رہے تھے اپنے باڈی گارڈ سے پوچھا۔

”معلوم نہیں جناب کیا میں انہیں بلواؤں؟“

باڈی گارڈ نے مودبانہ لہجے میں کہا اور پرائم منسٹر نے جو عمران کو پہچان گئے تھے۔ عمران کو بلانے کا اشارہ کیا۔ باڈی گارڈ نے عمران کو پرائم منسٹر کے حکم سے مطلع کیا اور عمران نے دہاں پہنچ جانے والے سیکرٹ سروس کے ممبران کے حوالے مفلوج مجرم کو کیا اور خود ڈاکٹر اس پر چڑھ کر پرائم منسٹر کے قریب پہنچ گیا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے؟“ پرائم منسٹر نے تلخ لہجے میں عمران سے سوال کیا۔

”فلم کی شوٹنگ جناب؟“

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

مجرم کی گرفتاری کے بعد عمران کے ذہن سے وہ بوجھ یکدم ہٹ گیا تھا جس نے اسے اتنے دن تک سنجیدہ بننے پر مجبور کیا ہوا تھا۔ لہذا وہ عادت کے مطابق پرائم منسٹر کے سامنے بھی زبان پر قابو نہ رکھ سکا۔

”پرائم منسٹر کو شاید عمران سے اس جواب کی توقع نہیں تھی اس لئے وہ حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھتے رہے۔“

”آپ بے فکر ہیں اور اپنی کارروائی جاری رکھیں جناب تفصیلی باتیں بعد میں ہوں گی۔“

عمران نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا اور پھر واپس پلٹ پڑا۔ پرائم منسٹر نے ایک طویل سانس لی اور گارڈ آف آنر کے آگاہ اشارہ کیا۔ اگر عمران کی جگہ کوئی اور ایسی بات کرتا تو بھلنے اس کا کیا

تہ ہلکتا۔ مگر پرائم جسٹس عمران کو اچھی طرح جانتے تھے۔ وہ آکسفورڈ میں اس سے کلاس کیلورہ چکے تھے۔ اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آپریشن سینڈویچ کے کیس میں اسی کی وجہ سے وہ برسرِ اقتدار آئے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر عمران کو زیادہ پھیرا گیا تو وہ اور زیادہ مذاق پر اتر آئے گا۔ اس لئے وہ خاموش ہو گئے تھے۔ عمران ڈانس سے نیچے اترے اور پھر اس نے وہاں اکٹھے ہو جانے والے سیکرٹ سروس کے ممبران میں سے کپٹن شکیل کو اشارہ کیا کہ وہ مفلوج مجرم کو اٹھا کر لے۔ کپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر اسے اٹھالیا اور پھر عمران نے ٹائیگر کو بھی اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور باقی ممبران کو اس ڈیوٹی پر رہنے کا حکم دیا اور خود ان کو لے کر ایرپورٹ سے باہر چل دیا۔

یہ ایک خاصا کشادہ کمرہ تھا۔ جس کے ایک کونے میں ایک کرسی پر جیک زیدو بدستور فوٹو کم کے میک اپ میں دوسری کرسی پر صفد۔ سر رہمان کے میک اپ میں اور تیسری کرسی پر سپرنٹنڈنٹ فیاض بندھے بیٹھے تھے۔ مال میں مسلح آدمیوں کی ایک کھیمپ کی کھیمپ موجود تھی۔ اس کے علاوہ وہاں پانچ غیر ملکی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ سامنے ایک بڑی سی کرسی پر مجیم شمیم گریٹ باکس بھی موجود تھا اور درمیان میں رکھی ہوئی میز پر ایک بڑا سا ٹرائیکسیر موجود تھا۔ کمرے میں موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ گریٹ باکس کے چہرے پر تہذیب کے آثار تھے اور وہ بڑے عورتوں سے ملنا سمجھ کر دیکھ رہا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض اور صفد کو ابھی بھی وہاں لایا گیا تھا۔ جیک زیدو وہاں پہلے سے موجود تھا۔

”باس آپ ان تینوں کو تو گولی مار دیں۔ آپ نے خواہ مخواہ ان تینوں کو زندہ رکھا ہوا ہے!“

ایک غیر ملکی نے ان تینوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے باس سے کہا، اور باس نے چونک کر اس غیر ملکی کی طرف دیکھا اور پھر دوسرے لمحے اس نے گردن موڑ کر ان تینوں قیدیوں کی طرف دیکھا۔ اور پھر ایک

اس کے لئے مظہر کلیم کا شاہکار ناول آپریشن سینڈویچ پڑھیے۔

پرامتر اسی مسکراہٹ اس کے لبوں پر دینگے لگی۔
 "جارج تہیں معلوم ہے کہ ہمارا کاروبار ہمیشہ اپنی کامیابی کا جشن منایا
 کرتی ہے۔ ابھی ہماری عظیم ترین کامیابی کی اطلاع آنے والی ہے۔ میں نے
 ان تینوں کو اس لئے زندہ رکھا ہوا ہے تاکہ کامیابی کی اطلاع سن کر ان
 تینوں کا خون بہا کر ہم اپنی فتح کے جشن کا آغاز کریں گے۔"
 باس نے بڑی تفصیل سے بتلایا اور سب غیر ملکیوں کے چہرے خوشی
 سے کھل اٹھے۔

"یقیناً باس بغیر خون بہائے جشن فتح کھینکا معلوم ہوتا ہے۔" سب غیر
 ملکیوں نے مسرت سے بھرپور ہنسنے میں جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ
 باس کوئی جواب دیتا۔ اچانک کمرہ ایک تیز سیٹی سے گونج اٹھا اور سب
 چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ان سب کو اپنی کامیابی کا اتنا
 یقین تھا کہ ٹرانسمیٹر کی سیٹی سننے ہی ان سب کے چہرے مسرت سے کھل گئے
 باس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بشن آن کر دیا۔ میں آن ہوتے ہی سیٹی کی آواز
 نکلنی بند ہو گئی اور اس کی بجائے ایک بھاری بھر کم آواز گھرے میں
 گونجنے لگی۔

"ہیلو ہیلو نمبر ۲ کا ٹنگ گریٹ باس اور۔"
 "میں گریٹ باس انڈنگ رپورٹ اور۔" گریٹ باس نے
 اشتیاق بھرے ہنسنے میں کہا۔
 "باس غضب ہو گیا ہمارا مشن ناکام ہو گیا۔ جنرل کافی کو گولی نہیں ماری
 جاسکی۔ جیکال گرفتار ہو گیا اور۔"
 دوسری طرف سے بولنے والے نے جواب دیا اور پھر اپنی کامیابی کی

خبر سننے کے مختصر غیر ملکی اور گریٹ باس ناکامی کی خبر سن کر حیرت سے بت
 بن کر رہ گئے۔ ان سب کے چہروں پر یکدم تاریکی چھا گئی۔
 "یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ ناممکن ہے۔ ہمارا کاروبار ہی کا پلان فیل ہو نہیں سکتا
 تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم کو اس کو رہے ہو۔ میں تمہاری کھال کھینچ لوں گا۔"
 نہیں جھوٹ بولنے کی جرات کیسے ہوگی اور۔"
 گریٹ باس ناکامی کا سن کر پاگل ہو گیا۔ اس کے منہ سے غصے کے مارے
 جھاگ نکلتے لگی۔ اسے اس خبر پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔
 "آپ یقین کریں باس ایسا ہو چکا ہے اور۔"

دوسری طرف سے بولنے والے نے ہنسنے میں جواب دیا۔
 "مگر یہ ناممکن ہے۔ ہمارا کاروبار ہی آج تک ناکام نہیں ہوئی۔ اس سن آف
 ہیج ٹائیگر نے کچھ نہیں کیا اور اگر وہ کچھ نہیں کر سکا تو جیکال کہاں مر گیا تھا تفصیل
 بتاؤ اور۔"

گریٹ باس کو ابھی تک اس خبر پر یقین نہیں آ رہا تھا۔
 "باس ایرپورٹ کی حدود میں سخت چیکنگ تھی اس لئے میں وہاں
 سے دور سرحدوں کے کارڈرائیور کے روپ میں موجود تھا۔ بس اتنا معلوم
 ہوا ہے کہ کسی علی عمران کو جیکال پر ٹنگ پڑ گیا۔ اس نے اسے مفلوج کر دیا۔
 اور جنرل کافی کو کاندھا آف آؤ دینے کے بعد وہی آئی۔ یہی وہم میں پتھا دیا
 گیا۔ ٹائیگر بھی کچھ کر سکا۔ چونکہ فی الحال اس کی پوزیشن مضبوط تھی۔ اس لئے
 وہ علی عمران کو پکڑ دے کر اپنی کار میں لے آیا۔ میں ٹوائسٹ سے آپ کو کال
 کر رہا ہوں کیونکہ ٹائیگر نے مجھے آپ کو اطلاع کر کے مزید احکامات لینے کا
 آرڈر دیا ہے۔ ٹائیگر بحیثیت سرحدوں ان سب کو اپنے آفس لے آئے ہیں۔"

اور آپ کے مزید احکامات کے منتظر ہیں۔ نمبر ۲ نے تفصیل بتلائی۔
 ”ہونہ۔ اس کا مطلب ہے غلطی جیکال نے کی۔ کیا علی عمران بھی آفس
 میں موجود ہے اور گریٹ باس نے چونک کر پوچھا۔
 ”جی ہاں جناب وہ بھی موجود ہے اور فی الحال انہیں سر رحمان پر کوئی
 شک نہیں ہے۔ سر رحمان چونکہ ڈائریکٹر انشٹی جنس ہیں اور چیر علی عمران کے
 باپ بھی ہیں اس لئے اگر وہ چاہے تو عمران کو ذیل کر سکتے ہیں اور۔
 نمبر ۲ نے جواب دیا۔

اگر ہمارا یہ مشن ناکام ہو گیا اور اس کے بدلے عمران ہمارے ہتھے
 چرہ سکتا ہے تو پھر ہم ناکام نہیں ہوتے۔ بلکہ ہم نے ایک بہت بڑی
 کامیابی حاصل کر لی ہے۔ کانفرنس کو منبوتا کرنے کے لئے ابھی تھوڑے پاس
 دو سرفاراد محفوظ ہے۔ جو کسی قیمت پر ناکام نہیں ہو سکتا۔ تم ٹائیگر کو میرا حکم
 دے دو کہ وہ علی عمران کو اور جیکال کو لے کر فوراً جینڈ کو آجائے۔ تم
 انہیں لے آؤ اور گریٹ باس نے مسرت سے تمنا کرتے ہوئے
 بچے میں جواب دیا۔

”بہتر سر میں انہیں لے کر ابھی پہنچ جاتا ہوں اور۔“

نمبر ۲ نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل۔ گریٹ باس نے جواب دیا۔ اور پھر ڈائریکٹر کا پیش
 آف کر دیا اور پھر غیر ملکیوں کی طرف دیکھنے لگا جو تہہ تیہ تھے۔
 ”دوستو یہ تعجب ہے کہ بظاہر ہمارا یہ وار ناکام گیا ہے مگر میں سمجھتا
 ہوں کہ اگر اس کی بجائے علی عمران ہمارے ہتھے چرہ جاتا ہے تو پھر یہ ناکامی
 عظیم کامیابی میں بدل جائے گی۔ کیونکہ کانفرنس ہال کو تباہ کرنے کا پلان اپنی

جگہ موجود ہے اور وہ پلان اتنا عمدہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کی کامیابی
 کو ناکامی میں نہیں بدل سکتی۔ صرف علی عمران ایک ایسا کاٹھارہ گیا تھا جو کسی
 صورت بھی قابو میں نہیں آ رہا ہے۔ جبکہ ہمارے ملک سے بار بار یہ بدایت
 دی جا رہی تھی کہ میں سب سے پہلے علی عمران کو ختم کر دوں۔ کیونکہ ان کی نظر میں
 علی عمران کسی بھی مشن کو ناکام کرنے کے لئے پوری دنیا میں ایک سمبل کی
 حیثیت حاصل کر چکا ہے۔ اب جب میں علی عمران کو قتل کر دوں گا۔ تو
 یقیناً اعلیٰ حکام ہمارے کارکردگی پر خوش ہو جائیں گے اور یہ بھی اپنی جگہ ہمارے
 ایک بہت بڑی کامیابی ہوگی۔“

گریٹ باس نے اپنے ساتھیوں کو سمجھایا ادا ان صوب کے چہرے
 ایک بار پھر کھل اٹھے۔



عمران کے چہرے چلے ہوئے وہ ایڈپورٹ کی مخصوص حدود
 سے باہر نکل آئے تو عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”کیا تم جینڈ کو آرڈر سے ڈائریکٹ یہاں آئے تھے؟“

”جی ہاں اگر مجھے بند کار میں لے آیا گیا تھا۔ اور مجھوں نے مجھے
 بھی ڈاج کیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ سپرٹنڈنٹ قیاض کے روپ میں

مجرموں کا آدمی جیکال ہے۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔
"جو کار تہیں یہاں لے آئی تھی کیا ابھی تک یہاں موجود ہے؟"
عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"جی ہاں وہ کار پارکنگ شیڈ میں موجود ہے۔ اس کا ڈرائیور مجرموں کا آدمی ہے۔ مجھے مشن کے بعد واپس لے جانے کے لئے وہ وہیں کھڑا ہوا ہے۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اب تم ایسا کر دو کہ سر رحمان بنے۔ ہو مجھ پر بھی رعب پائے رکھنا اور سیدھے اپنے آفس کار لے چلو۔ وہاں میں ڈرائیور کو ٹریپ کر کے جیٹ کوارٹر کا پتہ معلوم کر لوں گا۔ ہمیں آج ہی جیٹ کوارٹر پر حملہ بول دینا چاہیے۔ کیونکہ وہ کسی بھی لمحے دوسرا وار کر سکتے ہیں اور ضرور ہی نہیں ہے کہ ہر بار مجرموں کا دار خالی چلے۔"

عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔
جیکال کپٹن شکیل کے کاندھے پر لٹا ہوا تھا۔ سچانے عمران کے اس کی کون سی رگ دبائی تھی کہ ہٹنا جلتا تو ایک طرف ہولنے تک سے معذور ہو چکا تھا۔

جب ٹائیگر کی رہنمائی میں یہ قافلہ پارکنگ شیڈ میں پہنچا تو وہاں ایک بند کار موجود تھی۔ ٹائیگر نے ان سب کو کار میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر خود ڈرائیور کے ساتھ فرٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے بڑی بھی خیر نظر دن سے ٹائیگر کی طرف دیکھا اور ٹائیگر نے اسی کی طرف دیکھتے ہوئے مخصوص انداز میں آنکھ دبا دی۔ اشارہ ملے ہی ڈرائیور کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ ریگ گئی۔

"دفتر لے چلو۔" ٹائیگر نے سر رحمان کے پیچھے میں ڈرائیور کو حکم دیتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ پارکنگ شیڈ سے باہر بھی آئے پورٹ سیکورٹی پولیس نے سر رحمان کے شناختی کاغذات چیک کئے اور پھر انہیں جانے کی اجازت دے دی۔ ٹائیگر ڈرائیور کو اشارے سے راستہ بتلاتا رہا اور جلد ہی وہ ڈائریکٹر انٹیلیجنس کے آفس میں پہنچ گئے۔ ٹائیگر نے ڈرائیور کو باہر رکنے کا اشارہ کیا اور پھر عمران سمیت وہ اور کپٹن شکیل آفس کے اندر بیٹھ گئے۔ سر رحمان کا دفتر ساؤنڈ پروف تھا۔ عمران نے جیکال کو صوفے پر لٹنے کا اشارہ کیا۔ اور کپٹن شکیل نے اسے صوفے پر لٹا دیا۔

"کپٹن شکیل تم باہر جاؤ اور ڈرائیور کا خیال رکھنا وہ کہیں بھاگ نہ جائے۔ میں جیکال سے جیٹ کوارٹر کا پتہ پوچھنے کی کوشش کرتا ہوں۔"
عمران نے کپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور کپٹن شکیل خاموشی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر کمرہ لاک کر دیا اور پھر بھاگ کر بند کی سے بندھا ہوا خنجر نکال لیا۔ ٹائیگر خاموشی سے ایک طرف کھڑا یہ سب کارروائی دیکھ رہا تھا۔ عمران کے چہرے پر تنہا نکلتے ہی وہ بند کی کے اتنے واضح اثرات نظر آنے لگے تھے کہ ٹائیگر کے جسم میں سرخی کی لہر دوڑ گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ اب جیکال کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ عمران خنجر ہاتھ میں لئے صوفے کی طرف بڑھا۔ اور پھر اس نے ایسا بایاں بات کرنا جیکال کی گردن کی پشت کی طرف بڑھایا اور پھر اس نے انگوٹھے سے جیسے ہی اس کی گردن کی پشت پر موجود ایک رگ دبائی جیکال ایک جھرجھری لے کر حرکت میں آ گیا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

جیکال میرا نام علی عمران ہے۔ میں تمہیں صرف دو منٹ کا وقت دیتا ہوں کہ تم ہیڈ کوارٹر کے متعلق سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ ورنہ میں تمہارا ریشہ ریشہ انگ کر دوں گا۔

عمران کہے بغیر میں زخمی چیتے کی سی غراہٹ تھی۔
جیکال چند لمحے خاموش بیٹھا عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بے نیازی سے کندھے جھٹکے اور ٹائیگر کی طرف رخ کر کے کہنے لگا۔
”تم نے ہمارے ساتھ دھوکا کیلئے۔ تم بھی سیکرٹ سروس کے آدمی ہو۔ مگر یاد رکھو ٹارگٹری کو دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔ ہماری تنظیم تم سے ایسا خوفناک بدلے لے گی کہ آئندہ کسی کو یہ ہرأت نہ ہوگی کہ مارا کاری کو دھوکا دے سکے۔“

جیکال کہے بغیر میں سپاٹ بن تھا۔
عمران ٹانگہ میں خنجر لئے خاموش کھڑا تھا جب جیکال نے بات ختم کی تو عمران خنجر کو ٹانگہ میں دبائے قدم بہ قدم آگے بڑھنے لگا۔ اب جیکال اس کی طرف مستوجہ ہو گیا۔ ویسے جیکال کا حوصلہ قابلِ داد تھا۔ موت کو یوں اپنے سامنے دیکھنے کے باوجود اس کا چہرہ قطعی سپاٹ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ موت سے بے نیاز ہو چکا ہو۔ پھر جیسے ہی عمران اس کے قریب پہنچا۔ جیکال نے اپنا ٹانگہ قلابازی کھائی اور وہ صوفے سمیت پھلی طرف الٹ گیا۔ اب وہ قطعی طور پر خنجر کی زد سے محفوظ تھا۔ دوسرے لمحے صوفہ اڑتا ہوا عمران کی طرف آیا۔ گو صوفہ خاصا بھاری تھا۔ اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ عمران صوفے کی ضرب سہارا نہیں سکے گا۔ مگر عمران اپنی جگہ جما ہوا تھا۔ جیسے ہی صوفہ اڑتا ہوا اس کے قریب آیا۔ عمران نے

مخصوص انداز میں اپنا ماتھا اونچا کیا اور دوسرے لمحے صوفے کا رخ بدل گیا ہے اور وہ ایک دھمکے سے سائیڈ میں جاگرا۔ عمران ویسے ہی اپنی جگہ کھڑا تھا۔ اب اس کی آنکھوں میں موجود زندگی کچھ اور زیادہ ابھرائی تھی۔ جیکال نے جب یہ دیکھا کہ اس کا یہ وار خالی گیا ہے تو اس نے عمران کے سینے پر فلائنگ کلک مارنی چاہی۔ مگر جیسے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھا عمران نے خنجر ایک طرف پھینک دیا اور پھر اس سے پہلے کہ جیکال کی لالت عمران کے سینے پر پڑتی۔ عمران دونوں ہاتھوں سے اس کی ٹانگ کو گرفت میں لے چکا تھا۔ اور اس نے جھٹکا دے کر جیکال کو گولے میں پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے اس پر پھلانگ لگا دی۔ جیکال کا جسم جیسے ہی زمین کے ساتھ لگا۔ عمران اس کے سینے پر سوار ہو گیا۔ اور دوسرے لمحے جیکال کے منہ سے نکلنے والی بھانک چنچ سے کمرہ گونج اٹھا۔ عمران نے جیکال کی جانب آنکھوں میں اپنی انگلی پوری طاقت سے گھسیڑ دی تھی۔ اس کی انگلی جیکال کی آنکھوں میں کسی نشتر کی طرح گھسیٹتی چلی گئی تھی اور جیکال کی آنکھ سے خون بہنے لگا۔ جیکال بری طرح تڑپ رہا تھا۔

عمران نے اس کی آنکھ سے خون سے تھری ہوئی انگلی نکال کر پوری قوت سے دوسری آنکھ میں گھسیڑ دی اور کمرہ ایک بار پھر جیکال کی چیخوں سے گونج اٹھا اس کے ساتھ ہی عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
”لکڑہ کر وہیں نہیں مرنے نہیں دوں گا۔“

عمران نے ایسے کچے میں کہا جسے اس نے جیکال کی دونوں آنکھیں کالنے کی بجائے معمولی سی چٹکی بھری ہو۔
”میں نہیں جتاؤں گا۔ نہیں بتاؤں گا۔ جیکال نے جو فرش پر پڑا تڑپ

ہاتھ پیچ کر جواب دیا۔ اس کی دونوں آنکھوں سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کے چہرے کے نقوش اذیت کی وجہ سے بگڑ گئے تھے۔
عمران نے خاموشی سے فرش پر پڑا ہوا خنجر اٹھایا اور پھر اس نے ٹائیگر کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔ ٹائیگر جو دم سجدہ کھڑا یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا۔ خاموشی سے آگے بڑھ آیا۔

”اسے اٹھا کر صوفے پر ڈالو اور اسے اچھی طرح باندھ دو۔“

عمران نے اپنی پتلون کی جیب سے ٹائیگون کی دسی نکالتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے فرش پر تڑپتے ہوئے جیکال کو اٹھا کر صوفے پر یوں بے ددسی سے پھینک دیا جیسے کسی نے جان چیر کو پھینکا جاتا ہے۔ جیکال اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے ابھی تک صبح رہا تھا۔ اور پھر ٹائیگر نے اس کے پیٹ پر اپنا گھٹا رکھ کر دسی سے اسے اچھی طرح باندھ دیا۔ اب جیکال حرکت کرنے سے بھی معذور تھا۔

”یہ خنجر لو اور اس کی ناک کاٹ دو۔“

عمران نے خنجر ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے خنجر عمران کے ہاتھ سے تولے لیا۔ مگر شاید وہ اتنے بھیاںک اقدام کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں تھا۔ اس لئے وہ قد سے ہچکا۔

”ٹائیگر۔“ عمران نے اسے جھٹکے دیکھ کر انتہائی سخت لہجے میں ڈانٹا۔ عمران کی آواز میں اس قدر کڑھکی تھی کہ ٹائیگر کسی مشین کی طرح آگے بڑھا اور پھر اس نے تیز خنجر کی چار سے ایک جھٹکے میں جیکال کی ناک جڑ سے کاٹ پھینکی اور جیکال کے منہ سے ایک بار پھر چیخوں کا طوفان اٹھنے لگا۔

”کئے مار مار کر اس کے تمام دانت توڑ دو۔“ عمران نے سپاٹ لہجے میں

ٹائیگر کو حکم دیا اور ٹائیگر نے آگے بڑھ کر جیکال کے منہ پر کموں کی بارش کر دی۔ پھر اس نے اس وقت ہاتھ دو کا جب جیکال کے دونوں جیسے ٹیڑھے ہو گئے اور اس کے دانت ٹیڑھے ہو کر اس کے حلق میں گھس نکلتے جیکال بے ہوش ہو گیا۔

”اس کے بازو میں خنجر مار کر اسے ہوش میں لے آؤ۔“

عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے خنجر ایک جھٹکے سے جیکال کے بازو میں گھونپ دیا اور جیکال ایک چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ جیکال کی برسی حالت تھی درد کی شدت سے اس کا تمام جسم کانپ رہا تھا۔ وہ برسی طرح اپنا سر ادھر ادھر مار رہا تھا۔

”اس کے پاتوں کے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں باری باری کاٹ ڈالو۔“

عمران نے ٹائیگر کو حکم دیا اور ٹائیگر خاموشی سے خون میں متھر خنجر نے کر آگے بڑھا اور پھر اس نے جیکال کے بندھے ہوئے پاتوں کی ایک انگلی ایک ہاتھ سے پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے اس پر خنجر کا وار کیا اور انگلی پھٹنے سے اپنی جگہ چھوڑ گئی جیکال کے جسم پر ظاری کیکیا جٹ اور پڑھ گئی اس کے منہ سے اب چیخوں کی بجائے سکھیاں نکل رہی تھیں۔ شاید اب اس میں جھنجھنے کی بھی بہت نہیں رہی تھی۔ ٹائیگر نے دوسری انگلی بھی کاٹ دی۔ اور اسی لمحے جیکال کی قوت برداشت جواب دے گئی۔

”بتلاتا ہوں تم وہ دند سے جو تم انسان نہیں ہو وحشی ہو۔ دند سے جو جیکال بن سکتے ہو کئے لہجے میں کہا۔

”اب بتلانے کا وقت گزر چکا ہے مسٹر جیکال۔“

عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور ٹائیگر کو جو جیکال کی بات سن

کر رک گیا تھا کالہ دانی جا رہی رکھنے کا اشارہ کیا۔

”جب یہ بتلائے پر آمادہ ہے عمران صاحب تو پھر مزید کارروائی رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔“

ٹائیگر جواب تک خاموشی سے عمران کے حکم پر عمل کر رہا تھا۔ احتجاج کے بغیر رہ سکا تھا۔ شاید وہ بھی اس وحشت ناک درندگی سے متاثر ہو چکا تھا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ورنہ تمہارا بھی یہی حشر ہو سکتا ہے۔“ عمران نے خوشنوار بچے میں کہا اور ٹائیگر نے ایک جھلکے سے جیکال کی تیسری انگلی بھی کاٹ ڈالی۔

”مجھے مار ڈالو ظالم درندو مجھے مار ڈالو۔“ جیکال نے جیسے ہونے لگا۔ ”کیا تم دندہ کرتے ہو کہ تم سب کچھ سچ سچ بتا دو گے۔“ عمران نے سیٹا لہجے میں پوچھا۔

”ہاں میں وعدہ کرتا ہوں مگر مجھے کھول دو مجھے پانی پلاؤ۔“ جیکال نے کہتے ہوئے کہا اور عمران کے اشارے پر جیکال کے جسم پر بندھی ہوئی۔ سی کھول دی اور پھر کونے میں موجود یفرج سے پانی کا جگ نکال کر اس نے گلاس میں پانی اندھا اور جیکال کے دائیں ہاتھ میں گلاس پڑا دیا۔ جیکال نے کانپتے جوتے ہاتھ سے گلاس پکڑا اور پھر ایک جھلکے سے گلاس کا تمام پانی اپنے منہ میں اندھا لیا۔ اور پھر اس نے گلاس پر اپنے ہاتھ کی گرفت مضبوط کی اور دوسرے ہاتھ سے وہ جھٹکا کھا کر فرش پر گر گیا اس سے پہلے کہ ٹائیگر اور عمران کچھ سمجھتے جیکال نے گلاس پوری قوت سے فرش پر مار کر توڑ دیا۔

”اسے پکڑو یہ خودکشی کر رہا ہے۔“ عمران نے چیخ کر کہا مگر اس سے پہلے کہ ٹائیگر اور عمران دونوں اسے سنبھالتے اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا گلاس جو ٹوٹ چکا تھا پوری قوت سے اپنی کندھی پر دے مارا۔ شیشے کی گریباں اس کے سر میں گھسٹی چلی گئیں اور اس کے سر سے خون کی دھاریں بہنے لگیں اور جیکال چند لمحوں تک فرش پر تڑپنے کے بعد ٹھنڈا ہو گیا اس کی لاش کی حالت اتنی بگڑ چکی تھی کہ اس منظر کو دیکھنے کے لئے بھی جو حملے کی ضرورت تھی۔

”بہت سخت جان نکلا۔“

ٹائیگر نے مرعوب ہونے والے بچے میں کہا۔

”ٹائیگر دروازہ کھول کر باہر جاؤ اور کیپٹن شکیل اور ڈرائیور کو اندر لے آؤ۔“

عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر خاموشی سے باہر نکل گیا چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل اور ڈرائیور اندر داخل ہوئے۔ گھر سے کی صورت حال دیکھ کر ڈرائیور کی جو حالت ہوئی تھی سو ہوئی۔ کیپٹن شکیل بھی دروازے میں ٹھٹک کر رہ گیا۔

”تم نے جیکال کی لاش دیکھ لی ہے۔ اگر تم بھی اسی حالت میں رہنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ درندہ سب کچھ سچ سچ اگل دو۔“ عمران نے سرد لہجے میں ڈرائیور سے کہا۔

اور ڈرائیور کا چہرہ جیکال کی گڑھی ہوئی لاش دیکھ کر ہی خندہ پڑ چکا تھا ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگا اسے شاید ٹائیگر کی اصلیت کا ابھی تک علم نہیں ہو سکا تھا۔

”سچ بتلاؤ ورنہ تمہیں اس سے بھی زیادہ بھیا تک موت کا سامنا کرنا پڑے گا۔“

ٹائیگر نے عمران سے بھی زیادہ سخت لہجے میں جواب دیا۔ ڈرائیور خاموشی سے کچھ دیر ہاتھ دھو کر فیصلہ نہیں کر پاتا تھا۔

”ٹائیگر اسے بھی صوفے سے باندھ دو اور اپنی کارروائی شروع کر دو۔ جو کچھ جیکال بتلا چکا ہے وہی کافی ہے۔ مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔“ عمران نے اسے کش مکش میں مبتلا دیکھ کر سپاٹ لہجے میں ٹائیگر کو حکم دیا۔ اور ٹائیگر ڈرائیور کی طرف بڑھنے لگا۔

”بتلاتا ہوں میں اس طرح کی موت مرنا نہیں چاہتا۔ میں نے سب کچھ بتلانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ موت تو دونوں طرف سے ہے۔ اگر میں بتلاؤں گا تو گریٹ باس مجھے مار دے گا اور اگر نہ بتلاؤں گا تو تم مار دو گے۔ تمہارا ہاتھوں آنے والی موت گریٹ باس سے زیادہ بھیا تک ہے۔“

ڈرائیور نے کانپتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے بتلاؤ جلد کو اور تم کہاں ہے۔“

عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

”ہمارا جمیڈ کوآرڈریٹری شہر دو بیاباں ہے۔ نمبر سکس فین کالونی جو نظام ایک بہت بڑے گھرشل ادا سے چیف کا رپورٹیشن کا دفتر ہے۔“ ڈرائیور نے جواب دیا۔

اور پھر عمران نے یکے بعد دیگرے سوالات کر کے ڈرائیور سے سب کچھ پوچھ لیا۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ ڈرائیور اسے اس سے زیادہ کچھ نہیں بتلا سکتا تو اس نے خاموشی سے جبیب سے ریوالور نکالا اور اس کا

رخ ڈرائیور کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

”چونکہ تم نے سب کچھ بتلا دیا ہے۔ لہذا میں تمہارا ہی موت کو آسان بنا دیتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ گولی سیدھی ڈرائیور کی پیشانی پر پڑی اور وہ ایک مدہم سی چیخ مار کر الٹ گیا۔ دوسرے لمحے وہ غلط پڑ چکا تھا اس کی کھوپڑی ریزہ ریزہ ہو چکی تھی۔“

عمران نے ریوالور جبیب میں ڈالا اور پھر اپنے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی اتار کر اس کا ونڈیشن کھینچ کر گھڑی کی سوئیاں ادا کر رکھنے لگا۔ جب دونوں سوئیاں مخصوص ہندسوں پر پہنچ گئیں تو اس نے ونڈیشن اور کھینچ لیا ونڈیشن کے دوبارہ کھینچنے سے گھڑی تھمے و میکان میں سرخ رنگ کا ایک نقطہ چمکنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ نقطہ سبز ہو گیا۔ اور عمران نے گھڑی کو منہ سے لٹا کر کہا۔

”ہیلو جیلو جیلو۔ کالنگ گریٹ باس اور۔“

عمران کا لہجہ قلعی ڈرائیور سے مشابہ تھا۔

دوسری طرف سے فوراً گریٹ باس کی آواز سنائی دی۔ عمران نے پہلے تو گریٹ باس کو مشن کی ناکامی کی خبر سنا دی جس کا رد عمل گریٹ باس پر بہت سخت ہوا مگر جب عمران نے ٹائیگر کی صفو ظاہر پوزیشن علی عمران کے قابو آنے کی بات کی تو گریٹ باس نے فوراً علی عمران سمیت انہیں جمیڈ کوآرڈر آنے کا حکم دیا اور رابطہ قائم ہوتے ہی عمران کے چہرے پر ایک ڈسپری میں سکرا جٹ برینگ گئی۔ وہ جمیڈ کوآرڈر میں دلچسپی کا سکوپ پیدا کر چکا تھا۔

”تم ڈرائیور کا میک اپ کرو سکیں۔ ہم جتنی جلد جمیڈ کوآرڈر پر پہنچیں

ہا ہے اور تمہیں ایکسٹو کی یاد ستارہ ہی ہے اور اینڈ آل
عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیا اور پھر رابطہ ختم کر کے
وہ کار میں آ بیٹھا۔

اب چلو! عمران نے کپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور
کپٹن شکیل نے گاڑی آگے بڑھا دی۔



گرینٹ باس کے برسی بے معنی سے گھر سے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے
چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا کہ کسی تو اس کا چہرہ مرث
سے کیل اٹھا اور کسی نصے سے اس کے نقوش سی لگ رہے تھے جیسے
وہ یکدم رک گیا اور پھر اپنے آرمیوں سے مخاطب ہو کر بولا۔

”سلو جم ملی ٹران اس استقبال آپریشن روم میں کرنا چاہتے ہیں۔ ان
قیدیوں کو روم نمبر تحریری میں بنیاد واد ریم آپریشن روم میں آ جائے۔
باس نے ایمانک فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور پھر قدم بڑھا کر مال
سے باہر نکل گیا۔

اور جب باقی غیر ملکی آپریشن روم میں داخل ہوئے تو باس شیشے
کے مخصوص کیمین میں الیسان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اب اس کے چہرے پر

بائیں اتنا ہی الجھا ہے۔
عمران نے کپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر اپنے کالر سے ایک جھسی
سیک اپ باکس نکال کر کپٹن شکیل کو دے دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد کپٹن
شکیل ڈرائیور کا روپ دھار چکا تھا۔ اس نے ڈرائیور کا لباس اتار کر پس
لیا اور اب وہ مکمل طور پر نمبر نو بن چکا تھا۔ آفس سے نکل کر وہ کار میں آگئے۔
کپٹن شکیل نے ڈرائیورنگ سیٹ سلیمال لی۔ ٹائیگر اس کے قریب بیٹھ
گیا۔ جبکہ عمران کھلی سیٹ پر جیتھ چکا تھا۔

”میں عمران صاحب۔ کپٹن شکیل نے پوچھا۔
”عہدہ۔ عمران نے اچانک کچھ سوچ کر کہا اور پھر وہ کار سے باہر نکل آیا۔
اس نے ریٹ واپس کا بین ایک بار پھر کھینچ کر سونیاں گھما کر فریو لسی سیٹ
کی اور پھر وندین مزید کھینچ لیا۔ سرخ نقطہ ایک بار پھر چمکنے لگا۔ مگر وہ فوراً ہی
سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا۔

”جیلو بولیا میں عمران بول رہا ہوں تمام ممبران کو کہہ دو کہ وہ مسلح ہو کر
فورا قریبی شہر نزدیکی تھیں کالونی کی ممبرسکس عمارت کو گھر لیں۔ یہ مجرموں
کا سینڈ کوئٹ ہے۔ جب میں خطرے کا کاشن دوں تو انہوں نے عمارت پر
حملہ کر دینا ہے۔ اس آپریشن کی انچارج تم ہوگی۔ عمارت سے ایک آدمی
بھی بچ کر نہیں نکلتا چاہیے۔ اور۔“

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔
مگر ایکس تو کہاں ہے یہ حکم تو اسے دینا چاہیے تھا۔ اور۔
بولیا کے بے میں ہلکا سا احتجاج تھا۔
”جو میں کہہ رہا ہوں فوراً کرو۔ یہاں ایک ایک لمحہ قیامت ہی کر گزرتا۔“

الہیستان اور سکون کے تاثرات تھے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے ہال میں وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھ رہا تھا۔ اور یہاں اسے اپنی حفاظت کے سلسلے میں مکمل الہیستان ہو۔

تم لوگ جیسے جاؤ گریٹ باس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا۔ اور وہ سب آپریشن روم میں موجود کرسیوں پر خاموشی سے بیٹھ گئے۔ وہ خود بھی علی عمران کی آمد کے بڑی بے چینی سے منتظر تھے۔ انہوں نے بھی اب تک علی عمران کے میجر العقول کا رناموں کے متعلق بہت کچھ سنا ہوا تھا۔ مگر ان کا کراؤ اس سے نہیں ہو سکا تھا۔ اتنا انہیں معلوم تھا کہ گینگ نمبر ۲ اپنے تمام آدمیوں سمیت نیست و نابود ہو گیا اور وہ سب کچھ کرکٹل جانے میں کامیاب ہو گئے۔

اور دوسری بات یہ کہ آج تک ہمارا کدھی کبھی اپنے مشن میں ناکام نہیں ہوئی مگر اس ملک میں آمد کے بعد چلے ہی دار میں اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ان سب باتوں سے وہ محسوس کر رہے تھے کہ علی عمران دنیا کی خطرناک ترین شخصیتوں میں سے ایک ہے اور وہ واقعی اگر قابو ہو جاتا ہے تو یہ ناکامی نہیں بلکہ عظیم کامیابی ہے۔

اسی لمحے انہوں نے باس کو چونکتے دیکھا کیونکہ گھرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز گونج اٹھی تھی۔ باس نے بڑی پھرتی سے سیٹر کی سائڈ میں لگے ہوئے ایک بٹن کو دبایا۔ بٹن دبتے ہی گھرے کی دیوار کے ساتھ موجود ایک سکریں روشن ہو گئی۔ سکریں پر عمارت کے بیرونی دروازے کا منظر نظر آ رہا تھا۔ گریٹ پر آکر رکی تھی اور ڈرائیور اتر کر مسلح چوکیدار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سردار عثمان بھی اس کے ساتھ تھے۔

گریٹ باس نے تیزی سے ایک اور بٹن دبایا اور بیرونی گیٹ پر چلنے والا سرخ رنگ کا بلب سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ کلر تبدیل ہوتے ہی مسلح محافظ بھی متوجہ ہو گئے اور انہوں نے گریٹ کھول دیا۔ ڈرائیور اور سردار عثمان تیزی سے سڑک کار میں بیٹھ گئے۔ اور کار عمارت کے اندر داخل ہو گئی اور پھر ایک دہراڑی پر گھومتی ہوئی عمارت کے کافی بڑے پورچ میں آکر رک گئی۔

کار کے رکتے ہی چار مسلح آدمی کار کی طرف بڑھے اور ہر کار کا دروازہ کھول کر سردار عثمان، ڈرائیور اور کچھلے دروازے سے علی عمران باہر نکل آیا۔ علی عمران کو دیکھتے ہی گریٹ باس کا چہرہ کھل گیا۔ عثمان بڑی حیرت سے عمارت اور مسلح محافظوں کو دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ سردار عثمان سے مخاطب ہوا۔

جو بے حد متوجہ رہا تھا اس کی آواز آپریشن روم میں گونج رہی تھی۔

ڈیڈ می ہم کہاں آ گئے ہیں؟

جہنم میں۔ سردار عثمان نے بڑے فیصلے انداز میں اسے ڈانٹتے ہوئے جواب دیا۔

مگر ڈیڈ می یہ جہنم تو ایر کنڈیشنڈ معلوم ہوتی ہے۔ دیکھتے ہوئے جگہ ایر کنڈیشنڈ لگے جاتے ہیں؟

عثمان نے بڑی مصومیت سے کہا۔ اور سردار عثمان اسے بڑی غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

”بڑے صاحب کو ہمارے آمد کی اطلاع دے دو۔“

سردار عثمان نے ایک محافظ سے مخاطب ہو کر بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

”شریف لائیے جناب بڑے صاحب آپ کا شدت سے انتظار“

کر رہے ہیں۔ ایک محافظ نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔
گریٹ باس نے عمران کو ٹریپ کرنے کے لئے پہلے ہی انتظامات
صادر کر دیئے تھے۔ چنانچہ عمران اور سر رحمان اس محافظ کے پیچھے پیچھے
چلتے ہوئے مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک دروازے کے سامنے
پہنچ گئے۔ ڈرائیور بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔

اندر تشریف لے جایئے جناب۔ محافظ نے مودبانہ انداز میں ایک
طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ خود بخود کھل گیا اور پھر سب سے
پہلے سر رحمان اس کے پیچھے عمران اور اس کے بعد ڈرائیور اندر داخل ہوا۔
ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور اس کے ساتھ
ہی اس پر لوہے کی ایک چادر سی گر گئی۔ اب اس چادر کو ہٹائے بغیر
مدوازہ کسی قیمت پر کھل نہیں سکتا تھا۔

گریٹ باس نے دروازے پر شیشے کے گلاسز دیا تھے۔ ایک
فائنجانہ قہر مارا اور آپریشن دوم میں موجود غیر ملکیوں کے چہرے بھی کھل اٹھے
کیونکہ اب عمران اس کمرے میں قید ہو چکا تھا۔ وہ سکرین پر دیکھ رہے تھے۔
کہ کمرے میں داخل ہوتے ہی عمران بڑے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر
دیکھ رہا تھا کیونکہ کمرہ قطعی طور پر ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا۔ وہ
بڑے متعجب انداز میں سر رحمان اور ڈرائیور کی طرف دیکھنے لگا۔ ان دونوں
کے چہروں پر ملکی سی سکراپٹ تھی۔

ڈیڈ می۔ یہ ہم کہاں آگئے ہیں؟ عمران نے بڑھی حیرت سے سوال کیا۔
تمہارے ڈیڈ می نے صحیح جواب دیا تھا کہ یہ جہنم ہے۔ گریٹ
باس کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔

کیا تم جہنم کے دانو نہ ہو؟ عمران نے بڑھی مسخویت سے پلکیں
بھینکتے ہوئے پوچھا۔
باس کو جیکال کی حماقت سے ہمارا مشن ناکام ہو گیا۔ مگر ہم اس کے
مے عمران کو لے آئے ہیں۔

ٹائیگر نے پہلی بار زبان کھولی اور اس بار اپنے اصل لہجے میں بولا تھا
اور عمران نے چونک کر اسے دیکھا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے
آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

کیا تم سر رحمان نہیں ہو؟ عمران نے چونک کر دو قدم پیچھے ہٹتے
ہوئے ٹائیگر سے سوال کیا۔

اس ڈرامے کی ضرورت نہیں عمران۔ میں اتنی نہیں ہوں۔ مجھے معلوم
ہے کہ تم ایک ہی تھیلی کے پٹے تھے ہو۔ یہ ٹائیگر بھی تمہارا ہی آدمی ہے اور
باس ڈرائیور کے روپ میں سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر ہوگا۔

گریٹ باس کی طرف سے پھر پور آواز گونجی اور باس کی اس بات
پر صرف ٹائیگر اور ڈرائیور چونک پڑے بلکہ آپریشن دوم میں بیٹھے ہوئے
یہ عملی بھی حیرت سے اچھل پڑے۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس میں تو نمبر ٹیموں۔ ڈرائیور نے
حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

میں ٹھیک کہہ رہا ہوں دوستو اتنی رسمی تنظیم کا سربراہ اتنی نہیں
ہو سکتا جسے تم جیسے لکڑا کلاس جاسوسی اتنی آسانی سے دھوکا دے
سکیں۔ میں تمہیں بتانا ہوں کہ اگر ٹائیگر تمہارا آدمی نہ ہوتا۔ تو ہمارا آپریشن
ناکام نہ ہوتا۔ جیکال صرف اس لئے بکرا گیا کہ ٹائیگر نے موقع

برکار دوائی نہیں کی تھی۔ اس لئے مجبوراً جیکال کو خود آگے بڑھنا پڑا۔ ورنہ وہ کبھی بھی اپنے آپ کو مشکوک نہ بناتا اور دوسری بات یہ کہ نمبر نو کے پاس کوئی ٹرانسمیٹر نہیں تھا۔ ٹرانسمیٹر صرف کار میں موجود تھا۔ وہ اگر مجھے کال کرتا تو کار ٹرانسمیٹر سے کرتا۔ مگر اس نے بتلایا تھا کہ ٹوائلیٹ سے ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا ہے۔ یہ سب تمہارا ہی سازش تھی۔ تم نے جیکال کو بھی قتل کر دیا ہے اور نمبر نو کو بھی۔ یقیناً ان میں سے کسی نے تمہیں ہمد کو مار ڈالا اور مخصوص فریکوئنسی کے متعلق بتلادیا ہے۔ تم لوگ ایک سازش کے تحت یہاں پہنچے ہو۔ میں تو نمبر نو کی کال سن کر ہی کھٹک گیا تھا۔ مگر میں اس لئے خاموش ہو گیا کہ کم از کم اس غلط فہمی میں عمران یہاں تو پہنچ چکے گا جیسا کہ میری سکیم کامیاب رہی ہے اور اب تم تینوں اس کمرے میں قید ہو جاؤ گے میرے حکم کے بغیر تمہارا ہی روج بھی باہر نہیں نکل سکتی۔ گریت نے کہا۔

اور پھر عمران نے لوں اپنے سر پر ہاتھ پھرنا شروع کر دیا جیسے اسے اسی طاقت پر افسوس ہو رہا ہو۔

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے باس۔ ٹائیگر اور نمبر نو وہ دونوں نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہے تب بھی کوئی بات نہیں۔ ٹائیگر تم اپنے مشن میں ناکام رہے ہو۔ اس لئے موت تمہارا مقصد بن چکی اور اسی طرح نمبر نو بھی اس مشن سے متعلق تھا۔ اس لئے اسے بھی موت کا ڈانٹ چکھنا پڑے گا۔

باس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

یہ زیادتی ہے باس۔ ٹائیگر نے سخت لہجے میں جواب دیا۔
نمبر نو اگر تم اصلی آدمی ہو تو میں بحیثیت گریت باس تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم مارا کار ہی کر لو۔

گریت باس نے ٹائیگر کی بات کا جواب دینے کی بجائے نمبر نو سے مخاطب ہو کر کہا۔ مگر لڑا ہے نمبر نو کے روپ میں کپڑی کشیل تھا۔ اس لئے وہ گریت باس کے حکم پر کیسے خود کسی کو مکتا تھا۔ اس لئے خاموشی کھڑا رہا۔ عمران بھی اب سمجھ گیا کہ بات کھل گئی ہے اور وہ خود جال میں چھس چکے ہیں اس لئے وقت خالق کرنے کی ضرورت نہیں ہے انہیں جلد اس قید سے رہائی حاصل کر کے گریت باس کا مقصد ادا کرنا چاہیے۔ جیسا پھر اس نے گریت باس سے مخاطب ہو کر کہا۔ جب تم سمجھ ہی گئے ہو کہ صورت حال کیا ہے تو پھر میں تمہیں الٹی میٹم دیتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ تمہارا ہی موت پر رونے والا کوئی بھی نہ ہو گا۔ اس عمارت کو ہم مل کر تباہ کر سکتے ہیں۔

عمران کے چہرے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

یہ تمہارا ہی کام خیالی ہے سر عمران اب سے چند منٹ بعد تم موت کا شکار ہو چکے ہو گے اور ہم خطیہ طور پر یہ عمارت خالی کر جائیں گے۔

گریت باس نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اس نے میز پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔ بٹن دبے ہی اس کمرے کی چھت آہستہ آہستہ نیچے گرنی شروع ہو گئی اور گریت باس اور قید کی بڑی دل رسی سے یہ تماشا دیکھنے لگے۔ فاصلہ لمبہ نہ تھا کہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اور سب کو معلوم تھا کہ چند

منٹ بعد چیت فرش سے مل جائے گی اودان تینوں کی بڑیاں تک پہنچی ہو جائیں گی۔

عمران نے بھی چیت کے نیچے ہوتے ہی صورت حال کو جانپ لیا تھا۔ اس نے بڑی تیز نظروں سے ادھر ادھر دیکھا مگر چاروں طرف دیواریں سیات تھیں جس دوارے سے وہ اندر داخل ہوئے تھے۔ اسے بھی لوہے کی دبیر چاؤس نے ڈھانپ دیا تھا۔ اور چیت آہستہ آہستہ سچی ہوتی جا رہی تھی موت کا خونی پتہ ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ٹائیلز اور کٹینیں تشکیل پڑ رہی تھیں۔ انہیں بھی نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ اب عمران ہی بچاؤ کی کوئی تدبیر کر سکتا تھا۔ ورنہ ظاہر تو ایسی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ مگر اب عمران ہی جلا گیا کر سکتا تھا۔ بچاؤ کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا۔ عمران نے اسی لمحے گھر کی گاؤنڈ میں کھینچ کر جوں کو خطرے کا ہنس دیا۔ مگر اتنا وہ بھی جانتا تھا کہ عمارت میں سب افراد کی تعداد کافی زیادہ ہے لہذا جب تک سیکرٹ سروس ان صوبے سے نپٹ کر گریٹ باس تک پہنچے گی۔ ان کی بڑیاں چھٹی چوٹی ہوں گی۔ چیت اسی وقت سے بچے ہوتی چلی آ رہی تھی۔ اور اب تو وہ ان کے قدموں سے صرف پتہ لگا رہی رہ گئی تھی۔ گھر کے میں بدستور گریٹ باس کے فائنڈر تھے۔ گھر کے

صنوبر۔ فیاض اور بلیک زیرو کو مشین گنوں کی زد میں ایک چھوٹے سے گھرے میں دھکیل دیا گیا۔ دروازہ باب سے بند کر دیا گیا تھا۔ صنوبر بڑی حیرت بھری نظروں سے بلیک زیرو کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو اس وقت فوگم کے میک اپ میں تھا۔ فیاض کو بھی ابھی تک علم نہیں تھا کہ سر رحمان دراصل صنوبر ہے اور وہ ہی بلیک زیرو کو معلوم تھا۔ وہ دونوں اسے اصل سر رحمان سمجھ رہے تھے اور صنوبر کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ اس غیر ملکی کے روبرو میں ایکسٹوڈان کے ساتھ موجود ہے۔

کیا تم مجھروں کے ساتھی ہو؟ صنوبر نے بلیک زیرو سے سوال کیا۔

بھو ابھی تک سر رحمان والا ہی تھا۔

نہیں میرا مجھروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بلیک زیرو نے اصل بچے میں جواب دیا۔ ان کی گفتگو پہلی بار ہوتی تھی۔ اس لئے بلیک زیرو اصل بچے میں بولا تھا۔ وہ اسی بے بسی کی حالت میں اپنے آپ کو ایکسٹوڈان نہیں کر سکتا تھا۔

مگر تم ہو تو غیر ملکی؟ صنوبر نے اچھے ہوئے بچے میں سوال کیا۔

نہیں میں میک اپ میں ہوں۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔ وہ سوچ

یا تھا کہ اب انہیں بھی کوئی قدم اٹھانا پڑے۔ کیونکہ عمران کسی بھی لئے
مید کو اردو میں داخل ہونے والا تھا۔ اور ہو سکتا ہے اسے اس کی ضرورت ہو۔
"میک اب میں۔۔۔ مگر تم کون ہو کیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہو؟
صفدر میک اب کا سن کر حیرت سے اچھل پڑا۔
"نہیں میرا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو عمران
کا ساتھی ہوں۔"

بلیک زیرو نے بات ٹالتے کے لئے کہا۔
"عمران کا ساتھی۔۔۔ تو کیا عمران نے ٹائیگر کے علاوہ اور بھی کوئی ساتھی
دکھا ہوا ہے۔ کیونکہ ٹائیگر تو میرے میک اب میں ایئر پورٹ گیا ہوا ہے۔
صفدر کی حیرت مزید بڑھ گئی اور اس کے اس فقرے پر بلیک زیرو
بھی چونک پڑا۔ کیونکہ ٹائیگر تو سر رحمان کو کسی طرح بھی نہیں جان سکتا تھا۔
اس کا علم سیکرٹ سروس کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا۔
"کیا تم سیکرٹ سروس کے ممبر ہو۔ اگر ایسا ہے تو جلد بتاؤ تاکہ ہم مل کر
اپنی کارروائی کا آغاز کر سکیں۔"

بلیک زیرو نے بغور صفدر کی طرف دیکھے ہوئے کہا صفدر نے
پہلے تو سوچا کہ اس میں بھی مجرموں کا کوئی خریب نہ ہو پھر اس نے سوچا کہ اب
مزید سر رحمان بننے کے لئے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چنانچہ اس بار صفدر
اپنی اصل آواز میں بولا۔

"میں تمہارے متعلق مطمئن نہیں ہوں پہلے تم میرا اطمینان کرو۔ اور صفدر
نے سوچا کہ اگر یہ واقعی عمران کا ساتھی ہے تو اس کی آواز پہچانی جائے گی۔
صفدر کے اصل بچے میں بولتے ہی فیاض بھی حیرت چونک پڑا۔ اور

بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔ کیونکہ وہ صفدر کی آواز پہچان گیا تھا۔
"تم صفدر ہو کیا عمران نے سر رحمان کے میک اب میں تمہیں یہاں بھیجا ہے؟
بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں میں صفدر ہوں۔ سر رحمان عمران کی تحویل میں ہیں۔
صفدر کو اب اطمینان ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے اعتراف کر لیا مگر وہ
ابھی تک انہیں میں تھا کہ یہ کون ہے۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ بلیک زیرو نے اطمینان کی طویل سانس لیتے
ہوئے کہا وہ عمران کے اس اقدام کے پس منظر کو سمجھ گیا تھا۔
"کیا تم اصلی فیاض ہو؟ بلیک زیرو نے اس بار فیاض سے مطالب
ہو کر پوچھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ عمران نے فیاض کے میک اب میں کی
اور ممبر کو نہ بھیج دیا ہو۔

"میں تو فیاض ہوں مگر یہ سب چکر کیا ہے؟
فیاض نے اٹھے ہوئے بچے میں پوچھا۔ حیرت انگیز انکشافات کی وجہ سے
اس کا دماغ مادیات ہو چکا تھا۔ مگر یہی اس کے سوال کا جواب بلیک زیرو
نے دیا اور سر ہی صفدر نے۔ بلیک زیرو تیزی سے دروازے کی طرف
بڑھا اور دروازہ باہر سے بند تھا۔ اس میں آٹھ لاکھ موجود تھا اور باہر
شاید کوئی مسلح آدمی پیرہ بھی دے رہا تھا۔ بلیک زیرو نے اپنے کالمر
کی ڈک میں چکی بھری اور دوسرے لمحے ایک پیرہیں اس کے ہاتھ میں تھی۔
اس نے صفدر کو تیار رہنے کا اشارہ کیا اور پھر اس میں کو لاک میں ڈال کر اس
کا ابھرا ہوا سرا لٹکوتے سے دبا دیا۔ یہ پیرہیں مخصوص ٹائپ کی تھی اس کا سرا
دبے ہی پن میں سے ایک قین سے مادے کے چند قطرے نکل کر لاک

میں گرے اور بلیک زبرد نے پن واپس کالری میں لگا لیا۔
چند لمحوں کے انتظار کے بعد بلیک زبرد نے بڑے آرام سے لاک کا
ہینڈل دبایا اور دروازہ ایک جھٹکے سے کھول دیا۔ پن سے نکلنے والے سیال
کے چند قطرہوں نے لاک کے اندر کا تمام سسٹم گلا دیا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی
اس نے باہر کھڑے ہوئے مسلح آدمی کو جو دروازے کی طرف پشت کے
کمرہ تھا گردن سے پکڑ کر اندر گھسیٹ لیا اور صغدر نے پھرتی سے اس کے
ہاتھ سے مشین گن چھین لی۔ جیسے ہی صغدر نے مشین گن چھٹی۔ بلیک زبرد
نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ شخص تڑپ کر سیدھا ہونے لگا تھا کہ صغدر
نے پوری قوت سے مشین گن کا بیٹ اس کے سر پر دے مارا ضرب اتنی
قوت سے پڑی تھی کہ پہلی ہی ضرب نے اس کے سر کے کئی ٹکڑے کو دیئے
تھے۔

چلو باہر! صغدر نے مشین گن سیدھی کرتے ہوئے کمرے سے
باہر نکلنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ خود سب سے پہلے کمرے سے باہر نکلا۔ بلیک
زبرد اور فیاض اس کے پیچھے تھے۔ بلیک زبرد نے لیڈ کرنا چاہا۔ مگر پھر
سوچا ہو سکتا ہے صغدر انکار کر دے چنانچہ وہ خاموشی سے اس کے پیچھے
چل دیا۔ کمرے سے باہر نکلتے ہی صغدر نے ادھر ادھر دیکھا اور اپنی منگنی
پڑی تھی۔ وہ تینوں دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اس طرف بڑھتے رہے
گئے جدھر آپریشن روم تھا۔ راہداری مڑتے ہی وہ رک گئے۔ کیونکہ موڑ پر
دو آدمی موجود تھے۔ صغدر نے بلیک زبرد اور فیاض کو ان پر حملہ کرنے کا
اشارہ کیا اور خود مشین گن ہاتھ میں پکڑے دیں رک گیا۔

بلیک زبرد کے پاس اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ صغدر

کے احکامات پر عمل کرے وہ دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا کہ صغدر کو اگر یہ
معلوم ہو جائے کہ وہ ایک سو کو احکامات دے رہا ہے تو اس کی حالت کیا
ہوگی بہر حال اس نے فیاض کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں
اپنی جگہ سے اچھل کر ان دونوں مسلح آدمیوں پر جا پڑے۔ بلیک زبرد نے تو
ایک لمحے میں ایک شکار کو قابو کر لیا مگر فیاض کا شکار کچھ زیادہ ہی ہیر تھلا ثابت
ہوا کیونکہ اس نے جھکا دے کر فیاض کو دوسری طرف اٹا دیا تھا۔ مگر اس
سے پہلے کہ وہ کوئی مزید حرکت کرنا صغدر نے مشین گن کا بیٹ اس کی کھوپڑی
پر آرمایا اور وہ آدمی فرسٹس پر ڈیچر ہو گیا اس دوران بلیک زبرد اپنے شکار
کی گردن توڑنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ ان دونوں کے ڈیر ہونے ہی بلیک
زبرد اور فیاض نے ان کی مشین گنیں اٹھالیں اور پھر وہ تیزی سے بجلی منزل
کی سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ اسی لمحے انہیں دوسرے فائرنگ کی آوازیں

آتی سنائی دیں اور وہ تینوں چونک کر پڑے۔

سیکریٹ سرورس نے حملہ کر دیا ہے۔ صغدر نے چونک کر کہا اور پھر
وہ تیزی سے آپریشن روم کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ اب مختاطب متھے کا وقت
نہیں رہا تھا اس لئے راستے میں جو بھی آیا گولیوں سے بھرتے چلے گئے۔ اب
بلیک زبرد سب سے آگے تھا کیونکہ آپریشن روم کے محل وقوع کا اسے علم
تھا۔ اب بلڈنگ میں بجلی ڈیجیٹل ٹکی ٹکی اور پھر جلد ہی وہ تینوں آپریشن روم
کے قریب پہنچ گئے۔ آپریشن روم کا دروازہ بند تھا صغدر نے اس کے لاک پر
مشین گن کا فائر کھول دیا اور پھر کات مار کر اس نے دروازہ کھول دیا اور وہ
تینوں اچھل کر کمرے میں داخل ہو گئے۔ آپریشن روم چونکہ ساؤنڈ پروف تھا اور
وہ سب عمران کی موت کا تماشا دیکھنے میں مصروف تھے اس لئے انہیں ان کی

آند کا علم نہ ہو سکا۔ صفر اور بلیک زید کی گنتوں نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر قبضے
لگنے شروع کر دیئے۔ غیر ملکی سنبھلے۔ سنبھلتے فرشتے پر ڈھیر ہو گئے۔ البتہ باس
کے شیٹے کے کہیں پر گولیوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ گریٹ باس نے جب
حملہ آوروں کو دیکھا تو وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ تیزی سے کہیں کی سائیڈ کی
طرف بھاگا اور پھر اس نے ایک ہینڈل کھینچ لیا اور وہ سر سے لے کر وہ پورا
کہیں کسی لفٹ کی طرح اوپر بلند ہونا شروع ہو گیا اس دوران بلیک زید و
کی نظر سکرین پر پڑ چکی تھی۔ جہاں عمران۔ سر رحمان اور ایک غیر ملکی لیٹے ہوئے
تھے اور چیت ان سے صرف دو فٹ اونچی رہ گئی تھی بلیک زید و کو
صورت حال کی نزاکت کا احساس ہو گیا تھا چنانچہ وہ برق رفتاری سے
اس مشین کی طرف بڑھا جس پر وہ سکرین فٹ تھی اور دوسرے لمحے اس
نے مشین گن کا پورا برسٹ اس مشین پر غالی کر دیا۔ مشین ایک دھماکے سے
پھٹ گئی اور اس کے ساتھ ہی سکرین بھی تاریک ہو گئی۔

صفر تم عمران کا پتہ کر دیں باس کے پیچھے جاتا ہوں۔
بلیک زید و نے سوچ کر کہا اور پھر چپٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

صفر نے ایک نظر آپریشن روم پر ڈالی اور پھر وہ فیاض کو دیکھ کر
کا اشارہ کر کے تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ کمرے سے باہر آتے ہی اسے
راہداری میں ایک مسلح آدمی دوڑتا ہوا اپنی طرف آتا دکھائی دیا اس کے چہرے
پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں وہ شاید اب گریٹ باس کو حملے کی اطلاع دینے آ
رہا تھا۔

کیا بات ہے؟ صفر نے سوچ کر پوچھا۔

وہ وہ دکان کچھ لوگوں نے حملہ کر دیا ہے تمام چوکیداروں کو قتل کر کے

وہ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان کے پاس دستی بم بھی ہیں۔ اس نے لکھا کر پوچھا۔
دیا اسے یہ خیال بھی نہیں رہا کہ وہ اس وقت کس سے مخاطب ہے۔
باس کو اطلاع مل چکی ہے تم فوراً مجھے وہاں لے جاؤ جہاں قیدی موجود
ہیں۔ صفر نے اسے سخت لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

قیدی وہ تو روم نمبر فور میں ہیں۔ اس طرف راہداری کے آخری کونے
میں۔ آنے والے نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور صفر کے لئے یہی کافی تھا۔
اس نے دوسرے لمحے ٹرک پر دوڑا دیا اور راہداری آنے والے کی چیخوں اور
گولیوں کی توڑ تڑا ہٹ سے گونج اٹھی۔ صفر نے ایک کمرہ اس کی گن لگائی
اور پھر راہداری کے آخری کونے کی طرف دوڑ لگا دی۔ وہاں اس وقت
اور کوئی آدمی بھی موجود نہیں تھا۔ وہ سب شاید حملہ آوروں سے نکلے
مصرف تھے۔ صفر دوڑتا ہوا راہداری کے آخری کونے میں پہنچا تو ایک

دروازے کے اوپر چار نمبر لکھا ہوا نظر آیا۔ دروازے پر لوہے کی ایک دیوار
چادر چڑھی ہوئی تھی۔ صفر نے شین گن کا سرخ چادر کی ایک سائڈ میں کیا۔
اور پھر پیچھے سے اوپر تک مسلسل فائرنگ کرتا چلا گیا اس طرح کامل اس
نے چادر کی دوسری سائڈ میں کیا۔ اور پھر چادر کے اوپر اس نے دائیں سے
بائیں گولیاں چلا دیں۔ چادر کے اوپر یوں سوراخ ہوتے چلے گئے جیسے کسی نے
سج کر دیا ہو۔ اور پھر صفر نے جیسے ہی چادر کو ایک سائڈ سے کھڑکھڑایا
کی پوری چادر ٹوٹ کر راہداری میں آگئی۔ اندر دروازہ موجود تھا۔ صفر نے
فائرنگ کر کے اس کا لاک توڑا۔ مگر دروازے کے اندر ایک اور چادر پھرتی
تھی۔ صفر نے اس چادر کی نچلی سائڈ پر وہی پہلے والا عمل دہرایا۔ اور چادر
کا پھلا کونا ٹوٹ گیا۔

”عمران صاحب باہر آجائیں“

صعد نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے عمران ریگلتا ہوا دروازے سے باہر نکل آیا۔ اندر چھت بدستور فرش سے دو فٹ پر موجود تھی۔ مٹین ٹوٹنے سے چھت جہاں موجود تھی وہیں رک گئی تھی۔ عمران کے بعد کپٹن شکیل اور ٹائیکو بھی دینگ کو باہر نکل آئے۔ صعد نے دوسری گن عمران کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

”گریٹ باس کہاں ہے؟“ عمران نے راہداری میں سیدھا ہوتے ہی سوال کیا۔

”وہ شیشے کے کین سمیت اوپر چڑھ گیا تھا۔ آپ کا ساتھی جو غیر ملکی کے روپ میں تھا اس کے پیچھے گیا ہے۔“ صعد نے جواب دیا۔

”میرا ساتھی؟“ عمران نے حیرت زدہ ہونے میں کہا اور پھر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک جھماکہ ہوا۔ اسے بلیک زیرو کا خیال آگیا۔ جسے جیٹ کوآرڈر میں موجود ہونا چاہیے تھا۔

عمارت میں فائرنگ ابھی تک ہو رہی تھی۔ پھر وہ سب لوگ دوڑتے ہوئے واپس آپریشن روم تک آئے تو دیاں جولیا اور دیگر ممبران موجود تھے۔ ان میں سے تو بڑا اور نعمانی زخمی ہو چکے تھے۔ تنویر کی ٹالک اور نعمانی کا سر زخمی تھا۔

”کیا سب مجرم ختم ہو گئے ہیں؟“ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”ہاں عمران صاحب، بڑے سخت مقابلے کے بعد ہم کامیاب ہو گئے ہیں“ جولیا نے جواب دیا۔

”تم سب عمارت میں پھیل جاؤ۔“ اندر ہر کمرے کی تلاشی لو۔ کوئی بھی آدمی

نظر آئے تو اسے فوراً گولی مار دینا۔ میں اوپر باس کے پیچھے جانا ہوں۔“

عمران نے کہا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر کی منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ عمارت کی چھت پر پہنچ گیا۔ عمارت کی چھت پر جدید قسم کا جیلی کا پردہ موجود تھا۔ جس کی مشین چل رہی تھی۔ شیشے کا کین بھی چھت پر بھرا ہوا تھا۔ اور چھت کے پورے کونے پر دو آدمی آپس میں لڑ رہے تھے۔ عمران تیزی سے بھاگتا ہوا اس کونے کی طرف گیا۔ وہ دونوں غیر ملکی تھے۔ وہ پھر ایک نیم شیم غیر ملکی نے دوسرے کو اٹھا کر نیچے پھینکا تھا۔ عمران ان پر ایک نظر ڈالتے ہی سمجھ گیا کہ ان میں ایک زیرو کون سا ہے کیونکہ ایک زیرو کا جسم خاصا سمارٹ تھا۔ جبکہ دوسرا کافی سے زیادہ دیوانہ کی طرح تھا اور اس وقت بلیک زیرو ہی دوسرے کے ہاتھوں اٹھا ہوا تھا۔ وہ اسے نیچے پھینکا ہی چاہتا تھا کہ عمران نے مدد سے ہی پھلانگ لگائی۔ اور پھر اس نے باس کے ہاتھوں پر اٹھے ہوئے بلیک زیرو کا بازو پکڑ کر اسے گھسیٹ لیا۔ اس نے بلیک کھنڈ سے وہ دونوں ہی چھت پر گر گئے۔ عمران بھی نیچے گر پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اٹھ کر باس کو کمرہ باس دوڑتا ہوا شیشے کے کین کی طرف بڑھا۔

”ٹھہر جاؤ۔ ٹھہر جاؤ۔“ ورنہ گولی مار دوں گا۔“ عمران نے چیخ کر کہا۔ مگر باس دوڑتا ہوا شیشے کے کین میں داخل ہو گیا۔ اور دوسرے لمحے کین فرشی میں دھنسا چلا گیا۔ جیلی کا پردہ ابھی تک چھت پر ہی موجود تھا۔

”بلیک زیرو ختم نہیں ہو گیا۔“ میں باس کے پیچھے جانا ہوں۔“ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر برقی رفتار سے دوبارہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس کے پاؤں اتنی تیزی سے اٹھ رہے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ

سیریا حیاں اترنے کی بجائے کسی گیند کی طرح لڑھکتا ہوا نیچے جا رہا ہوا۔ اور وہ جلد ہی آپریشن روم کے پاس پہنچ گیا۔ اس وقت آپریشن روم کے سامنے ہی تمام ممبر اکٹھے ہو چکے تھے۔

اندر چلو۔ عمران نے صبح کر کہا اور پھر وہ آپریشن روم میں داخل ہو گیا۔ شیتے کا کیمین وہاں موجود تھا۔ وہ بھی شاید ابھی وہاں پہنچا تھا۔ عمران نے کیمین پر گولیوں کی بارش کر دی۔ مگر وہ شیشہ پلٹ پڑا تھا۔ کیونکہ گولیاں مگر اکر نیچے گر پڑتی تھیں۔

عمران گولیاں ہم جیت گئے جو مگر یاد رکھو مارا کا کسی کبھی ناکام نہیں ہوتی۔ کافر س ہال کو تباہ کرنے کا منصوبہ تیار ہے اور جیسے ہی تمام سربراہ کافر س ہال میں اکٹھے ہوں گے۔ پورا ہال ایک دھماکے سے اڑ جائے گا۔ میرے آدمی کام کرتے رہیں گے میں ایتھ مارا کا دی کر رہا ہوں اور ساتھ ہی ہمیں ہی تباہ کر جاؤں گا۔ میں پوری عمارت کو ڈائنامیٹ سے اڑا رہا ہوں۔ مارا کا یہی زندہ باد۔

باس نے صبح کر کہا اس کا چہرہ خوش سے سرخ ہو گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی نیا قدم اٹھاتا۔ باس نے میز کی دیوار ایک ٹھکے سے کھولی اور پھر اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈائنامیٹ نکال لیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے اس کے دو تین بٹن دبائے۔ اور دوسرے لمحے میز پر پڑا ہوا دیوار اٹھا کر اپنی کینٹیئر پر گولی چلا دی۔ پہلی ہی گولی اس کے سر کو پھاڑنے چلی گئی۔ اور وہ دھماکے سے نیچے گر پڑا۔

”بھانگو چیت کی طرف بھاگو عمارت تباہ ہونے والی ہے۔“

عمران نے صبح کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ اندھا دھند آپریشن روم سے باہر نکلے۔

”صعد دروازہ اس طرف ہے۔“ جو لیلے نے صبح کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”صعد دروازے پر پہنچنے کی بجائے چیت کی طرف چلو۔“ عمران نے سیریا حیاں کی طرف دوڑتے ہوئے کہا۔ ادب اہمیت میں زور دار گڑا ہیٹ کی آواز میں آنے لگیں تھیں۔

”یہ ہم مگر جو لیلے کا بیوا بھی ایک عمران کا مطلب نہیں سمجھ سکتی تھی۔ کہ چیت پر جانے سے وہ کیسے بچ سکتے ہیں عمران نے چیت کو اس کا بازو پکڑا اور پھر تیزی سے سیریا حیاں چڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے ہی سب ممبر چڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اب عمارت لورڈ نے لگی تھی۔ برقی رفتار سے وہ سیریا حیاں چڑھتے ہوئے چیت پر پہنچ گئے۔ جہاں وہ پہلی کا پیر موجود تھا۔ جس کی تیزی چل رہی تھی۔ دروازے کھلے ہوئے تھے۔ عمران نے ان سب کو اٹھا کر لڑوں کی طرح پہلی کا پیر میں پھینکنا شروع کر دیا۔ کیونکہ باری باری چڑھنے کا

اب وقت نہیں تھا۔ کسی بھی لمحے پوری عمارت دھماکے سے اڑ سکتی تھی۔

لیک ایک دیر پہلے ہی پہلی کا پیر میں سوار ہو گیا تھا۔ پھر عمران اچھل کر یا کھٹ سیٹ پر چڑھ گیا۔ اور اس کے بڑے ہی پھرتی سے ایک بٹن دبایا۔ پہلی کا پیر جو پہلے ہی دیوار پوزیشن میں تھا۔ بٹن دیتے ہی صفائیں بلند ہو گیا۔ اور

اسی لمحے دھماکے ہونے شروع ہو گئے۔ اور پھر پہلی کا پیر عمارت سے کھوڑی ہی دور گیا جو گاڑا ایک سماعت شکن دھماکہ ہوا۔ اور پوری عمارت لورڈ کے گالوں کی طرح بکھر گئی۔ اگر انہیں چند سیکنڈ کی دیر ہو جاتی تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں نہیں بچا سکتی تھی۔ عمران نے اس بار بھی جاندار، عی کا ثبوت

دیا تھا۔ اگر وہ پہلی کا پیر والی ترکیب استعمال کرنے کی بجائے صعد دروازے کی طرف بھاگتے تو یقیناً مارے جاتے۔ اس نے پہلی کا پیر میں ایک دوسرے

پر نورین کی طرح لدے ہوئے ممبر عمران کی حاضر و نا حق پر دل ہی دل میں
داد و تحسین کے ڈونگرے برسار رہے تھے۔



کافر نس مال میں خوب گھما گھمی تھی۔ مختلف ممالک کے سربراہ
ریا قاندہ گارڈ کے پہرے میں مال کے دروازے پر پہنچتے۔ دروازے پر موجود
پرائم منسٹر اور صدر مملکت ان کا استقبال کرتے اور پھر مہمان اپنے دفو
کے ہمراہ اپنی سیٹوں پر بیٹھ جاتے اور صحافیوں کی گیلری میں بھی کچھ بھری
ہوتی تھی۔ کافر نس مال میں تقریباً اڑتیس مسلم ممالک کے سربراہ اپنے دفو
کے ہمراہ بیٹھے تھے۔ یوری دنیا سے آئے ہوئے صحافی اور فوٹو گرافران کے
علاوہ تھے۔ یوری دنیا کی نظریں اس کافر نس مال پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے
ایک نئی مسلم طاقت کے سورج کو طلوع ہونا تھا۔

عمارت کے گرد تقریباً پانچ پانچ سو گز کے فاصلے تک تمام عمارتیں خالی
کرائی گئی تھیں اور وہاں مسلح افواج پولیس، اسٹیجس اور سیکرٹ سروس کے
ممبران بکھرے ہوئے تھے۔ مال کے اوپر دو فوجی پہلی کا پیر مسلسل پرواز کر
رہے تھے۔ گو حکومت کے علم میں مارا کارمی کے ہینڈ کو آرٹر کی تباہی کی رپورٹ
آچکی تھی اور گریٹ باکس کی آخری دھمکی بھی ان کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔

مگر اب وہ کافر نس کی جگہ تبدیل نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ مال پر کسی مہینوں
سے سخت کی جا رہی تھی۔ اور فوجی طور پر اس کا قبضہ دل تلاش نہیں کیا جاسکتا
تھا۔ صرف ایک ہی صورت تھی کہ کافر نس ملوثی کر دی جائے مگر اس کے لئے
کوئی بھی تیار نہیں تھا۔ کیونکہ اس میں نہ صرف پاکستیا کی ذیورست بدنامی تھی
بلکہ وہ خواب بھی بکھر کر رہ جاتا تھا۔ جس کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا تھا۔ البتہ
حفاظتی اقدامات پہلے سے بھی زیادہ سخت کر دیئے گئے تھے۔ اور مال کی جدید
ترین مشینوں سے کئی بار بڑی باریک جینی سے چیکنگ بھی کر لی گئی تھی۔ مگر مال
سے ایسی کوئی مشتبہ چیز نہیں ملی تھی۔ جس سے سمجھا جاتا کہ مجرموں نے مال کو تباہ
کرنے کے لئے کوئی پلان بنایا ہے۔ عمران نے خود بھی بڑی بائیک بیٹی سے
چیک کیا تھا۔ مگر اس کے باوجود جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا تھا۔ اس کے
دل کی دھڑکن بڑھتی جا رہی تھی اس کی تھپی جس کچھ زیادہ ہی شور مچا رہی تھی۔
عمران اور اس کے ساتھی کافر نس مال کے گیٹ کے بالکل قریب موجود تھے۔
میرے خیال میں عمران صاحب دس نے مرتے وقت ہم پر نفسیاتی داکو آزمایا
ہے کہ وہ کافر نس مال کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا چکا ہے۔ اس طرح شاید اس کا
مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ خوفزدہ ہو کر کافر نس ملوثی کر دیں گے۔ اور مارا کارمی جو
مقصد اپنے عمل سے حاصل نہ کر سکی وہ اس نفسیاتی داکو سے حاصل کیے گی۔

صفر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا:

”ماں بظاہر تو معلوم ایسا ہوتا ہے کیونکہ میں مال کو ابھی طرح چیک کر چکا
ہوں اور پھر اس وقت کافر نس مال سے پانچ پانچ سو گز تک سخت ترین پہرہ
ہے۔ فالٹو آدمی تو ایک طرف رہا۔ یہاں ہماری مرضی کے بغیر چڑیا بھی پر نہیں
مار سکتی۔ لیکن اس کے باوجود میری تھپی جس بار بار کہہ رہی ہے کہ کچھ چھپنے والا

ہے۔ مارا کاری ایک انتہائی خطرناک تنظیم ہے۔ اس کے گریٹ باس نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ ضرور ہوگا۔ مارا کاری آخر دم تک کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کی کوشش ضرور کرے گی۔

عمران نے جواب دیا اور وہ سب خاموش ہو گئے۔ مہمان مسلسل آ رہے تھے۔ اور فی الحال ایسی کوئی یوزریشن نظر نہیں آ رہی تھی۔ جس سے اندازہ ہو سکتا کہ مجرم کس طرف سے وار کرنے والے ہیں۔ عمران کی تیز نظریں باری باری ہر فرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔ مگر بے سود۔ شک کی کہیں کوئی گنجائش نظر نہیں آتی تھی۔ مگر اس کے باوجود علم ان کو یوں محسوس ہوتا تھا۔ جیسے بھیا تک خطرہ اس کے سر پر منڈلا رہا ہو۔ وہ اس وقت بڑی بے بسی سی محسوس کر رہا تھا۔ کم از کم اگر معمولی سا اشارہ بھی معلوم ہوتا کہ مجرم کیا کرنا چاہتے ہیں تو شاید وہ اتنی بے بسی محسوس نہ کرتا مگر یہاں تو ایک معمولی سا گھیس بھی موجود نہیں تھا۔ اس خطرہ ہی خطرہ تھا۔ اور ویسے ہر چیز ٹھیک ٹھاک تھی۔ کہیں بھی شک کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

اور پھر آخری مہمان بھی کانفرنس ہال کے دروازے پر پہنچ کر اترے۔ صدر مملکت اور پرائم منسٹر نے ان کا استقبال کیا۔ اور پھر انہیں لئے ہوئے ہال کے اندر چلے گئے۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کو بچھے آنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر وہ سب کانفرنس ہال میں داخل ہو گئے۔ اپنی دہائی موجودگی کا انتظام پہلے ہی کر چکا تھا۔ اس کے ذہن میں صرف یہ بات تھی۔ کہ جو کچھ ہوگا۔ ہال کے اندر ہی ہوگا۔ اس لئے ان کی ہال کے اندر موجودگی ضروری تھی۔ سب و خود اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ چکے تھے۔ پرائم منسٹر نے کمر سی صدا سے منبھائی اور ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

کانفرنس سے پہلے اجلاس کا افتتاح ہونے والا تھا۔

اسی وقت دروازہ کھلا اور دو خوب صورت بچے ہاتھوں میں گلدستے لئے اندر داخل ہوئے۔ یہ پاکیشیا کے عوام کی طرف سے کانفرنس کی کامیابی کیلئے خیر سگالی کا مظاہرہ تھا۔ وہ دونوں بچے گلدستے ہاتھ میں لئے آہستہ آہستہ صدارتی میز کی طرف بڑھتے چلے آ رہے تھے اور حال میں موجودہ فودان کا استقبال ملکی ملکی تالیوں سے کر رہے تھے۔

صدارتی میز کی پشت پر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران بڑے لوگوں کے عالم میں کھڑا تھا۔ کانفرنس کا افتتاح ہونے والا تھا۔ مگر مجرموں کا دعویٰ بھی اس کے ذہن میں گونج رہا تھا۔ وہ بڑی تیز نظروں سے ہال کا جائزہ لے رہا تھا۔ کتنا اچانک وہ بری طرح چونک پڑا اور دسب لکھے وہ تیز سی سے بھاگتا ہوا ایک بچے کی طرف بڑھا جو صدارتی میز کے قریب پہنچ کر گلدستہ میز پر رکھنے ہی والا تھا۔ پرائم منسٹر کھڑے ہو کر تالی بجا رہے تھے کہ عمران کو بھاگتا ہوا دیکھ کر ہال میں یکدم خاموشی طاری ہو گئی وہ سب بڑھی حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔ عمران نے جھپٹ کر وہ گلدستہ اٹھایا مگر گلدستے کے ساتھ جیکٹ کی گھونٹیں برقی دیکھ کر اس نے گلدستہ واپس میز پر رکھ دیا۔ وہ سب بے گلدستے کے ساتھ ہی جیکٹ کی جپٹ خشک تھی۔

”کیا بات ہے؟“ پرائم منسٹر نے اس کی اس طرح دخل اندازی کا براہ مننے ہوئے کہا۔

عمران نے پرائم منسٹر کو جواب دینے کے لئے جیسے ہی نظریں گھمائی وہ بری طرح اچھل پڑا اور وہ سب لکھے اس نے ایک بچے کو ہاتھوں پر اٹھا لیا اور پھر اس نے بڑی بے ددی سے اس خوب صورت بچے کو میز کے سامنے

فرش پر لٹا کر اپنا گھٹنا اس کے سینے پر رکھ دیا اور دوسرے لمحے بڑھی پھرتی
سے اس نے جیب سے ایک تیز خنجر نکال لیا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ
بچے کو ابھی اس خنجر سے قتل کر دے گا۔

”کیا کر رہے ہو کیا کر رہے ہو پکڑو پکڑو“ پرائم مسٹر کے ساتھ ساتھ باقی
لوگ بھی بڑی طرح چیخ اٹھے۔ مگر اس سے پہلے کہ عمران کو اس کی ایسا تک
حرکت سے روک سکے۔ عمران نے خنجر کی نوک بچے کی گردن پر رکھ کر پوری تیزی
سے ہاتھ کو ہٹکا دیا اور پھر سہمے ہوئے بچے کے سر سے ایک دردناک چیخ نکلی۔
اس کی چیخ اتنی دردناک تھی کہ ہال میں موجود ہر فرد کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔
عمران کے ساتھی عمران کی یہ حرکت دیکھ کر غصے اور رنج کے مارے پاگل ہو گئے۔
انہیں یقین ہو گیا کہ عمران یا گل و دندہ بن چکا ہے اور قیامت یہ تھا کہ ان کے پاس
اسلحہ نہیں تھا اور نہ یقیناً وہ عمران کو گولیوں سے چھلنی کر دیتے۔

عمران نے بچے کی گردن چیر کر دوسرے ہاتھ کو اس کی گردن میں گھسا دیا
اور پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں ہال میں موجود افراد نے تیزی سے بڑھ کر
عمران کو گرفت میں لینا چاہا۔

”مبٹ جاؤ جبٹ جاؤ۔ میرے ہاتھ میں ہے۔“ عمران نے چیخ کر کہا اور
وہ سب لوگ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔ عمران کا چہرہ مسرخ ہوا ہوا تھا۔ اس
کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک تھی۔ اس نے ہاتھ میں ایک پسل سلاہ پر جتنا
آلہ پکڑا ہوا تھا۔ جو خون سے لٹھرا ہوا تھا۔ عمران نے خنجر کی نوک اس آلے میں
ڈالی اور پھر اسے تیزی سے گھما دیا۔ دوسرے لمحے اس آلے میں سے دھواں سا
نکلنے لگا۔ اور عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات چھاتے چلے گئے۔ سچا ابھی
تک فرش پر پڑا لٹھریٹ رہا تھا۔ بچے کو ہسپتال لے جاؤ۔ فوراً عمران نے چیخ کر

اپنے ساتھیوں سے کہا اور انہوں نے جمعیت کر کے کو اٹھایا اور ہال کے دروازے
کی طرف بھاگ پڑے۔

”جناب صدر اور محترمین۔ میں اس دردنگی کے لئے آپ سب سے
معافی کا خواستگار ہوں مگر اس کے لئے میں مجبور تھا۔ اگر میں یہ دردنگی نہ کرتا تو
نہ ہی بچہ بچتا اور نہ ہم میں سے کوئی شخص۔ مجرموں نے اس کا ٹھنسن ہال کو تباہ
کرنے کی دھمکی دی تھی۔ انہوں نے اس کے لئے ایک قلعی الٹو کھانڈا بنا لیا ہے
انہوں نے شاید اس بچے کو اغوا کیا اور پھر اس کی گردن میں یہ جدید ترین قسم کا بم
داخل کر کے لٹکے لگا دیے۔ یہ بم دائرہ نرس سے جلتا ہے اور کسی بھی لمحے مجرم اپنی
جگہ پر بیٹھ بیٹھ دبا دے تو یہ بم پھٹ جاتا۔ یہ بم آٹا یا درفل ہے کہ اگر یہ پھٹ جاتا
تو یہ پورا کالٹرنس ہال ایک دھماکے سے اڑ جاتا۔ پرائم مسٹر صاحب کی بات
کا جواب دینے کے لئے جیسے ہی میں نے نظریں گھمائی۔ مجھے گردن پر زخموں
کے نشانات افسان کے اندر رہا بھری ہوئی جگہ نظر آ گئی۔ اگر بچے کو ہال سے
لے جا کر ہسپتال میں ہم نکالا جاتا تو شاید وہ بچہ جاتی۔ بچہ نے مجرم کس وقت میں
دبا دیتے اس لئے مجھے قوری طور پر اس دردنگی پر آمادہ ہونا پڑا۔ میں نے اس
بم کا میکسزم ناکارہ کر دیا ہے اور کالٹرنس ہال پر منڈلاسنے والا خطرہ دور ہو چکا
ہے۔ آپ اطمینان سے کالٹرنس جاری رکھیں۔ میں ایک بار پھر اپنی اس حرکت
کے لئے سب سے معافی کا خواستگار ہوں۔ بچے کے متعلق آپ فکر مند نہ ہوں
بچہ یقیناً پہنچ جائے گا۔ عمران نے اپنی حرکت کی وضاحت کی۔ اور وہ ناکارہ
بم ثبوت کے طور پر صاحب صدر کی میز پر رکھ کر پیچھے ہٹ گیا۔
ہال میں موجود تمام افراد عمران کی یہ بات سن کر حیرت سے منہ دگے اور
پھر جیب انہیں احساس ہوا کہ عمران نے کتنا بڑا کام انجام دیا ہے تو ان سب

Prepared by: S.Sohail Hussain

۱۹۲

نے اتنے دور سے تالیاں بجائیں کہ پورا نال ان کی آوازوں سے گونج اٹھا۔
سیکڑ سیکڑ کے مہبران اور یراعلم مفسر بڑے فخریہ نظروں سے عمران کو
دیکھ رہے تھے۔

”جس قوم میں ایسے ذہین اور حاضر و ماغ افراد موجود ہوں ایسی قوم زندگی
کے کسی میدان میں پیچھے نہیں رہ سکتی۔ میں اس نوجوان کے ساتھ ساتھ اس قوم کو
بھی مبارکباد دیتا ہوں جس نے ایسے فرد کو جنم دیا ہے۔“

ایک سربراہ نے اٹھ کر کہا اور عمران یوں شرمایا گیا جیسے پہلی بات کی دہن روٹھائی
کے وقت شرما جاتا ہے اور اس کی یہ حالت دیکھ کر سب کھکھار رہے تھے۔

کانفرنس کی کارروائی کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اس عظیم کانفرنس کی جس کی کامیابی
یہ عالم اسلام کی اتفاق کا انحصار تھا۔ اس کانفرنس کی جسے اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں
سنگ میل کی حیثیت حاصل ہونے والی تھی اور اس عظیم ترین کامیابی کا ہیرو عمران
کو دایوں انھیں پیش رہا تھا جیسے کسی آکر کو بکرہ کو دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو اس نے
ایک بار پھر اپنے آپ کو ناقابل تسخیر ثابت کر دیا تھا۔

ختم شد